

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محمد ﷺ ﷺ ﷺ

تالیف

محمد راج احمد سعیدی قادری رضوی

مکتبۃ المدینہ اسلام آباد

لاہور - کراچی - پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَجْلَدِ اَوَّلِ

تالیف
محمد سراج احمد سعیدی قادری رضوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

محمد اول ﷺ	نام کتاب
علامہ سراج احمد سعیدی	مصنف
جون 2007ء	تاریخ اشاعت
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور	ناشر
ایک ہزار	تعداد
12481	کمپیوٹر کوڈ
165/- روپے	قیمت

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:- 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7247350-7225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:- 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

38	رحمۃ کی تفسیر	7	انتساب
39	العالمین	8	نذرانہ عقیدت
39	سبب پہلے ہوتا ہے	9	مولف کتاب کا تعارف
41	آپ کا نور واسطہ فیض الہی	13	مقدمہ
42	آیت کا معنی	18	پہلا باب
43	اصل وجود	18	آپ کی اولیت قرآن سے
45	آپ کے بغیر زندگی ناممکن	18	صفات رسول اللہ ﷺ
46	سب کے لئے رحمت	22	آپ کے اول ہونے کے وجوہ
47	پہلا شبہ	24	انت الاول
47	شبہ کا ازالہ	26	السلام علیک یا اول
48	دوسرا شبہ	26	اول و آخر کا معنی
49	ازالہ شبہ	27	مظہر صفات الہیہ
49	تیسرا شبہ	27	اسماء مشترکہ
50	تیسرے شبہ کا جواب	29	مشترکہ اسماء کا مقصد و حکم
51	تیسری آیت	31	الآخر
53	چوتھی آیت	33	چار پائے کی گواہی، آخری نبی
54	پانچویں و چھٹی آیت	34	• سادجال
55	ساتویں آیت	35	صلی نبی
56	آٹھویں آیت	38	دوسری آیت

86	عثمانی صاحب کا عقیدہ	58	وعدہ کہاں لیا گیا تھا
87	قاری طیب صاحب کا عقیدہ	59	مقام میثاق اور وہابی
88	مولوی اسلم دیوبندی کا عقیدہ	59	مربی ارواح
89	دیوبندیوں کے پیر کا عقیدہ	62	وہابیوں کا عقیدہ
90	حدیث اول ما خلق اللہ نوری	63	نویں آیت
94	تیسرا باب	64	تفسیر بالحدیث
94	اولیت سرکار اور غیر مقلد	66	مقام میثاق
94	ثناء اللہ غیر مقلد	69	دسویں آیت
95	گوڑگانوی کا عقیدہ	71	بلی روح نے کہا یا جسم نے
95	مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ	72	پہلا سوال و جواب
98	علامہ وحید الزماں کا عقیدہ	73	دوسرا سوال مع جواب
98	نواب صدیق حسن کا عقیدہ	75	دوسرا باب
	نواب صاحب کا حدیث سے	75	اولیت سرکار اور علماء دیوبند
99	استدلال	77	مولوی حسین اور دیوبندی کا عقیدہ
100	سلمان غیر مقلد کا عقیدہ	78	تھانوی صاحب کا عقیدہ
101	داؤد غیر مقلد کا عقیدہ	78	پہلی روایت
101	ابن تیمیہ کا عقیدہ	79	دوسری روایت
104	باب چہارم	80	تیسری اور چوتھی روایت
104	کائنات کیسے بنی	81	پانچویں اور چھٹی روایت
104	حدیث جابر متن و ترجمہ	82	ساتویں روایت
108	حدیث کے مستند ہونے کا ثبوت	84	محفل میلاد کا ثبوت
108	صاحب مصنف کا تعارف	85	السلام علیک یا اول

160	ابن تیمیہ کا عقیدہ	111	پانچواں باب
165	مانگ جو تیرا جی چاہے	111	حدیث جابر اور دیوبندی
167	یہی اعتقاد صحابہ کرام کا تھا.....	113	صحابہ کرام کا عقیدہ
176	باب یازدہم	114	چھٹا باب
176	محمد ﷺ بشر لا کا بشر	114	اولیت و نورانیت
176	شیطان اور لفظ بشر	115	حدیث جابر سے غیر مقلد کا استدلال
176	انبیاء کرام کو بشر کہنے والے	116	غیر مقلدوں کے امام کا عقیدہ
177	نوح علیہ السلام اور کافر	119	دوسرے امام کا عقیدہ
178	ہود علیہ السلام اور کافر	123	ساتواں باب
179	تنبیہ	123	کائنات کیوں بنائی گئی
179	صالح علیہ السلام اور کافر	131	معجزات رسول ﷺ
180	شعیب علیہ السلام اور کافر	134	حدیث لولاک
181	حضرت موسیٰ و ہارون اور کافر	138	آٹھواں باب
184	رسولوں کو بشر کہنے والے	138	احادیث لولاک
185	یہود نے آپ کو بشر کہا	142	اعتراض
185	کفار مکہ نے آپ کو بشر کہا	143	حدیث نمبر ۲
186	ولید نے آپ کو بشر کہا	150	باب نہم
187	بشریت سے انکار	150	حدیث لولاک اور دیوبندی
187	مثلکم	156	باب دہم
189	انا بشر اعتراضات و جوابات		حدیث لولاک پر اعتراضات و
215	مشکل کشا فرشتہ	156	جوابات
		159	حقیقت محمدیہ ﷺ

259	چوتھی آیت	218	باب دوازدهم
259	۵ دلیلیں	218	محمد ﷺ نور
260	وحید الزماں کی تائید	218	مسئلہ نورانیت
260	پانچویں آیت	221	نور محمد ﷺ اور حضرت آدم علیہ السلام
261	۵ دلیلیں	226	پہلی آیت
262	وہابیوں کی تائید	227	دلیل ۱۲ تا ۱۲
263	چھٹی آیت	229	غیر مقلدوں کے حوالے
263	۱۱ دلیلیں	230	ائمہ مسلمین کا عقیدہ
266	ساتویں آیت	232	اعتراضات و جوابات
267	آٹھویں آیت	237	نور و کتاب حضور ہیں
268	نویں آیت	238	مکمل آیت
270	دسویں آیت	238	دوسری آیت
272	گیارہویں آیت	239	دلیل نمبر ۱۱ تا ۱۱
273	صحابہ کرام و ائمہ کا عقیدہ	244	تیسری آیت
273	۴۰ دلیلیں نور کی	245	۷ دلیلیں
282	نورانیت مصطفیٰ ﷺ	249	ائمہ اہل سنت کے حوالے
291	کتابیات	250	۱۶ دلیلیں
		254	سراجا منیرا کے جلوے

انتساب

ان بھائیوں و بہنوں کے نام سے
جنہیں معرفت ذات و صفات اللہ جل جلالہ وحدہ لا شریک لہ،
حضور پر نور ہادی سبل ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے حاصل ہو رہی ہے۔

عفو و کرم کا طالب
سراج احمد سعیدی
اوچ شریف، بہاولپور

نذرانہ عقیدت

ببارگاہ شفیع روز جزاء حضور اکرم نور مجسم، محبوب خدا
مطلوب دوسرا سلطان انبیاء، زیب مقام دنی فتدلی، زینت مسند
قاب قوسین و ادنی در اللہ المکنون سر اللہ المخزون، نور
الافئدة والعیون، سرور القلب المخزون، عالم ما کان وما
یکون، ختم رسل، مختار کل، هادی سبیل، سیدنا و مولانا و
ملجانا حضرت احمد مجتبیٰ سرکار محمد مصطفیٰ علیہ
التحیة والثناء والصلاة والسلام علیہ وآلہ وصحبہ فی کل جین
بعدد معلومات اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مؤلف کتاب ہذا کا مختصر تعارف

نام و نسب

سراج احمد بن مولانا نور محمد بن مولانا الہی بخش بن نبی بخش المعروف بنے خان بن محراب خان بن بکے جاں بن جوہر خاں۔ تاریخ بلوچاں کے مصنف نے لکھا ہے کہ بلوچ قوم کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت ابوعمارہ سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب عم النبی ﷺ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ استاذ العلماء شیخ القرآن والحديث امام المناظرین حضرت علامہ مولانا منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق بلوچ قوم کی صلیبی نسبت امام المشارق والمغرب حلال المشکلات والمصاب سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بوسیلة ان کی شرعی کنیز ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ولادت

علامہ سراج احمد سعدی قادری کی ولادت، ۲ جمادی الاخریٰ ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ بروز منگل بوقت صبح صادق، مدینۃ الاولیاء اوچشریف کے جنوب مغرب میں بستی حاجی امیر محمد خان میں ہوئی ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو دعا دیتی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عالم بنائے جب آپ نے ہوش سنبھالا تو والدہ سے پوچھا عالم کیا ہوتا ہے؟ آپ کی والدہ چارپائی پر خوبصورت کپڑا بچھا کر اس پر بٹھادیتی اور فرماتی کہ عالم اس طرح خوبصورت کرسی یا منبر پر بیٹھ کر وعظ کرتا ہے اور لوگوں کو راہ ہدایت پر چلنے کی تلقین فرماتا ہے۔ آپ اپنی والدہ کی خدمت میں عرض کرتے امی جان تم یہ دعا پھر کرو اور میں آمین کہتا ہوں۔

آپ کے والد ماجد جو عاشق رسول اور شب بیدار تہجد گزار تھے آپ کے پیدا ہونے کے بعد یہی ارادہ فرمایا کہ میں اپنے اس بچے کو عالم دین بناؤں گا۔ چنانچہ والدین کی دعاؤں کا صدقہ آپ نے علم کی دولت حاصل کی اور والدین کا نام روشن کیا۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گھر میں اور بستی کے مدرسہ میں حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں آپ نے فارسی و عربی پڑھنے کے لئے استاذ العلماء حضرت مولانا منظور احمد صاحب فیضی قدس سرہ العزیز کی خدمات حاصل کیں۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کو ان کے سپرد کیا۔ علامہ فیضی صاحب نے اس وقت اپنی بستی میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ مدینۃ العلوم کھول رکھا تھا اور موصوف اس وقت بھی علمی دنیا میں اعلیٰ مقام کے حامل تھے۔ علامہ فیضی صاحب نے ۱۹۶۷ء میں احمد پور شریف میں جامعہ فیضیہ رضویہ کی داغ بیل ڈالی اور بستی والا مدرسہ اس شہر میں منتقل کیا تو علامہ سراج احمد سعیدی بھی وہاں چلے گئے اور موقوف علیہ تک تمام کتب متداولہ وہاں پڑھیں، دورہ حدیث حضور غزالی زماں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کے زیر سایہ ان کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں پڑھا۔ دورہ حدیث کے سالانہ امتحان کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔ صحیح بخاری شریف ج اول (۸۰) صحیح بخاری شریف ج دوم (۸۵) مسلم شریف اول (۷۵) مسلم شریف دوم (۷۰) ترمذی شریف (۹۰) نسائی شریف (۹۰) ابوداؤد شریف (۸۵) ابن ماجہ شریف (۸۵) یعنی ۸۰۰ میں ۶۶۰ نمبر حاصل کر کے پہلی پوزیشن لی اور مدرسہ ٹاپ کیا۔ ۱۹۷۲ء و ۱۹۷۳ء میں منظوری نہ ملنے کی وجہ سے مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم کا جلسہ نہ ہو سکا، دستار بندی و حصول سند کا معاملہ التوا میں پڑا رہا، ۱۹۷۴ء میں جلسہ کی اجازت مل گئی اور ۴، ۵، ۶ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ کو جلسہ دستار فضیلت ہوا۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ یکم اپریل ۱۹۷۴ء بروز پیر سند فراغ دوزہ حدیث شریف حاصل کی۔ پھر آپ نے ۱۹۷۴ء میں الشہادۃ الثانیۃ العامہ (میٹرک) کا امتحان دیا، ۱۰۰۰ میں سے ۷۰۰ نمبر حاصل کر کے ممتاز کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۸۲ء میں الشہادۃ الثانیۃ الخاصہ (ایف اے) کا امتحان دیا، ۱۰۰۰ میں ۸۰۰ نمبر حاصل کر کے ممتاز مع الشرف کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۸۲ء میں الشہادۃ العالیہ فی العلوم العربیہ والا اسلامیہ (بی اے) کا امتحان دیا، ۹۰۰ میں سے ۷۰۰ نمبر حاصل کر کے ممتاز ڈگری

حاصل کی، ۱۹۸۲ء میں الشہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ (ایم اے عربی و اسلامیات) کا امتحان دیا، ۷۰۰ میں ۳۸۰ نمبر حاصل کر کے جید کی ڈگری حاصل کی۔

تصانیف

آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد بہت ہے۔ چند کتب کے نام درج ذیل ہیں (۱) اهداء الصلاة والسلام فی حضرة سید الانام۔ مطبوعہ (۲) القول السدید فی حکم یزید مطبوعہ۔ (۳) مواعظ کاظمیہ، مطبوعہ (۴) قیامت کب آئے گی، مطبوعہ (۵) غوث اعظم غیروں کی نظر میں، مطبوعہ (۶) الدعاء بعد صلاة الجنازہ مطبوعہ (۷) مقام معاویہ مطبوعہ (۸) فتاویٰ سراجیہ مطبوعہ (۹) یا رسول اللہ لکھنے کا جواز مطبوعہ (۱۰) ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟ مطبوعہ (۱۱) فتاویٰ نبوی مطبوعہ (۱۲) ترجمہ خزانہ جلالیہ باب چہارم، مطبوعہ (۱۳) مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات، مطبوعہ (۱۴) اور محمد اول ﷺ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ غیر مطبوعہ کتابوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔

پیر طریقت حضرت قبلہ پیر محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب دام ظلہ فیجنگ ڈائریکٹر ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور نے خصوصی طور پر آپ کی تصانیف کو شائع کرنے کا ذمہ اٹھالیا ہے قبل ازیں الدعاء بعد صلاة الجنازہ اور ہم میلاد کیوں مناتے ہیں کو نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا اور ”محمد اول“ ﷺ کو حتی الاکان غلطیوں سے پاک اعلیٰ کتابت کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ کیا ہے آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علماء اہل سنت و مشائخ خصوصاً علامہ سعیدی صاحب اور ملک کا ممتاز اشاعتی ادارہ ضیاء القرآن کو ہمہ گیر خوبیوں و ترقیوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین

ملک ممتاز احمد زاہد

ٹریل گولڈ میڈلسٹ، چیف ایڈیٹر ماہنامہ شہزاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمد اول ﷺ
صلی علیہ وآلہ وسلم

مقدمہ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے تمام پیغمبروں حتیٰ کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام بلکہ ساری مخلوق اور تمام کائنات سے پہلے اپنے حبیب اور ہمارے طبیب حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور پاک کو اپنی قدرت کاملہ سے بغیر کسی سبب کے پیدا فرمایا۔ حدیث جابر میں ہے کہ حضور پر نور ﷺ کا وہ نور۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیر کرتا رہا۔

دیوبندیوں کی کتاب ”نشر الطیب ص ۶“ میں ہے کہ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ بہشت تھی نہ دوزخ نہ فرشتہ تھا نہ آسمان نہ سورج تھا نہ چاند نہ زمین تھی نہ زماں نہ جن تھا نہ انساں (بلفظہ) قادر مطلق نے جب کائنات بنانے اور اس میں مخلوق کو بنانے کا ارادہ فرمایا تو اپنے محبوب کے نور سے قلم و لوح اور عرش کو پیدا فرمایا۔ پھر اس نور سے حاملین عرش اور کرسی اور فرشتے پیدا کئے، پھر اس نور کے وسیلہ سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جنت و دوزخ کو بنایا پھر مومنوں کی آنکھوں کا نور اور ان کے دل کا نور جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی ہے اور ان کی محبت و انس کو پیدا کیا جس سے توحید کی چمک حاصل ہوتی ہے اور توحید یہ ہے۔ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)“

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۸، ۲۹ مقالات کاظمی۔ ج ۱)

حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا مقام بیان کرتے ہوئے وہابیوں کے امام علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے

وقد اقامہ اللہ مقام نفسه فی امرہ ونہیہ و اخبارہ و بیانہ

(الصارم المسلول ص ۴۱)

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے قائم مقام بنا دیا۔ اپنے امر اور نہی اور اخبار اور بیان میں۔“

محقق وقت امام عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

جان لو کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور غیر مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کیونکہ کلام متکلم کی صفت ہوتی ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق قرآن تھا، ام المومنین نے خوب پہچانا۔ دیکھو صدیقہ نے کیونکر اللہ تعالیٰ کی صفت کو آپ کا خلق بتایا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیقہ آپ کی طرف سے اس حقیقت پر مطلع ہو چکی تھیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿۱۰﴾ (التکویر) بیشک یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے۔ حالانکہ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ پس غور کرو اس تحقیق عظیم میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ کہ اس نے آپ کو اپنی صفات و اسماء میں اپنے قائم مقام بنایا ہے۔ اور خلیفہ کا مقام دراصل مستخلف کا مقام ہوا کرتا ہے۔

(جواہر البحارج ۳ ص ۲۲۶ و مقام رسول ص ۷۷ ا و ص ۱۷۸) (۱)

حدیث قدسی نے بھی اس حقیقت پر خوب روشنی ڈالی ہے کہ

لَوْلَا مُحَمَّدٌ لَّمَّا أَظْهَرْتُ الرَّبُّوبِيَّةَ

”اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔“

مدعا یہ ہے کہ سید الاولین والآخرین محمد ﷺ کی ذات گرامی حسن ازل کا شاہکار اور جلوہ اول ہے اور تمام اشیاء کو وجود کی نعمت آپ کی بدولت نصیب ہوئی ہے۔ یعنی آپ ہی اصل کائنات ہیں۔ منبع موجودات ہیں، روح حیات ہیں، حقیقۃ الحقائق اور خلاصہ کائنات

۱۔ (۱) یعنی حضور ﷺ اول ہیں باعتبار پیدائش کے (۲) اور سب سے آخر ہیں باعتبار تشریف آوری کے (۳) آپ کے انوار ظاہر ہیں کہ تمام کائنات کو گھیرے ہوئے ہیں اور آپ ہی کے انوار سے تمام جہاں منور و روشن ہیں آپ کے ظہور جیسا کسی کا ظہور نہیں اور آپ کے نور جیسا کسی کا نور نہیں (۴) باطن پوشیدہ ہیں حضور ﷺ کے اسرار اور موز کی حقیقت کسی کو معلوم نہ ہو سکی سب کے سب آپ کے جلیل القدر کمالات کے نظارے سے خیرہ ہو کر حیران رہ گئے (۵) وہو بکل شیء عظیم اور آپ ہی ہر چیز کے جاننے والے ہیں یعنی ذات الہی کی شانیں اور اس کی صفتیں اور اس کے احکام اور اسماء و افعال و آثار سب کو آپ باذن اللہ جانتے ہیں اور کونین کے جملہ علوم ظاہری و باطنی اور اول و آخر سب کو آپ نے گھیر لیا اور احاطہ کر لیا۔ (ملخصاً مقام رسول ص ۲۰۵ بحوالہ البحارج ص ۲ تفسیر عثمانی)

ہیں۔ کما قال ضیاء الملتہ فی سیرتہ پروفیسر نور بخش توکلی م ۱۳۲۷ھ سیرت رسول عربی ص ۶۳۲ میں مشہور اشعار سے رطب اللسان ہوتے ہیں۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
”اے صاحب جمال اور سید البشر آپ کے روشن چہرے سے چاند روشن ہے آپ
کی تعریف کما حقہ ممکن نہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ اللہ کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔“
سنیوں، دیوبندیوں، اور غیر مقلدوں کے مستند پیشوا شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شاہ رسل شفیع امم خواجہ دو کونین نور ہدی حبیب خدا سید انام
مقصود ذات اوست دگر ہا ہمہ طفیل منظور نور اوست دگر جملگی ظلام
ہر رتبہ کہ بود در امکان بروست ختم ہر نعمتی کہ داشت خدا شد بروتمام
”رسولوں کے بادشاہ امتوں کے سفارشی دو جہاں کے سردار، ہدایت کے نور، اللہ
کے محبوب، مخلوق کے سردار، مقصود صرف آپ کی ذات ہے باقی سب طفیلی ہیں
آپ کا نور اصل ہے باقی سب اندھیرا ہے جو رتبہ امکان میں تھا وہ آپ پر ختم ہے۔
اللہ تعالیٰ کی سب نعمتیں آپ کے پاس ہیں۔“

امام شرف الدین بوسیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۹۴ھ) اپنے قصیدہ بردہ شریف میں
فرماتے ہیں۔

دع ما ادعتہ النصارى فی نبیہم واحکم بما شئت مدحافیه واحتکم
فانسب الی ذاته ماشئت من شرف وانسب الی قدرہ ماشئت من عظم
فان فضل رسول اللہ لیس له حد فیعرب عنه ناطق بقم
”چھوڑ دعویٰ وہ جس کے ہیں نصاریٰ مدعی چاہو جو مانو آپ کو زیبا ہے اللہ کی قسم جو
شرف چاہو کرو منسوب آپ کی ذات سے کوئی عظمت کیوں نہ ہو آپ کی منزلت

سے ہے کم۔ حد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی لب کشائی کیا کریں۔ اہل عرب
اہل عجم۔

کسی نے کیا خوب فرمایا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ بد بیضا داری آنچہ خوبان ہمہ دار ند تو تنہا داری
”یوسف علیہ السلام کا حسن عیسیٰ کا دم موسیٰ علیہ السلام کا نوری ہاتھ آپ کے پاس
ہے جو خوبیاں وہ سب رکھتے تھے وہ آپ کے پاس ہیں۔ یعنی آپ کی ذات
خوبیوں کا مجموعہ ہے۔“

حضرت شیخ المشائخ خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز (متوفی روز عاشورہ ۴۲۵ھ)
فرماتے ہیں۔ (غایت درجات مصطفیٰ ﷺ ندامت (مقام رسول صفحہ 83)
ترجمہ: حضرت محمد ﷺ کے درجات کی حد مجھے معلوم نہ ہو سکی۔
شیخ الاسلام و المسلمین محقق زمانہ حضرت امام شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ
فرماتے ہیں۔

عالم ظہور نور کمال محمد است آدم مثال حسن جمال محمد است
از آفتاب روز قیامت چہ غم بود آن را کہ در پناہ ظلال محمد است
اے غرقہ گناہ طوفان غم مترس کشتی نوح عصمت آل محمد است

”تمام عالم نور کمال محمدی ﷺ کا مظہر ہے۔ حضرت آدم حسن جمال محمدی کا نمونہ
ہیں اس کو جو سایہ محمدی کی پناہ میں ہے قیامت کے روز آفات کا کیا غم ہوگا۔ اے
غرقین گناہ طوفان غم سے نہ ڈریو تکہ عصمت آل محمد کشتی نوح ثابت ہوگی۔“

الحاصل یہ کہ ہمارے پیارے رسول، حبیب خدا شافع روز جزا محسن کائنات منبع برکات
حضرت سیدنا محمد ﷺ مصدر کائنات اور مرکز ممکنات بلکہ سب سے اول ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری رضی
اللہ عنہ متوفی ۱۳۴۰ھ نے کیا خوب منظر کشی فرمائی ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
آپ ﷺ کے اول ہونے پر قرآن و حدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں اس بحر
بے کنار سے چند دلائل و شواہد ملاحظہ ہوں۔

پہلا باب

حضور صلی علیہ وسلم کی اولیت قرآن مجید سے

پہلی آیت

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۗ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۲۰﴾

”وہی اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن اور وہی ہر چیز کو

خوب جاننے والا ہے۔“ (سورۃ الحدید، البیان)

شیخ الاسلام والمسلمین سند العاشقین حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان قادری رضی اللہ

عنه نے آیت مندرجہ بالا کی کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے۔

وہی ہیں اول وہی ہیں آخر وہی ہیں باطن وہی ہیں ظاہر

انہیں سے عالم کی ابتداء ہے وہی رسولوں کی انتہا ہیں

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

صفات رسول اللہ صلی علیہ وسلم

قرآن مجید سے ثابت مندرجہ بالا صفات کے بارے میں ائمہ اسلام کی رائے درج

ذیل سطور میں دیکھیں، حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی نے حاشیہ قرآن

میں لکھا ہے کہ یہ پانچوں صفات (اول، آخر، ظاہر، باطن اور ہر چیز کو جاننا)

حضور صلی علیہ وسلم کے لئے بھی ہیں کیونکہ آپ اول مخلوق ہیں اور آخر میں ظاہر ہوئے ہیں

نور محمدی (غلیہ التحیۃ والثناء) سب پر ظاہر، حقیقت محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تک کسی عقل

کی رسائی نہیں اور حضور ﷺ ہر مومن و کافر کو جانتے پہچانتے ہیں۔ (نور العرفان)
حضور ﷺ سب کو جانتے ہیں چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول ﷺ حجرے سے باہر تشریف لائے اور آپ کے مقدس ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کتابیں کیسی ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بتائیں۔ فرمایا یہ کتابیں اللہ رب العالمین کی طرف سے آئی ہیں جو کتاب میرے دائیں ہاتھ میں ہے اس میں اہل جنت کے نام مع ولدیت و قبائل درج ہیں پھر اس کے آخر میں ان کی اجمالی تعداد ہے جس میں کبھی ترمیم و اضافہ نہ ہوگا پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس میں دوزخیوں کے نام اور ان کے آباء اور اجداد و ان کے قبیلوں کا اندراج ہے اور آخر میں ان کی اجمالی فہرست ہے۔ کبھی بھی ان میں کمی و بیشی نہ ہوگی۔

یہ سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب سب کچھ لکھا جا چکا ہے اور امر مقدر ہو گیا ہے۔ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا تم سیدھے چلو اور قرب الہی حاصل کرو، کیونکہ جنتی کا خاتمہ نیک عمل پر ہوگا۔ اگرچہ درمیان میں وہ کیسے ہی کام کرتا رہے اور دوزخی کا خاتمہ بدی پر ہوگا اگرچہ وہ درمیان میں نیک کام کر لے۔ اس کے بعد سرکار ﷺ نے ان کتابوں کو پس پشت کر دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احکام ختم کر دیئے ہیں۔ اور اب جنتی جنت کے اور دوزخی دوزخ کے مستحق ہو گئے ہیں۔ (ترمذی و مشکوٰۃ ص ۲۱)

شیخ محقق فرماتے ہیں کہ وہ دونوں کتابیں صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے ہاتھوں میں دیکھی تھیں۔ (اشعۃ اللمعات)

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا تھا سورہ النساء آیت ۱۱۳ کا ترجمہ مولوی محمود الحسن دیوبندی نے لکھا ہے۔ کہ اور تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے۔ اس کے تحت تفسیر عثمانی میں ہے آپ ﷺ کمال علمی میں جو تمام کمالات سے افضل و اولیٰ ہے سب سے فائق ہیں اور اللہ کا

آپ پر فضل بے نہایت ہے جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا۔
غیر مقلدوں نے بھی مان لیا کہ اس سے مراد شریعت کے احکام یا آنے والی خبریں یا
منافقوں کے حال کی باتیں ہیں۔ (تفسیر گوڑگانوی)
سورۃ النحل آیت ۸۹ کا ترجمہ مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے لکھا ہے۔

”اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب اتاری جس میں ہر چیز کا اچھا بیان ہے۔ مولوی محمود
الحسن دیوبندی نے لکھا ہے اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ کتاب کھلا بیان ہر چیز کا۔“
اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ کتاب اتار کر کائنات کی ہر چیز کا علم آپ کے سینے میں
رکھ دیا ہے۔ اور سورۃ التکویر آیت ۲۴ کا ترجمہ۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی محمود الحسن دیوبندی اور غیر مقلدوں کے مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے اور یہ غیب
بتانے میں بخیل نہیں ہے۔ عثمانی صاحب اس کے تحت لکھتے ہیں یعنی پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی
خبر دیتا ہے۔ ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے، یا اللہ کے اسماء و صفات سے، یا احکام
شرعیہ سے، یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے، یا جنت و دوزخ کے احوال سے، یا واقعات
بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخیل نہیں کرتا اور نہ اجرت مانگتا ہے اور نہ
مذرانہ و بخشش، پھر کاہن کا لقب اس پر کیسے چسپاں ہو سکتا ہے۔ بلقظہ ثابت یہ ہوا کہ آپ
اول و آخر ظاہر و باطن ہونے کے ساتھ باذن اللہ سب کچھ جانتے ہیں مندرجہ بالا احوالوں
سے ثابت ہوا کہ حضور پر نور ﷺ مذکورہ پانچ صفات کے مظہر ہیں۔ چنانچہ شیخ محقق اس
آیت کے تحت فرماتے ہیں یہ کلمات اعجاز، اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی، حمد و ثناء پر مشتمل ہیں اور
حضور اکرم ﷺ کی نعت و صفت کو بھی شامل ہیں۔ (مدارج النبوة)

کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان اسماء و صفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی ہے۔

ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی
”اول“ قرار دے کر آپ کے حلیہ مبارک کو حسن و جمال اور کمال و خصائل کا آئینہ دار بنایا
ہے اگرچہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات سے متعلق و متصف ہیں اس لیے

باوجود خصوصیت سے ان میں کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا ہے۔

مثلاً (۱) نور (۲) علیم (۳) حکیم (۴) مومن (۵) مہیمن (۶) ولی (۷) ہادی (۸) رؤف (۹) رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماء و صفات یعنی اول (۲) آخر (۳) ظاہر (۴) باطن بھی انہیں قبیل میں سے ہیں۔ (مدارج النبوة اردو ج ۱ ص ۷)

ہر شئی کا جاننے والا

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے) کا ارشاد بھی بلاشبہ حضور اکرم ﷺ ہی کے لئے ہے کیوں کہ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (ہر صاحب علم کے اوپر اور زیادہ جاننے والا ہے) کی صفات آپ ہی میں موجود ہیں۔ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۸)

الظاہر

ظاہر سے مراد ہمارے پیارے رسول پاک ﷺ کی ذات بابرکات ہے اور آپ اتنا ظاہر ہیں کہ آپ کو جملہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تمام ملائکہ اور حور و قصور کائنات کا ذرہ ذرہ تحت الثریٰ سے لے کر عرش علا تک ہر چیز جانتی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

ما من شیء الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرة الجن و

الانس (جامع صغیر ج ۲ ص ۱۵۷، کنز العمال جلد ۱ ص ۱۸۵)

”کوئی چیز ایسی نہیں مگر وہ جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں سوائے کافر جنوں

اور انسانوں کے“۔ آپ نے فرمایا ”ارسلت الی الخلق كافة میں تمام مخلوق

کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں“۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۹)

اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوق کو آپ کی معرفت عطا کر دی گئی

ہے اور انہیں بتا دیا گیا ہے کہ وہ آپ کے رسول ہیں اس لئے آپ کو صفت الظاہر سے

متصف فرمایا گیا ہے۔

الباطن

الباطن بھی ہمارے پاک پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت ہے اور آپ کے باطن ہونے کا عالم یہ ہے کہ آپ نے ایک بار حضرت جبرائیل سے فرمایا تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے عرض کی حضور اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ چمکتا تھا۔ اسے میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا ”و غزوة ربی انا ذلک الکوکب“ مجھے اپنے رب کی عزت و جلال کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا (روح البیان و سیرت حلبیہ) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ یا ابابکر و الذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقة غیر ربی اے ابوبکر مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (مطالع المسرات ص ۱۲۹) خلاصہ یہ کہ آپ کے ظہور کا عالم یہ ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کو جانے اور آپ کے باطن ہونے کا یہ مقام کہ آپ کی حقیقت مقدسہ کو آپ کے رب کے سوا کوئی نہ جانے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم الی یوم القیمة

آپ کے اول ہونے کے وجوہ

وجہ نمبر (۱) آپ کی اولیت اس بنا پر ہے کہ آپ کی تخلیق موجودات میں سب سے اول ہے حدیث شریف میں ہے اول ما خلق اللہ نوری ”اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا“۔

وجہ نمبر (۲) آپ مرتبہ نبوت میں اول ہیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

كنت نبیا و ان آدم لمنجدل فی طینتہ

”میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم اپنے خمیر میں تھے“۔

وجہ نمبر (۳) آپ روز میثاق سب سے پہلے جواب دینے والے تھے۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوا بَلٰی ؕ شَهِدْنَا ؕ

وجہ نمبر (۴) آپ ہی سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے

و اول من امن بالله، و بذالك اُمرت و انا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿۴﴾

”اللہ پر جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے پہلے مسلمان میں ہوں۔“

وجہ نمبر (۵) سب سے پہلے آپ قبر سے باہر آئیں گے

وجہ نمبر (۶) قیامت کے دن سب سے پہلے آپ سجدہ ریز ہوں گے

وجہ نمبر (۷) پہلے باب شفاعت آپ کھولیں گے

وجہ نمبر (۸) سب سے پہلے بہشت میں آپ جائیں گے۔ (مدارج النبوة جلد ۱، ص ۷)

امام عبدالقادر جزائری آپ کی اولیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

هو غيب الله الانسان الازلي و هو الاول و الاخر و الظاهر

و الباطن و هو بكل شيء علیم (مقام رسول، ص ۲۰۰، جواہر البحار)

”آپ ﷺ انسان ازلی ہیں اور آپ اول، آخر، ظاہر اور باطن ہیں اور آپ ہر

چیز کے جاننے والے ہیں۔“

آپ کی اولیت کے بارے میں عارف باللہ حاضر بارگاہ رسول اللہ ﷺ امام شیخ محمد

یوسف بن اسماعیل النہبانی رضی اللہ عنہ نے سلطان العارفین امام العلماء المحققین سید

الاولیاء و المکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی البتونی ۶۳۸ (۳) کی کتاب

مستطاب فتوحات مکیہ کے دسویں باب میں ص ۱۷۳ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

فهو (صلی اللہ علیہ وسلم) الاول و الاخر و الظاهر و الباطن و هو بكل

شیء علیم فانه قال اوتیت جو امع الکلم و قال عن ربہ

ضرب بیده بین کتفی فوجدت بردانا ملہ بین ثدی

فعلمت علم الاولین و الاخرین فحصل له التخلق و

النسب الالہی من قوله تعالی عن نفسه هو الاول و

الآخر و الاظہر و الباطن و هو بكل شیء علیم
 ”پس آپ ﷺ اول، آخر، ظاہر اور باطن ہیں آپ ﷺ کو تمام اشیاء کا علم دیا
 گیا جبکہ فرمان رسالت ہے کہ مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے ہیں اور اپنے رب
 کے متعلق فرمایا کہ اپنے دست قدرت کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان میں
 رکھا تو میں نے دست قدرت کے انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی اور
 مجھے سب اگلوں پچھلوں کا علم حاصل ہو گیا پس آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے
 تخلیق اور نسبت الہی حاصل ہو گئی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے فرمایا ہے کہ وہ
 اول، آخر، ظاہر اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔“

(جواہر البحار راجح ۱ ص ۳۴۳)

انت الاول

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا میں سیدنا عبد اللہ بن
 عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے جبرئیل نے حاضر ہو کر
 مجھے یوں سلام کیا (السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن) میں نے
 فرمایا اے جبرئیل یہ صفات تو اللہ تعالیٰ کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیوں کر
 ہو سکتی ہیں جبرئیل نے عرض کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ان صفات سے فضیلت
 دی اور تمام انبیاء اور مرسلین پر فضیلت بخشی۔ اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف
 مشتق فرمائے۔

وسماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقا و سماک

بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصر و خاتم الانبیاء

الی آخر الامم۔

”حضور ﷺ کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور
 حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی

امت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا۔ خوش خبری دیتا اور ڈر سنا تا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج۔ حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سماوات و ارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور ﷺ پر درود نہ بھیجا ہو اللہ حضور پر درود بھیجے۔“

فریک محمود و انت محمد و ربک الاول و الاخر و
الظاهر و الباطن و انت الاول و الاخر و الظاهر و الباطن
”پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد ﷺ اور حضور کا رب اول، آخر، ظاہر و
باطن ہے اور حضور اول، آخر، ظاہر و باطن ہیں۔“
سید عالم ﷺ نے فرمایا۔

الحمد لله الذي فضلى على جميع النبيين حتى في
اسمى و صفتى

”سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ
میرے نام و صفت میں بھی۔“ (ختم الدعوة ص ۳۶، از اعلیٰ حضرت)
حضور پر نور ﷺ کے لاتعداد اسماء مقدسہ میں سے ایک نام ”الاول“ بھی ہے چنانچہ
امام شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۶ھ نے آپ کے اسماء کو جمع کر کے ان کی جو تعداد لکھی ہے
وہ پانچ سو کے لگ بھگ ہے۔ ان میں سے پانچ نام یہ بھی ہیں۔ الاول، اول شافع، اول
مشفع، اول المسلمین، اول المؤمنین (القول البدیع ص ۳۷ و ۷۶)۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلُ

امام بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شیخ محقق متوفی ۱۰۵۲ھ اور علامہ عثمان بن حسن خویری نے حدیث روایت کی ہے کہ شب معراج حضور ﷺ کا ایک جماعت پر گزر ہوا جو آپ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام عرض کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی (السلام عليك يا اول السلام عليك يا آخر السلام عليك يا حاشر) بعرض جبریل آپ نے انہیں سلام کا جواب مرحمت فرمایا۔ تو جبریل نے کہا، سلام پڑھنے والے حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے (دلائل النبوة ج ۲ ص ۳۶۲) مدارج النبوة اردو ص ۲۹۴، ج ۱، درة الناصحين ص ۱۵۰، مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے مندرجہ بالا حدیث کو اپنی کتاب نشر الطیب ص ۴۹ پر نقل کیا ہے۔

اول و آخر کا معنی

علامہ امام قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ رقم فرماتے ہیں۔

ومن اسمائه تعالى الاول و الآخر، ومعنا هما السابق
للأشياء قبل وجودها و الباقي بعد فنائها و تحقيقه انه
ليس له اول و لا آخر و قال عليه الصلوة والسلام، كنت
اول الانبياء في الخلق و آخرهم في البعث

(کتاب الشفاء، ج ۱ ص ۱۳۵)

”اللہ تعالیٰ کے اسماء میں اول بھی ہے اور آخر بھی اول کا معنی ہوتا ہے۔ سابق
الاشیاء یعنی اشیاء کے وجود سے قبل، سبقت کرنے والا اور آخر کا معنی ہوتا ہے،
اشیاء کی فنا کے بعد باقی رہنے والا اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی اول ہے
اور نہ کوئی آخر اور حضور ﷺ نے فرمایا خلقت میں، میں سارے نبیوں سے اول
ہوں اور دنیا میں آنے نبوت ظاہر فرمانے میں ان کے بعد ہوں۔“

مظہر صفات الہیہ

بزرگان دین نے یہ تصریح فرمادی ہے کہ سید العالمین ﷺ کی ذات گرامی اللہ تعالیٰ وحدہ کی ذات پاک کی مظہر ہے اور آپ کی صفات، اللہ پاک کی صفات کا مظہر ہیں۔ چنانچہ عارف باللہ حضرت علامہ امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۴ھ ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور پر نور ﷺ شب معراج اسماء الہیہ کی بارگاہوں سے گزرے تو ان اسماء کی صفات سے متصف ہو گئے، جب الرحیم سے گزرے تو رحیم بن گئے اور الغفور الکریم، الحلیم، الشکور، الجواد پر گزرے تو غفور، کریم، حلیم، شکور اور جواد ہو گئے۔ اسی طرح دیگر اسماء الہیہ کی بارگاہوں سے گزرتے گئے اور وہ اسماء جن صفات سے متعلق ہیں آپ ﷺ ان صفات الہیہ سے متصف ہوتے گئے۔

(الیواقیت والجوہر ج ۲ ص ۳۲، مقالات کاظمی، رسالہ معراج النبی ﷺ)

۸۱، اسماء مشترکہ

حضور پر نور ﷺ کے اسماء مبارک میں سے ۸۱ نام ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء پاک سے مشترک ہیں، چنانچہ علامہ امام محمد یوسف بن اسماعیل مہمانی قدس سرہ العزیز ارتقام فرماتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے اسماء کے بارے میں جو روایت کیا گیا ہے ان تمام روایات کو میں نے اپنی کتاب۔ ”الاستغاثۃ الکبریٰ باسما الحسنی“ میں جمع کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارکہ جو مذکورہ کتاب میں حروف تہجی کے لحاظ سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ۸۱ نام ایسے ہیں جو باری تعالیٰ شانہ کے ناموں میں سے ہیں۔ یہ تعداد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تینوں روایات سے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں۔ ایسے اسماء حسنی یہ ہیں۔

الاول۔ الاخر۔ الاحد۔ الاکرم۔ البصیر۔ الباطن۔ البر۔
البدیع۔ البرہان۔ الجبار۔ الجلیل۔ الجامع۔ الحکم۔
الحکیم۔ الحلیم۔ الحفیظ۔ الحق۔ الحمید۔ الحی۔

الحافظ۔ الخافض۔ الخبير۔ ذو الفضل۔ ذو القوة۔ الرافع۔
 الرقيب۔ الرؤوف۔ الرشيد۔ الرحيم۔ السلام۔ السميع۔
 السريع۔ الشاكر۔ الشكور۔ الشديد۔ الشهيد۔ الصادق۔
 الصبور۔ الظاهر۔ العزيز۔ العليم۔ العدل۔ العظيم۔ العلي۔
 العفو۔ العالم۔ الغفور۔ الغني۔ الفتاح۔ الفرد۔ القوي۔
 القريب۔ القائم۔ الكريم۔ الكافي۔ الكفيل۔ الملك۔
 المؤمن۔ المهيمن۔ المجيب۔ المجيد۔ المتين۔ الحي۔
 الماجد۔ المقدم۔ المقسط۔ الغني۔ المبين۔ المنيب۔
 المليك المعطي۔ المنير۔ النور۔ الهادي۔ الوهاب۔
 الواسع۔ الوكيل۔ الولي۔ الواحد۔ الوالي۔ الوافي۔ ﷺ

(جواہر البحار اردو ج ۱ ص ۱۶۸)

امام جلال الدین سیوطی جنصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۸ پر فرماتے ہیں کہ حضرت امام قاضی
 عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار ابد قراری علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۳۰ نام نامی انشاء الہی سے
 اشتقاق کئے تھے پھر میں نے کچھ ناموں کا ان میں اضافہ کر دیا۔ ان بزرگوں کی محبت بھری
 کاوش کے بعد علامہ امام بہانی قدس سرہ النورانی نے انہیں ۸۱ تک پہنچا کر بارگاہ حسن و ناز
 میں اپنی محبت کا ثبوت دیا۔

مندرجہ بالا بزرگوں کی یہ کاوش حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۶۸ھ کے اس
 شعر کی تفسیر و تشریح کا نتیجہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

وشق له من اسمه ليحمله

فذر العرش محمود و هذا محمد

و ضم الا له اسم النبي الى اسمه

اذ قال في الخمس المودن اشهد

”اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ان کے اعزاز کے لئے اپنے نام سے مشتق کیا ہے صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمد ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ نبی کا نام ملا رکھا ہے۔ جبکہ پانچ وقت مؤذن اشہد کہتا ہے۔“

مولوی محمد سلیمان غیر مقلد وہابی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر کے تحت لکھتے ہیں۔ اگر حسان بن ثابت المؤمنین بروح القدس کی سنت حسنہ کا اقتداء کیا جائے۔ تب تو حضور ﷺ کے اسی سے زیادہ ایسے اسمائے گرامی نکلیں گے جن کا توافق و تطابق اسماء اللہ الحسنیٰ سے ہو جاتا ہے۔ سیرۃ نبویہ کے ائمۃ الاعلام کا شیوہ رہا ہے۔ کہ (الف) جس مصدر یا فعل کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی توصیف کتاب حمید میں فرمائی ہے۔ اس سے اسم بنا لیتے ہیں۔ (ب) جس صفت کے ساتھ حضور ﷺ کی توصیف الفاظ حدیث میں آئی ہے۔ اسے اسم شمار کر لیتے ہیں۔ (ج) جن اعلام کے ساتھ اشعار میں جو حضور ﷺ کے سامنے پڑھے گئے حضور ﷺ کو مخاطب یا موصوف کیا گیا ہے ان کو اسماء کے ذیل میں شامل کر لیتے ہیں۔ ائمہ سیرت کا یہ شیوہ مستحسن ہے اور حسن ادب نیز کمال ادب پر دل ہے۔

(رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۸۹)

مشترکہ اسماء کا مقصد و حکم

امام قاضی ابوالفضل عیاض مالکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں کی پوشاک اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو پہنادی ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایک نکتہ بیان کر دیں تاکہ اس سے ہر کم عقل اور بد فہم کا اشتباہ دور ہو جائے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عز برہانہ کو اپنی عظمت، کبریائی، بادشاہی، اسماء حسنیٰ اور اعلیٰ صفات میں مخلوق سے کوئی مشابہت نہیں اور نہ ہی مخلوق کا کوئی فرد اس کے مشابہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جن الفاظ کا اطلاق شریعت مطہرہ میں خالق اور مخلوق دونوں پر ہوا ہے۔ حقیقت میں مشابہت وہاں بھی نہیں کیونکہ ذات قدیم کی صفات اور مخلوق کی صفات بالکل مختلف ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور مخلوق میں کوئی مماثلت نہیں اسی طرح باری تعالیٰ شانہ کی صفات اور مخلوق کی

صفات میں کوئی مشابہت نہیں کیونکہ مخلوق کی صفات عرض و غرض سے جدا نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک و منزہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات اس کی ذات سے جدا نہیں ہوتے اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کافی ہے۔ کَیْسَ کَیْثِلَہٗ شَیْءٌ اِس جیسا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان عارف اور محقق علماء کرام کو شاد و آباد رکھے جنہوں نے فرمایا کہ توحید سے مراد ایک ایسی ذات کا اثبات ہے جو کسی بھی ذات کے مشابہ نہ ہو اور اپنی صفات سے کبھی معطل نہ ہو، واسطی رضی اللہ عنہ نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا اور آیت مندرجہ بالا کو دلیل بنایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی مانند کوئی ذات نہیں اس کے نام کی طرح کسی کا نام نہیں اور اس کے فعل جیسا کسی کا فعل نہیں اس کے صفات جیسی کسی میں کوئی صفت نہیں اگر بظاہر الفاظ کی خالق اور مخلوق کے ناموں میں مطابقت نظر آئے تو یہ صرف الفاظ ہی کی مناسبت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی بلند و بالا ذات اس سے منزہ ہے کہ اس کی کوئی صفت حادث ہو اور اسی طرح مخلوق میں صفت قدیم کا پایا جانا محال ہے۔ یہی اہل حق و صداقت یعنی اہل سنت و جماعت کا مہذب مذہب ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امام ابوالقاسم قشیری رضی اللہ عنہ نے اس بیان کو مزید واضح کر دیا وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکایت توحید کے جامع مسائل پر مشتمل ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوق یعنی حادث کے مشابہ کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ ذات باری تعالیٰ تو اپنے وجود میں مستغنی بالذات ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فعل مخلوق کے افعال کی مانند کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ فعل خدا کسی فائدے کے حصول یا نقص کو دفع کرنے کے لئے نہیں اور اس میں خواہش کی تکمیل یا اغراض حاصل کرنا بھی نہیں اور اس میں کسی قسم کی مباشرت و معاشرت کا دخل بھی نہیں جبکہ مخلوق کے افعال ان امور سے خالی نہیں۔

ہمارے دوسرے مشائخ عظام نے فرمایا کہ تم جو کچھ اپنے وہم و گمان یا عقل سے معلوم کر لیتے ہو وہ تمہاری ہی طرح حادث ہے، امام ابوالعالی جوینی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار کر لیتے پر ہی مطمئن ہو جائے اور اس کے فکر کی یہی آخری حد

ہو تو وہ مشبہ ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی سے تشبیہ دینے والا ہے) جیسے (ابن حزم و ابن تیمیہ اور ان کے پیروکار) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی نفی کر دے وہ معطل ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کو بے بس سمجھنے والا) اور جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے وجود کا یقین رکھتا ہو لیکن اس کی ذات و صفات کی حقیقت معلوم کر لینے سے عاجزی کا اقرار ہی ہو وہ اصلی موحد ہے۔

حضرت ذوالنون مصری کا بہت خوبصورت ارشاد ہے کہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ تو یقین کر لے کہ اشیاء پر اس کی قدرت بغیر چارہ جوئی اور اسباب کے ہے اس کا صنع مزاج کے دخل اور علت سے خالی ہے، ہر چیز اس کا صنع ہے اور وہ اپنے صنع کے لئے علت کا محتاج نہیں جو چیز تیرے وہم میں سما سکے ذات باری تعالیٰ اس سے ورئی ہے یہ کلام عجیب نفیس اور محققانہ ہے اس کا آخری حصہ اللہ رب العزۃ کے اس ارشاد کی تفسیر ہے کہ (لَیْسَ کَمِثْلِہِ شَیْءٌ) دوسرا حصہ اس فرمان الہی کی تفسیر ہے (لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ) ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور تیسرا حصہ باری تعالیٰ جلا جلالہ کے اس ارشاد کی تفسیر ہے۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَادْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۲۱﴾ (النحل)

”جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اثبات و توحید اور تقدیس و تنزیہ کے قاعدے پر ثابت قدم رکھے اور تشبیہ و تعطیل سے بچائے جو ضلالت و گمراہی کے راستے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ عنوان والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ صفات طیبہ کا ذکر فرمایا۔ ذاتی طور پر یہ صفات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ہیں اور مجازاً ان صفات سے حبیب خدا ﷺ بھی متصف ہیں۔

ذٰلِكَ فَضَّلَ اللّٰهُ يُوْتِيْهِ مَن يَّشَاءُ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی صفت اول کے دلائل و شواہد کے بعد اختصاراً باقی صفات کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

الآخر

حضور ﷺ کو آخر کی صفت سے اس لئے سرفراز فرمایا گیا کہ آپ جملہ انبیاء کرام کے

بعد تشریف لائے اور اس دنیا میں آپ کی جلوہ گری کے بعد باب نبوت بند ہو گیا ہے۔
اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ
النَّبِيِّينَ (احزاب: 40)

”نہیں ہیں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے
رسول ہیں اور سب نبیوں میں سے آخر“۔

سید العالمین ﷺ کی متواتر حدیثوں کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ جن سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔
آپ ﷺ نے فرمایا۔

۱۔ میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ میں سب انبیاء میں آخری نبی ہوں۔

۳۔ میں تمام انبیاء کے بعد آیا ہوں۔

۴۔ ہم ہی پچھلے ہیں۔

۵۔ میں سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا ہوں۔

۶۔ قصر نبوت میں جو اینٹ کی جگہ تھی مجھ سے کامل کی گئی۔

۷۔ میں آخر الانبیاء ہوں۔

۸۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۹۔ رسالت و نبوت منقطع ہو گئی اب نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔

۱۰۔ نبوت میں سے اب کچھ نہ رہا سوائے اچھے خواب کے۔

۱۱۔ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

۱۲۔ میرے بعد دجال کذاب ادعائے (دعویٰ) نبوت کریں گے۔

۱۳۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

- ۱۲۔ نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ (ختم نبوت ص ۱۸)
- علماء کتب سابقہ اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سن سن کر شہادت ادا کریں گے۔ کہ آپ ہی آخری ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔
- ۱۔ احمد ﷺ خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔
- ۲۔ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں۔
- ۳۔ وہ آخر الانبیاء ہیں۔
- ۴۔ وہ پسین (آخری) پیغمبران ہیں۔ یعنی آخری پیغمبر ہیں۔
- ۵۔ وہ آخری مرسلان ہیں۔ یعنی آپ آخری رسول ہیں۔
- ۶۔ خود حضرت عزت سے ارشادات جانفزا اول نواز آرہے ہیں کہ محمد ﷺ اول و آخر ہیں۔ (کما مر)

۷۔ اس کی امت مرتبہ میں سب سے اگلی اور زمانہ میں سب سے پچھلی۔

۸۔ وہ سب انبیاء کے پیچھے آیا۔

۹۔ اے محبوب میں نے تجھے آخر النبیین کیا۔

۱۰۔ محمد آخر الانبیاء ہیں ﷺ۔

نیز تزییلات میں مقوقس کی دو حدیثیں گزریں کہ ایک نبی باقی تھے وہ عرب میں ظاہر ہوئے۔ ہرقل کی دو حدیثیں کہ یہ خانہ آخر البیوت تھا۔ عبد اللہ بن سلام کی حدیث کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوئے ایک حبر کا قول کہ وہ امت آخرہ کے نبی ہیں بلکہ جبرائیل علیہ السلام کی عرض کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں متاخر ہیں۔

(ختم نبوت از اعلیٰ حضرت)

چار پائے کی گواہی کہ آپ آخری نبی ہیں

ابن حبان و ابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابو نعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی جب خیبر فتح ہوا رسول ﷺ نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے

کلام فرمایا۔ وہ جانور بھی تکلم میں آیا ارشاد ہوا ”تیرا کیا نام ہے“ عرض کی ”یزید بیٹا شہاب کا“ اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کئے ”کلہم لا یرکبہ الا نبی“ ترجمہ: ان سب پر انبیاء سوار ہوئے۔

وقد کنت اتوقعک ان ترکبنی لم یبق من نسل جدی

غیری ولا من الانبیاء غیرک

”مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس

نسل میں سوائے میرے اور انبیاء میں سوائے حضور کے کوئی باقی نہیں۔“

میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرا دیا کرتا تھا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا

تھا۔ حضور ﷺ نے اس کا نام یعفور رکھا آپ جسے بلانا چاہتے تھے۔ اسے بھیج دیتے وہ

چوکھٹ پر سر مارتا۔ جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس

ﷺ یاد فرماتے ہیں جب حضور پر نور ﷺ نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا۔

ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ کے کنویں میں گر کر مر گیا (ثابت ہوا کہ حضور ﷺ جملہ

انبیاء کے بعد تشریف لا کر آخر کی صفت سے متصف ہوئے۔ جانوروں کا بھی یہی عقیدہ ہے

کہ آپ آخری نبی ہیں۔ (ختم نبوت ص ۲ خصائص کبری ج ۲ ص ۶۳)

۳۰، دَجَال

لفظ خاتم النبیین کے معنی حدیث شریف کی رو سے اور لغت میں آخری نبی کے ہیں (لا

نبی بعدی) کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور دیگر احادیث جن کا خلاصہ ترجمہ سطور بالا

میں گزر چکا ہے نے یہ ثابت کر دیا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے پھر اس معنی کو عوام

کا خیال قرار دے کر یہ کہنا کہ خاتم بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد

ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات

(ذاتی طور پر) کچھ فضیلت نہیں۔ (تحدیر الناس صفحہ 5-6، مؤلفہ بانی مدرسہ دیوبند)

آپ کے آخری نبی ہونے کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر بالفرض تقدم و تاخر زمانی میں

فضیلت نہیں تو پھر آپ کے اول ہونے کا اظہار اور آخر ہونے پر اصرار کا کیا مطلب؟
مندرجہ بالا عبارت نے مرزائیت کو تقویت دی اور دین میں ایک بہت بڑا فتنہ برپا کر
دیا حالانکہ خاتم الانبیاء والمرسلین حضور ﷺ نے پہلے ارشاد فرمادیا تھا کہ میرے بعد ستائیس
کذاب دجال ہوں گے ان میں چار عورتیں ہیں حالانکہ میں خاتم الانبیاء ﷺ ہوں (میرے
بعد کوئی نبی نہیں) اور دوسری روایت میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک تیس
دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں گے مزید معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی کی
کتاب ختم نبوت دیکھیں اور التبشیر بردالتخذیر قابل دید ہے۔ قطب گولڑہ حضرت پیر سید مہر
علی گولڑوی نے فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے ان تیس کذابوں کے وجود سے اطلاع دی جو
کہ اپنے کو خدا کا نبی زعم کریں گے۔

سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ
راوی ثوبان، ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ نیز ان تیس دجالوں کے حدوث سے آگاہ فرمایا
جو اپنے کو خدا کا رسول ہونا زعم کریں گے۔

لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریب من
ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ

(عن ابو ہریرہ، صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت اعلیٰ سرکار گولڑوی نے کچھ دجالوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا پس اگر ان پیشین
گوئیوں کو بھی خارج میں مطابق کر کے دیکھا جاوے تو مسلمیہ کذاب اور اسود عتسی اور حمدان
بن قمرط اور محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے بعد یہی قادیانی صاحب ہیں جنہوں نے اپنے
کو نبی سمجھا۔ (سیف چشتیائی ص ۱۰۰ او ص ۱۰۵)

اصلی نبی

حضرت آدم صغی اللہ سے لے کر آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام کے
تمام معلم، مدرس و مزکی بن کر تشریف لائے یعنی انہوں نے اس دنیا میں کسی کے آگے زانو،

تلمذ طے نہیں کئے اور کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی حضرت جبریل علیہ السلام بھی ان کی بارگاہ میں صرف ایک پیغام الہی رساں کی حیثیت سے آتے تھے۔ حضور پر نور ﷺ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

الرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۙ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۙ ”رحمن نے (رسول کو کل علم والا) قرآن تعلیم فرمایا (اپنے محبوب رسول، کامل) انسان کو پیدا کیا نہیں (علوم قرآن کا) بیاں سکھایا۔“ (البیان ص ۷۹) دوسری جگہ پر فرمایا وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۗ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ ”اور اللہ نے آپ کو سکھایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔“ (البیان ص ۱۲۵) یعنی انبیاء کرام درس الوہیت سے پڑھ کر تشریف لاتے ہیں اور اس دنیا میں کسی انسان کے پاس پڑھتے نہیں بلکہ سب کو پڑھاتے ہیں اور ان کی اصلاح احوال کی سعی جمیل فرماتے ہیں بخلاف مرزے قادیانی کے کہ وہ بیچارہ استاذوں کے پاس پڑھتا رہا ان کے جوتے سیدھے کرتا رہا اور ان کی غلامی میں رہ کر ان سے فیض لیتا رہا چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی لکھتا ہے۔

آپ کے والد نے ایک استاد آپ کی تعلیم کے لیے ملازم رکھا جس کا نام فضل الہی تھا ان سے حضرت مرزا صاحب نے قرآن مجید اور فارسی کی چند کتب پڑھیں، اس کے بعد دس سال کی عمر میں فضل احمد نامی ایک استاد ملازم رکھے گئے..... اس استاد سے حضرت صاحب نے صرف ونحو کی بعض کتب پڑھیں اس کے بعد سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں مولوی گل علی شاہ آپ کی تعلیم کیلئے ملازم رکھے گئے ان سے نحو، منطق اور حکمت کی چند کتب آپ نے پڑھیں اور فن طبابت کی چند کتب اپنے والد صاحب سے پڑھیں (سیرت حضرت مسیح موعود ص ۹ و ص ۱۰) بندہ ناچیز نے ایک جلسہ میں مرزائیوں کے سامنے جب یہ دلیل بیان کی تو ان کی اکثریت نے مرزائیت چھوڑ دی اور توبہ کر کے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے قائل ہو گئے۔ ۱۲ الحمد للہ علی احسانہ والصلوة والسلام علی رسولنا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے۔ نص قرآن بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تو اتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم النبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔ (خزان العرفان)

مولوی شبیر احمد دیوبندی نے اپنی تفسیر میں رتبی وزمانی فضیلت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگ گئی اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی بس جن کو ملنی تھی مل گئی اس لئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانے میں بحیثیت آپ کے ایک امتی کے آئیں گے خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا جیسے آج تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری ساری ہے۔ حدیث میں ہے اگر آج موسیٰ علیہ السلام زمین پر زندہ ہوتے تو ان کو بھی بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا۔

بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیاء سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء ﷺ کی روحانیت عظمیٰ سے مستفید ہوتے تھے جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں۔ حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی ﷺ پر ختم ہوتا ہے بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے۔ (تنبیہ) ختم نبوت کے متعلق قرآن، حدیث اجماع وغیرہ سے سینکڑوں دلائل جمع کر کے بعض علماء عصر نے مستقل کتابیں لکھی ہیں مطالعہ کے بعد ذرا تردد نہیں رہتا۔ کہ اس عقیدہ کا منکر قطعاً کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۳۹ و ۵۵۰)

اس عبارت میں چار چیزیں قابل غور ہیں (۱) تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام مزار میں زندہ ہیں۔ (۳) انبیاء سابقین اپنے دور میں ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی روحانیت سے استفادہ کرتے تھے۔ (۴) نبی وہ بنا جس کی نبوت پر ہمارے نبی ﷺ کی مہر لگی۔ (وللہ الحمد)

دوسری آیت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ذیشان ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿۲۱﴾ (الانبیاء)

”اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو (اے محبوب) مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے“۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ سارے جہانوں کے لئے رحمت اور رحم فرمانے والے ہیں۔

رحمت کی تفسیر

مفسرین کرام نے ”رحمت“ کی دو تفسیریں، تو جیہیں بیان کی ہیں۔

اگر مستثنیٰ منہ اعم علیل ہو تو ”رحمت“ ارسلنا فعل کا مفعول لہ قرار پائے گا اور تقدیری عبارت یہ ہوگی۔

وما ارسلناک لعلۃ من العلیل الا لاجل الرحمة للعلمین

”ہم نے آپ کو کسی کے لئے نہیں بھیجا صرف عالمین کے واسطے رحمت کے لئے بھیجا ہے۔“

اگر اعم احوال مستثنیٰ منہ بنایا جائے تو رحمت ضمیر خطاب سے حال ہوگا اور لفظ رحمت

صدر معنی للفاعل ہو کر بمعنی راحم قرار پائے گا اور تقدیری عبارت اس طرح سے ہوگی۔

وما ارسلناک فی حال من الاحوال الا حال کونک

راحما للعلمین

(تفسیر مظہری ج ۶ ص ۲۳۸، تفسیر روح المعانی پارہ ۷ ص ۱۰۴)

”اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو کسی حال میں مگر اس حال میں کہ آپ تمام جہانوں کے لئے رحم کرنے والے ہیں۔“

امام اہل سنت حضرت علامہ سیدی وسندی و مرشدی قبلہ کاظمی کریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لفظ رحمت مفعول لہ ہو یا حال بہر صورت حضور ﷺ رحم یعنی رحم کرنے والے ہیں۔ کیونکہ مفعول لہ سبب فعل ہوتا ہے اور قائل بھی سبب فعل ہے۔ اس لئے ہمارے پیارے رسول ﷺ کا رحم، رحم کرنے والا ہونا حال اور مفعول لہ دونوں صورتوں کے مطابق ہے حاصل کلام یہ ہے کہ حضور رحمة للعالمین ﷺ تمام کائنات کل مخلوقات بلکہ ایک ایک ذرہ، ایک ایک قطرہ غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا آپ ہر شے کے لئے رحم فرمانے والے ہیں۔ (مقالات کاظمی)

العالمین

آیت مندرجہ بالا میں ”العالمین“ اسی طرح اپنے عموم پر مبنی ہے۔ جس طرح ”آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“ میں اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ بعض مواقع میں العالمین، قرآن خارجہ کی وجہ سے مخصوص ہوتا ہے۔ لیکن ہماری پیش کردہ آیت میں خصوص کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ جب مندرجہ بالا اصولی دلیلوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام جہانوں کے لئے رحم کرنے والے ہیں تو اس کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ تمام جہان بلکہ ساری کائنات اور ماسوی اللہ ہمارے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی رحمت کے محتاج ہیں اور اصول فطرت یہ ہے کہ جس کی احتیاج ہو اس کا ضرورت مند سے پہلے ہونا ضروری ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کی ضروریات کو اس سے پہلے بنایا۔ بعینہ محتاجان رحمت سے پہلے رحمت کا ہونا مقتضی فطرت ہوا۔ لہذا حضور پر نور ﷺ بچہ رحمت تمام جہانوں بلکہ ساری کائنات و مخلوقات سے پہلے جلوہ گر ہوئے۔ (مقالات کاظمی)

”سبب پہلے ہوتا ہے“

ہمارے پیارے رسول ﷺ کی ذات بابرکات عالمین کے وجود و ظہور کا سبب ہے

اور ان کے موجود ہونے میں واسطہ و وسیلہ ہے۔ اس وجہ سے بھی آپ ﷺ کا تمام کائنات سے پہلے ہونا یقینی امر ہے کیونکہ سبب، مسبب سے پہلے ہوتا ہے اور ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکات تمام مخلوق و عالمین کے وجود کا سبب ہے۔ چنانچہ امام المفسرین، زبدۃ العاشقین عارف باللہ امام اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳ھ عرائس البقلی کے حوالے سے ارقام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا۔ پھر ساری مخلوق کو عرش سے لے کر ثریٰ تک آپ کے نور کے ایک حصہ سے بنایا۔ آپ کو رحمة للعالمین بنا کر بھیجنے کا سبب یہ ہے کہ سب آپ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ کے ہونے سے مخلوق کا ہونا ہوا۔

وكونه سبب وجود الخلق و سبب رحمة الله على

جميع الخلق فهو رحمة كافية

”مخلوق کے وجود کا سبب آپ کی ذات ہے تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب بھی آپ ہیں پس آپ سب کو کافی ہو جانے والی رحمت ہیں۔“

(روح البیان، ج ۵، ص ۵۲۵)

جس طرح آپ کی ذات ستودہ صفات مخلوق کی موجودیت کا سبب ہے اسی طرح آپ کی ذات، اللہ تعالیٰ سے فیض و برکت حاصل کرنے کا ذریعہ و واسطہ ہے۔ مجدد دین و ملت حضرت الشاہ مولانا امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

معدن اسرار علام الغیوب

بورخ بحرین امکان و وجوب

”علامہ الغیوب کے رازوں کے معدن آپ ہیں۔ امکان اور وجوب کے دریاؤں

کا برزخ آپ ہیں۔ اصولی بات یہ ہے کہ ہر نبی اپنی امت کے لئے فیض الہی کا

واسطہ و وسیلہ تھا۔ لیکن ہمارے پیارے رسول ﷺ تمام مخلوق کے لئے فیض الہی

کے حصول کا واسطہ و ذریعہ اور سبب تھے اور ہیں۔“

آپ کا نور واسطہ فیض الہی ہے

علامہ امام سید محمود آلوسی بغدادی رضی اللہ عنہ متوفی ۱۲۷۰ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

وكونه رحمة للجميع باعتبار انه عليه الصلوة والسلام
واسطة الفيض الالهي على الممكنات على حسب
القوابل و لذا كان نوره عليه السلام اول المخلوقات و في
الخبر اول ما خلق الله تعالى نور نبيك يا جابر و جاء،
الله تعالى المعطي وانا القاسم و للصوفية قدست اسرار
هم في هذا الفصل كلام فوق ذلك

(تفسیر روح المعانی پارہ ۷ ص ۱۰۵)

”یعنی حضور ﷺ کا تمام کائنات کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالم
امکان کی ہر چیز کو حسب استعداد جو فیض الہی سے ملتا ہے۔ وہ حضور کریم ﷺ
کے واسطے سے ہی ملتا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا
فرمایا گیا۔“

حدیث شریف میں ہے کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو
پیدا فرمایا اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں اس کی رحمت کے
خزانوں کو بانٹنے والا ہوں اور صوفیائے کرام قدست اسرار ہم نے اس ضمن میں جو اسرار و
معارف بیان کئے ہیں وہ اس سے بلند ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ جب آپ فیض الہی
کے حصول کا واسطہ ہیں تو فیض حاصل کرنے والوں سے پہلے آپ کا ہونا ضروری ہوا ہمارے
پیارے رسول کریم ﷺ مطلق رحمتہ للعالمین ہیں۔

فلهذا لا تنقطع الرحمة عن العالمين ابدا

”یعنی آپ کی رحمت عالمین سے کبھی منقطع نہیں ہوتی۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ محبوب الہی ﷺ نہ صرف عالمین کے موجود و مشہود ہونے کا سبب اور واسطہ فیض الہی ہیں۔ بلکہ اصل ایجاد عالمین ہو کر ہر وقت ان پر رحم فرمانے والے بھی ہیں۔“ (تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۵۲۸)

آیت کا معنی

علامہ امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ اکابر مفسرین و علماء سے نقل فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ، تامہ، کاملہ، عامہ، شاملہ، جامعہ، محیطہ، با جمیع مقیدات رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ و عینیہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ اور اس کے علاوہ تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول (سب کیلئے رحمت بنا کر) جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو، لازم ہے کہ وہ تمام جہانوں سے اول ہو، افضل ہو، ان کے حالات کو جاننے والا ہو، ان کے قریب حاضر و موجود ہو رحمت کرنے کی طاقت و اختیار رکھتا ہو اور زندہ ہو کیونکہ پتھر غیر حاضر ضعیف و کمزور اور بے اختیار و بے جان مردے رحمت کرنے والے نہیں ہوتے بلکہ خود قابل رحم ہوتے ہیں اور وہ کسی پر رحم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اگر بالفرض حبیب خدا رحمت کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے خبر غیر حاضر کمزور بے اختیار اور معاذ اللہ بے جان مان لیا جائے تو ان میں سے ہر ایک چیز آپ کے حق میں تفسیر نہیں بلکہ بہت بڑی گستاخی ہوگی اور تمام علماء کا (بجکم لا تقولوا راعنا) اتفاق ہے کہ آپ کی ذرہ بھر بے ادبی کفر سے خالی نہیں۔ حالانکہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات سے کائنات کو حیات ملی ہے۔ چنانچہ مفسر شہیر علامہ امام اسماعیل حقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فاذا قدم الى العالم صار العالم حيا بوجوده لا نه روح

جميع الخلاق - (تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۵۲۸)

”پھر جب آپ نے جہان کی طرف قدم میمنت لزوم بڑھایا تو اسے وجود و حیا

کی دولت ملی۔ اس لئے کہ آپ تمام مخلوق کی روح و جان ہیں۔“

قطب عالم قبلہ پیر سید مہر علی گوڑوی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں

جاناں کہ جان جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں

جس شان توں شاناں سب بنڑیاں

جان جہان اور روح حیات و مرکز حیات، رسول ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ تمام

بزرگان اسلام اس حقیقت کا اظہار فرماتے ہیں کہ آپ ہی روح الارواح ہیں۔

اصل وجود

ہر فریق کے مسلمہ بزرگ عاشق رسول حضرت شیخ سعدی م ۶۹۱ھ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بلند آسماں پیش قدرت نخل

تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل

تو اصل وجود آمدی از نخست

دگر ہرچہ موجود شد فرع ثنت

”بلند آسمان آپ کے مرتبے کے سامنے شرمندہ ہے آپ پیدا ہو چکے تھے اور آدم

ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ آپ کی ذات اول اور اصل موجودات ہے باقی جو کچھ

ہے وہ آپ سے ظاہر ہے۔“

ان اشعار کے تحت مولوی قاضی سجاد حسین دہلوی دیوبندی نے لکھا ہے۔

حدیث میں ہے میں نبی تھا اور آدم اس وقت مٹی کا پتلا تھے حدیث میں ہے سب سے

پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔ (بوستان مع حاشیہ ص ۱۰)

اول ما خلق اللہ نوری (الحدیث)

”سب سے پہلے جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور تھا۔“

رحمۃ للعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

انا من نور اللہ و کلہم من نوری (فصوص الحکم اردو ص ۲۸)

”میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور وہ سب کے سب میرے نور سے ہیں۔“

(۲) ومن نوری خلق کل شیء

(مطالع المسرات ص ۱۲۹ و ص ۲۴۱)

”اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو میرے نور سے پیدا فرمایا ہے۔“

(۳) غیر مقلد، وہابی (اہل حدیث) امام ابن جوزی کو اپنا امام گردانتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ

حضور پر نور ﷺ نے فرمایا۔

ومن نوری خلق جمیع الکائنات (المیلاد النبوی)

”یعنی اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو میرے نور سے بنایا ہے۔“

کسی مومن مسلمان کو اس بات پر قطعاً کوئی شک نہیں کہ تمام کائنات کا صدور، اول الخلق، حضرت محمد ﷺ کے نور اقدس سے ہوا ہے لیکن بعض احادیث میں محض شرافت و کرامت کے لئے خصوصیت کے ساتھ تمام مومنوں اور کچھ غلاموں کا نام بھی ذکر ہوا چنانچہ آپ نے فرمایا۔

انا من نور اللہ و المومنون من فیض نوری

(روح البیان ج ۵ ص ۵۲۹)

”میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور سارے مومن میرے نور کے فیض سے ہیں۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے نور سے بنایا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو میرے نور سے بنایا اور عمرو عاص کو ابو بکر رضی اللہ عنہم کے نور سے اور میری امت کے تمام مومن مردوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے نور سے اور تمام مومنہ عورتوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نور سے بنایا ہے، پس جو کوئی مجھ سے اور ابو بکر و عمرو عاص رضی اللہ عنہم سے عقیدت نہیں رکھتا (فما لہ من نور) اس کے لئے کوئی

نور نہیں ”فنزلت“ ومن لم يجعل الله له نورا فما له من نور ترجمہ: اور جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے پوچھا ”اے عمر تو جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا تو میرے نور نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا اور سات سو سال سجدے میں رہا، سب سے پہلے جس نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا وہ میرا نور تھا یہ بات میں فخر سے نہیں (بلکہ تحدیثِ نعمت سے) کہتا ہوں“ (پھر فرمایا) اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تو جانتا ہے میں کون ہوں؟۔ میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو میرے نور سے بنایا کرسی کو میرے نور سے بنایا لوح و قلم کو میرے نور سے بنایا اور مومنوں کے دلوں میں نور معرفت کو میرے نور سے بنایا اور یہ بات میں فخر نہیں کہتا۔ یہ روایت جو اہل البحار جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ پر عارف باللہ امام سید عبدالرحمن عیدروس کے حوالے سے عربی عبارت سے موجود ہے۔ ہمارے استاد محترم حضرت علامہ شیخ الحدیث غیبیہ المحققین، عمدۃ السالکین سیدی وسندی مولانا منظور احمد صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عربی عبارت نقل فرمائی ہے دیکھو ان کی کتاب مقام رسول مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر زندگی ناممکن

ہمارے آقائے نعمت، پیکرِ رحمت، امام اہل سنت، حضور غزالی زماں علیہ الرحمہ ارتقام فرماتے ہیں کہ حضرت سید العالمین ﷺ کے بغیر کوئی فرد ممکن، موجود نہیں ہو سکتا، وجودِ نعمت ہے اور عدم اس کی ضد، کل موجوداتِ نعمت وجود کے حصول میں حضور پر نور ﷺ کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہے۔۔۔ اسی آیت سے حضور ﷺ کا اصل کائنات ہونا بھی ثابت ہے، جیسا کہ تفسیر عرّاس البیان (ج ۲ ص ۵۲) و صاحب تفسیر روح المعانی نے ص ۹۶ پارہ ۷۱ میں اسی آیت کے ذیل میں نہایت تفصیل سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ اصل کا وجود، فرع سے پہلے ہوتا ہے، اس لئے ذات پاک سیدنا محمد

ﷺ کی خلقت اصل کائنات ہونے کی حیثیت سے کل موجودات اور عالمین سے پہلے ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ خوب واضح ہو گیا کہ پیدائش حضرت محمد عربی ﷺ تمام موجودات عالم، اور عالمین سے پہلے ہے۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۳)

سب کے لئے رحمت

شیخ الاسلام و المسلمین، حضرت علامہ سید نعیم الدین صاحب اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (حضور رحمۃ للعالمین ﷺ سب کے لئے رحمت ہیں) کوئی جن یا انس، مومن ہو یا کافر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کا رحمت ہونا عام ہے۔ ایمان والوں کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مومن کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت اس کے لئے تاخیر عذاب ہوئی اور حسف و مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔ (خزائن العرفان)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے لئے رب العالمین اور اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رحمۃ للعالمین فرمایا، یعنی جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے۔ حضور ﷺ اس کے لئے رحمت ہیں اور رحمت کے بغیر ربوبیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہذا آپ کی رحمت مطلقہ، تامہ، عامہ، کاملہ، شاملہ جو سارے جہانوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ دائمی و ابدی طور پر ان میں موجود ہے اور سبھی اس سے نفع اٹھا رہے ہیں اور شاد و کام ہو رہے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ نے لکھا ہے کہ رحمۃ للعالمین کا حلقہ فیض اس قدر وسیع ہے کہ جو محروم القسمت مستفید نہ ہونا چاہے اس کو بھی کسی نہ کسی درجے میں بے اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے۔ دنیا میں علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے اصول کے عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے مذاق کے موافق فائدہ اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ پہلی امتوں کے برخلاف، اس امت کے کافروں کو عام و مستاصل عذاب

سے محفوظ رکھا جائے گا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آفتاب رحمت کی ضیا باری کو اگر کوئی شپہرہ چشم نہ دیکھ سکے تو اس میں آفتاب کا قصور ہرگز نہیں بلکہ یہ تو چمگادڑ کے اندھے ہونے کی دلیل ہے۔ آفتاب رحمت کی شعاعوں سے اپنے بیگانے بھی یکساں فیض یاب ہوتے رہے ہیں اور ہورہے ہیں۔

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

لنگر چلے انعام دا مدنی دے فیض تمام دا
بخرا خواص عوام دا منکر نہ آیا کیا کراں

پہلا شبہ

پہلی آیت کے حوالوں اور دوسری آیت کے حوالوں سے یہ ثابت ہوا کہ پہلے حضور ﷺ کا نور تخلیق ہوا اور آپ کے نور سے ہر شئی بنائی گئی تو کیا۔ ناپاک، خبیث اور فتنج چیزیں اور کافر و مشرک وغیرہ بھی آپ کے نور سے بنے ہیں۔ کیا یہ تصور موجب توہین نہیں ہے؟

شبہ کا ازالہ

امام اہل سنت حضور قبلہ غزالی زماں رضی اللہ عنہ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ آفتاب وجود ہیں اور کل مخلوق آفتاب وجود سے فیضان وجود حاصل کر رہی ہے۔ جس طرح ظاہری آفتاب کی شعاعیں تمام کرہ ارضی میں جمادات و نباتات اور کل معدنیات۔ جملہ موالید اور جوہر اجسام کے حقائق لطیفہ اور خواص و اوصاف مختلفہ کا اضافہ کر رہی ہیں اور کسی کی اچھی بری خاصیت کا اثر شعاعوں پر نہیں پڑتا اور نہ کسی چیز کے اوصاف و اثرات سورج کے لئے قباحت و نقصان کا موجب ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے زہریلی چیزوں کا زہر اور مہلک اشیاء کی تاثیرات، معدنیات و نباتات وغیرہ کے الوان، طعوم، رواج، کھٹاؤ میٹھا مزہ، اچھی، بری بوسب کچھ سورج کی شعاعوں سے برآمد ہوتا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی چیز کی کوئی صفت سورج کے لئے عار کا موجب نہیں۔ حالانکہ یہ تمام حقائق آفتاب اور اس کی شعاعوں میں انتہائی لطافت کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور

اس لطافت کے مرتبے میں کسی اثر کو برا نہیں کہا جاسکتا البتہ جب وہ لطیف اثرات اور حقائق سورج اور اس کی شعاعوں سے نکل کر اس عالم اجسام میں پہنچتے ہیں اور رفتہ رفتہ ظہور پذیر ہوتے ہیں تو ان میں بعض ایسے اوصاف و خواص پائے جاتے ہیں جن کی بنا پر انہیں قبیح، ناپاک اور برا کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان برائیوں کا کوئی اثر سورج یا اس کی شعاعوں پر نہیں پڑ سکتا اسی طرح عالم اجسام میں کثیف اور نجس چیزوں کا کوئی اثر حضور سید العالمین ﷺ کی ذات پر کیوں پڑ سکتا ہے؟ اس کے بعد یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ سورج کی شعاعیں جب ناپاک اور گندی چیزوں پر پڑنے سے ناپاک نہیں ہو سکتی تو انوار محمدی ﷺ کی مقدس شعاعیں عالم موجودات کی برائیوں سے اور نجاستوں سے معاذ اللہ کیونکر متاثر ہو سکتی ہیں؟ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے نور میں حقائق اشیاء پائی جاتی ہیں (اور یہ حقائق اشیاء آپ کے نور سے ہی معرض وجود میں آئیں) لیکن حقیقت کسی کی نجس و ناپاک نہیں ہوتی۔ نجاستیں مٹی میں دب کر مٹی ہو جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔ نجاستوں کا جو کھاد کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے اس کے نجس اجزاء پودوں کی غذا بن کر غلہ، اناج، پھول اور پھل سبزیوں اور ترکاریوں کی صورت میں ہمارے سامنے آ جاتے ہیں اور وہی اجزائے غلیظہ غلہ اور پھل بن کر ہماری غذا بن جاتے ہیں جنہیں پاک سمجھ کر ہم کھاتے ہیں اور کسی قسم کا تردد، دل میں نہیں لاتے ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ناپاک کی کے اثرات صورتوں اور تعینات پر آتے ہیں جو محض امور اعتباریہ ہیں۔ حقیقتیں ناپاک نہیں ہوا کرتیں اس لئے کل مخلوق کا نور محمد ﷺ سے موجود ہونا کسی اعتراض کا موجب نہیں ہے۔ (مقالات کاظمی)

دوسرا شبہ

شبہ یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رحمت عالمین یعنی ماسویٰ اللہ کو محیط ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کی رحمت سے کافر و مشرک یعنی بدترین لوگ بھی بہرہ ور ہیں تو وہ مرنے کے بعد مبتلا، عذاب کیوں ہوں گے؟

ازالہ شبہ

امام اہل سنت حضور قبلہ سیدی و مرشدی علامہ کاظمی صاحب قدس سرہ العزیز نے اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے ارقام فرمایا ہے کہ اول تو ظہور رحمت کے مراتب ہر ایک کے حق میں متفاوت (جدا) ہیں۔

تفسیر روح المعانی میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے۔

لا فرق بین المؤمن و الکافر من الانس و الجن فی

ذلک و الرحمة متفاوتة (تفسیر روح المعانی پارہ ۱۷)

”حضور ﷺ سب کے لئے رحمت ہیں اس بارے میں مومن و کافر کے درمیان کوئی فرق نہیں مگر رحمت ہر ایک کے حق میں مختلف اور متفاوت ہے“۔ کہ ان کا مبتلائے عذاب ہونا اس لئے ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر حضور ﷺ کی رحمت سے منہ پھیرا۔ ورنہ آپ کی رحمت میں کوئی کمی و نقصان نہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عز اسمہ رحمن، رحیم ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے **وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَتِي** یعنی میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے مگر اس کے باوجود بھی کفار مبتلائے عذاب ہوں گے تو کیا اللہ تعالیٰ کے رحمان و رحیم ہونے میں کچھ فرق آئے گا؟ یا **كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَ عَلِيمٍ** کے عموم سے انہیں خارج سمجھا جائے گا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ یہی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو ہر شے پر وسیع ہے۔ مگر بعض افراد اپنی عدم اہلیت کی وجہ سے اس قابل ہی نہیں کہ رحمت خداوندی سے فائدہ اٹھائیں۔ معلوم ہوا کہ (رحمت کا عام ہونا اور بات اور اس سے خود فائدہ نہ اٹھانا اور چیز ہے) رحمت سے فائدہ نہ اٹھانا رحمت کے عموم کے منافی نہیں ہے۔

(مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۶)

تیسرا شبہ

حضور ﷺ اپنے مخالفوں سے برسر پیکار رہے، ان سے قتل و قتال کیا اور ان کو در بدر کی ٹھوکروں پر مجبور کر دیا کیا یہ معاملات رحمت کے خلاف نہیں ہیں؟

تیسرے شبہ کا جواب

حضور پر نور سید عالم رحمۃ اللعالمین ﷺ نے اپنی ظاہری عمر مبارک کے چالیسویں سال میں اظہار نبوت فرمایا اور لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ اس دعویٰ کی صداقت کے لئے لوگوں کے منہ مانگے معجزات دکھائے۔ اپنی پیروی کرنے والوں کو رضائے الہی و جنت کی بشارت دی۔ آپ کے اس اعلان حق کو سن کر اہل مکہ برا فروختہ ہو گئے اور ظلم و زیادتی کی انتہا کر دی۔ سوشل بائیکاٹ کر کے آپ کو مع خاندان کے شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کر لیا۔ آپ کے غلاموں کے ساتھ بھی وہی رویہ اپنایا جو انسانیت کے سراسر خلاف تھا۔ بالآخر آپ نے اپنے غلاموں کو مکہ مکرمہ چھوڑ دینے اور حبشہ اور اس کے بعد مدینہ منورہ چلے جانے کا حکم دیا۔ آپ کے مخالفوں نے موقع غنیمت جان کر آپ کو قتل کر دینے کا منصوبہ بنایا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ آپ ان کی آنکھوں میں مٹی ڈال کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کو اپنے بستر پر رہنے کا حکم دے کر خود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور ان کی ہمراہی میں غار ثور میں تین شب و روز قیام فرما کر مدینہ منورہ چلے گئے۔ آپ کے مخالفوں نے مدینہ منورہ میں بھی آپ کو چھین سے نہ بیٹھنے دیا اور ابھی دو سال بھی مکمل نہ ہوئے کہ ابو جہل کی سربراہی میں ایک لشکر جرار مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے پہنچ گیا۔ جس کے نتیجے میں غزوہ بدر پیش آیا اس کے ایک سال بعد غزوہ احد کا سانحہ کافروں نے کھڑا کر دیا۔ اسی طرح ستائیس غزوات یکے بعد دیگرے سامنے آئے اور صرف ۹ میں قتال وقوع میں آیا۔

سیرت رسول عربی ﷺ تاریخ اسلامی کا ہر قاری جانتا ہے کہ بانی اسلام رحمۃ اللعالمین ﷺ کے غزوات و سرایا محض دفاعی و حفاظتی تدابیر کے پیش نظر سامنے آئے۔ ان کی ابتداء مسلمانوں نے نہیں بلکہ اسلام دشمن طاغوتی طاقتوں نے کی اے باد صبا! یہ ہمہ آور وہ تست۔ یعنی یہ تمام جنگیں خود کافروں کی ساختہ پرداختہ ہیں اور ہمارے پیارے نبی

ﷺ نے محض دفاع کیا اور حفاظتی تدابیر اختیار فرمائے، دفاع و حفاظت رحمت کے قطعاً منافی نہیں، موذی کی طاقت ختم کر دینا رحمت ہے۔ ظالم کو سزا ملنا رحمت ہے۔

سانپ کو مار ڈالنا رحمت ہے، چور، ڈاکو، زانی، بد معاش اور فساد برپا کر دینے والے کو سزا دینا ظلم نہیں رحمت ہے اور ان کے جو رجس سے بچنا بچانا کسی کے نزدیک بھی ظلم نہیں بلکہ رحمت ہے۔ لہذا ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کے یہ اقدامات بھی یقیناً رحمت تھے، یہودیوں کو جلا وطن کرنے کا پس منظر یہ ہے کہ بنو عامر کے دو شخص جن کے ساتھ رسول ﷺ کا عہد تھا، مدینہ منورہ سے اپنے اہل کی طرف نکلے۔ راستے میں عمرو بن امیہ ضمیری نے ان کو قتل کر دیا اللہ کے رسول ﷺ نے مطالبہ دیت کے لئے بنو نضیر سے مدد مانگی، انہوں نے جواب دیا تشریف رکھیں ہم مشورہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر و عمرو علیؓ کے ساتھ ان کی ایک دیوار تلے بیٹھ گئے یہودیوں نے بجائے مدد دینے کے یہ مشورہ کیا کہ دیوار کے اوپر سے آپ پر چکی کا پاٹ گرا دیں، آپ ان کی نیت بد پر مطلع ہو گئے اور فوراً مدینہ منورہ تشریف لائے اور بحکم الہی اس عمل بد کی ان کو سزا دینے کی تیاری فرمائی بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا مگر ان کو یہ اجازت بخشی کہ جو مال وہ اونٹوں پر لے جا سکیں لے جائیں، چنانچہ وہ اپنے اموال لے کر خیبر میں شام کی طرف چلے گئے۔ بنو قریظہ کو آپ نے معاف فرما دیا اور وہ اپنے گھروں میں متمکن رہے۔ ثابت ہوا کہ آپ کا ہر اقدام رحمت ہی رحمت تھا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا

تیسری آیت

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کا حکم برحق ہے کہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ لَا

شَرِيكَ لَهُ ۗ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿۸۳﴾ (الانعام)

”اے حبیب فرمادیجئے بے شک میری نماز اور میرا حج و قربانی (سب عبادات) اور میرا جینا اور (اس دنیا سے) پردہ کر جانا اللہ ہی کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔“

اس آیت کے آخری جملے سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے رسول اکرم نور مجسم خاتم المرسلین ﷺ تمام مسلمانوں یعنی اللہ تعالیٰ کے ماننے والوں فرشتوں، حوروں، جنوں، انسانوں، عرش و کرسی لوح و قلم یعنی ہر چیز سے پہلے اللہ کو ماننے والے ہیں آپ کا سب سے پہلے مسلمان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سب سے اول ہیں۔“

اگر آپ ﷺ کو ساری مخلوق سے پہلے نہ مانا گیا تو پھر جو کوئی تخلیق میں آپ ﷺ سے اول ہوگا۔ اول مسلمان ہونے کا اصلی حقدار بھی وہی قرار پائے گا، حالانکہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ کثیرہ سے یہ ثابت ہے کہ قدرت الہی کے شاہکار اول آپ ہیں اور نور الہی کا جلوہ اول آپ کی ذات گرامی درجات ہے اور آپ ہی نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار فرمایا اور سب سے پہلے اس کی عبادت میں سرگرم عمل ہوئے۔ آپ کو نور الہی کا جلوہ اول ماننا قرآن پاک کی آیت تو آیت قرآن مجید کے کسی ایک جملے کے منافی بھی نہیں بلکہ قرآن علی الاعلان آپ کی اولیت و نورانیت کو بیان فرماتا ہے چنانچہ آیت مندرجہ بالا کے تحت صاحب تفسیر عرائس البیان جلد ۱ ص ۲۳۸ پر ارقام فرماتے ہیں:

وانا اول المسلمين اشارة الى تقدم روحه وجوهه

على جميع الكون

اس آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کی روح پاک اور ذات اقدس تمام کائنات سے پہلے ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کو مانتی ہے چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَلَئِذَا أَسْلَمَ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (آل عمران: 83) اور

اللہ کیلئے اسلام لائے وہ سب جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں“ لیکن سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کیلئے سلام لانے والے از روئے قرآن ہمارے پیارے رسول ﷺ ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ تخلیق کے لحاظ سے بھی زمینوں و آسمانوں میں بسنے والی تمام مخلوق سے پہلے تھے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات پر، **أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ**، کا اطلاق اس وقت صحیح قرار پانے گا جب آپ کو سب سے پہلے مان لیا جائے اور اس حقیقت کا انکار منصف مزاج سے ہرگز متصور نہیں چنانچہ دیوبندی حضرات کے مفسر شہیر علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی کو لکھنا پڑا کہ عموماً مفسرین **وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ** کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ **أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ** ہیں۔ لیکن جب جامع ترمذی کی حدیث ”كنت نبيا و آدم بين الروح و الجسد“ (یعنی میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح و جسم کے مابین تھے) کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۹۴)

چوتھی آیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکماً فرمایا۔

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ (الانعام: ۱۴)

”فرمادیجئے (اے حبیب) مجھے حکم دیا گیا یہ کہ میں سب سے پہلے مسلمان ہوں۔“

امرت، ماضی مطلق مجہول سے واحد متکلم کا صیغہ ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کو یہ حکم بہت پہلے کسی اور جہان میں دیا گیا اور آپ وہاں سب اسلام لانے والوں سے پہلے اسلام لا کر اول ہوئے۔ چنانچہ عارف باللہ امام احمد بن محمد مالکی المتوفی ۱۲۴۱ھ فرماتے ہیں۔

فهو اول المسلمین علی الاطلاق (تفسیر صاوی ج ۲ ص ۷)

یعنی حضور اکرم نور مجسم ﷺ علی الاطلاق بغیر کسی قید و حد کے اول المسلمین ہیں۔ یعنی تمام مخلوق سے پہلے آپ کی جلوہ گری ہوئی تھی۔

پانچویں آیت

اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میرے حبیب آپ اعلان فرمادیں۔

وَأَمْرٌ لِأَنَّ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۷﴾ (الزمر)

”اور مجھے حکم ہے کہ میں ہوں سب سے پہلے حکم بردار۔“

مفتی احمد یار خان صاحب (مرحوم) لکھتے ہیں کہ ”صوفیا (اہل اللہ) فرماتے ہیں کہ سارے عالم میں سب سے پہلے حضور ﷺ عابد ہیں آپ ولادت شریفہ سے پہلے بھی عالم ارواح میں بھی عابد تھے۔“ (انور العرفان)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے لکھا ہے کہ چنانچہ آپ ﷺ عالم شہادت میں اس امت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے اعتبار سے اللہ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۹۶)

چھٹی آیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَكَدُّ فَآنَا أَوَّلَ الْعِبَادِينَ ﴿۱۸﴾ (الزخرف)

”اے حبیب) آپ فرمائیں اگر رحمن کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا۔“

حکیم امت حضرت مفتی احمد یار خان اپنی مختصر تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں میں اول العبادین ہیں کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت نور محمدی ﷺ نے کی ہے۔ (نور العرفان ص ۷۸۹)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ۔

(حضور ﷺ) نے فرمایا میں اول العبادین ہونے کے باوجود کسی ہستی کو اس کے اولاد نہیں مانتا تو تم کون سے اللہ کا حق ماننے والے ہو۔ (تفسیر عثمانی ۶۳۲)

غیر مقلدوں کے مولوی داؤد، راز غیر مقلدیت کے جنگل سے بھاگ کر عثمانی صاحب

کی تقلید کرتے ہوئے مندرجہ بالا عبارت کو اپنی تفسیر میں لکھ کر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اَوَّلُ الْعَالَمِينَ ہیں (تفسیر گوڑگانوی ص ۵۹۴)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو معبود برحق کی عبادت کرنے میں اول ہے یقیناً وہ خلقت میں بھی اول ہے اس لئے تو ترجمان غیر مقلدیت مولوی وحید الزمان کو حق کا ساتھ دیتے ہوئے لکھنا پڑا۔

بداء اللہ الخلق بالنور المحمدی

”اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتدا نور محمدی ﷺ سے فرمائی ہے۔“

(ہدیۃ المہدی حصہ اول ص ۵۶)

ساتویں آیت

اللہ تعالیٰ جل و علانے اپنے محبوب کی شان میں فرمایا ہے۔

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ① (الانشراح)

” (یا رسول اللہ ﷺ) کیا نہیں کھولا ہم نے آپ کے لئے ابتداء کو۔“

امام راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ صدر کا معنی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں

صدر، الصدر، الجارحة ثم استعير لمقدم الشيء

الصدر کا معنی ہے کھولنا، پھر ہر شئی کی ابتداء کے لئے استعمال ہونے لگا۔

(الصدر، مص، اعلیٰ، مقدم کل شئی، اول کل شیء) الصدر مصدر سے

بمعنی اعلیٰ، ہر چیز کا شروع ہر چیز کا اول۔

مناظر اسلام علامہ محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے مقیاس نور میں بحوالہ شرح بدا

الامالی، الامام علی قاری حنفی کی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرمایا ہے کہ

الم نشرح لك صدرک و صدر الشئی ایضا اولہ ففی

التعبیر بہ ایماء الی انہ اول الرسل وجودا لما انہ آخر

ہم شہودا علی ماورد اول ماخلق اللہ نوری اور روحی

و کنت نبیا و آدم بین الماء والطين

”اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ، صدرالشی شے کے اول کو کہا جاتا ہے، یہاں صدر کے لفظ کو استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ تمام رسولوں سے اول ہیں۔ جب کہ آپ کا ظہور آخر میں ہوا۔ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا یا میری روح کو، اور میں اس وقت نبی تھا، جب حضرت آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔“

”صدر“ کا معنی ”اول“ حدیث پاک سے ثابت ہے چنانچہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا ”من قرأ یس فی صدر النهار قضیت حوائجہ“ جو کوئی سورۃ یس کو اول دن میں پڑھے اس کی حاجتیں پوری کر دی جاتی ہیں۔ داری و مشکوٰۃ و اشعۃ اللمعات فضائل قرآن (اکثر شہروں کا صدر ہوتا ہے جو شہر میں داخل ہونے سے پہلے آتا ہے اور سینے کو صدر اس لئے کہا گیا ہے کہ انسان جب اپنی صداقت و طاقت کا لوہا منوانا چاہتا ہے تو اپنا سینہ تان کہہتا ہے میں سچا ہوں یا میں طاقتور ہوں۔ اس وقت اس کا سینہ اس کے پورے جسم سے نمایاں ہوتا ہے لہذا اس کا معنی اول کرنا موزوں و حکمت کے مطابق ہے۔

آٹھویں آیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَكَتَبْتُمْ لَهُ
قَالَ عَزَّ أَقْدَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْدَرْنَا قَالَ
فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٥١﴾ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَلِكَ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٢﴾ (آل عمران)

”(اے حبیب یاد کیجئے) جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس رسول گرامی تصدیق کرنے والا اس کی جو تمہارے ساتھ ہو تو ضرور بالضرور تم اس پر ایمان لے آنا اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا (اللہ

نے فرمایا اس وعدے کے) گواہ ہو جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں
(سن لو) پھر جو کوئی اس وعدے سے پھر جائے تو وہی لوگ نافرمان ہوں گے۔

ان آیتوں سے جو مسئلے ثابت ہوتے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) اِذْ سے پہلے ”اذکر“ مخذوف ہے اور اِذْ اس کا مفعول بہ بن رہا ہے۔ معنی یہ ہوا کہ اے محبوب یاد کیجئے اس بات کو یعنی حضور ﷺ کو وہ بات یاد دلانا مقصود ہے جو آپ کے دنیا میں آنے پہلے ہو چکی ہے (تفسیر جلالین ص ۵۵ و ۵۶ حاشیہ نمبر ۳۰) و تفسیر صاوی ج ۱ ص ۱۸، ص ۱۵۵) اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) آپ باذن اللہ گزشتہ حالات سے باخبر ہیں (۲) آپ کو غیب کا علم عطا کیا گیا ہے۔

(۲) النَّبِیِّیْنَ سے ثابت ہوا کہ نبی ہر حالت میں نبی ہوتا ہے اور نبی اس مقدس ہستی کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والا بلند مرتبہ انسان ہو۔

(مقالات کاظمی ج ۳ لفظ نبی کی تحقیق)

(۳) ثُمَّ جَاءَكُمْ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ ہی آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کا ذکر کرنا اور محفل میلاد منانا سنت الہی ہے۔

(۴) مُصَدِّقِی سے ثابت ہوا کہ آپ باعلام اللہ جملہ انبیاء کے تمام حالات سے باخبر ہیں کیونکہ بے علم و بے خبر مصدق نہیں بن سکتا۔

(۵) لَشُّومٰنْ بِہِ وَاٰیٰتِہٖ لَتَنْصُرُنَّہٗ سے ثابت ہوا کہ جملہ انبیاء اپنے اپنے مقامات پر زندہ ہیں اور ہمارے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر اور آپ کی مدد فرما کر اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ پورا کر چکے ہیں۔ انہیں زندہ نہ ماننا اور ان کی نصرت سے انکار کرنا قرآن مجید کی متعدد آیات کے خلاف ہے۔ از روئے قرآن آپ پر ایمان نہ لانے والا اور آپ کی مدد نہ کرنے والا فاسق ہے۔ اور نبی ہر عیب سے پاک ہوتا ہے۔ (فانہم وتذیر) انبیاء کرام کی حیات و نصرت کے منکروں کے پیشوا علامہ ابن قیم نے دلائل کا اقرار کرتے ہوئے لکھا ہے

کہ انبیاء کرام کے وصال کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو گئے ہیں۔ ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے حالانکہ وہ زندہ موجود ہیں۔

(کتاب الروح، ضیاء القرآن ج ۳ ص ۵۸۳)

(۶) اِصْرِيّی سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد عربی ﷺ کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہے کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(۷) فَمَنْ تَوَلَّى سے ثابت ہوا کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد جملہ انبیاء کرام آپ پر ایمان لا کر آپ کی مدد کر رہے ہیں۔ جو کوئی انبیاء علیہم السلام کی حیات ایمان و نصرت کا منکر ہے۔ معاذ اللہ وہ انہیں نبی نہیں مانتا بلکہ ان معصوموں کو فاسق بنانے پر تلا ہوا ہے۔

وعدہ کہاں لیا گیا تھا

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے یہ وعدہ تمام انبیاء کرام سے ایک ہی مقام پر لیا تھا قرآن ثابت کرتے ہیں کہ اس وعدے کی محفل عالم ارواح میں منعقد ہوئی تھی۔

ابن مردویہ ابن عباس سے مخرج انہوں نے فرمایا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ متی اخذ الميثاقك آپ کا ميثاق کب لیا گیا۔ فرمایا ”و آدم بين الروح والجسد“ جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔ (در منثور ج ۵ ص ۱۸۲ مقام رسول ص ۲۱۰)

ہمارے مرشد امام اہل سنت فرماتے ہیں۔ انبیاء کرام سے یہ عہد عالم ارواح میں لیا گیا تھا۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۱)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت بھی قول سابق کی مشیر ہے۔

خصوصیت النبی ﷺ بكونه اول النبيين في الخلق و

مقدم نبوته و اخذ الميثاق عليه (خصائص کبری ج ۱ ص ۳)

اس میں آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ ہی سارے نبیوں سے پہلے پیدا ہوئے اور

آپ کو نبوت پہلے ملی اور آپ کے لئے میثاق کی محفل منعقد ہوئی۔ یعنی یہ تینوں معاملے عالم اجسام سے پہلے کے ہیں۔

مقام میثاق اور وہابی

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی نے لکھا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے تو اس عہد کا لیا جانا قرآن مجید میں مصرح ہے..... اور محل (جگہ) اس عہد کا..... عالم ارواح ہو۔

(بیان القرآن علی ہامشہ)

مولوی عبدالماجد دریا آبادی وہابی، تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۱۲۵ میں لکھتے ہیں۔

أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ۔ یعنی ارواح انبیاء سے عہد لیا، عالم ارواح میں اس ناسوتی دنیا سے قبل۔ غیر مقلدوں کے گھر کے ایک فرد میاں عبدالرشید صاحب مرحوم لکھتے ہیں قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام سے اس وقت دو عہد لئے جانے کا ذکر ہے جب وہ ابھی وجود خاکی میں نہیں آئے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء روز اول سے الگ گروہ ہیں۔ (نور بصیرت)

مرئی ارواح

حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک اس جہان میں تمام نبیوں میں روحوں کی تربیت فرمانے والی اور ان پر علوم الہیہ کو پہنچانے والی تھی۔

و بعضی عرفا گفته اند کہ روح شریف صلی اللہ علیہ وسلم نبی

بود در عالم ارواح کہ تربیت ارواح مے کر دچنانکہ

درین عالم بہ جسد شریف مرئی اجساد بود بہ تحقیق

ثابت شدہ است خلق ارواح قبل اجساد (واللہ اعلم)

(اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۷۲)

”بعض عرفا فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی روح مبارک عالم ارواح میں نبی

تھی۔ اور روحوں کی تربیت کرتی تھی، جس طرح آپ اس عالم میں جسد شریف سے مرئی اجساد ہیں اور یہ تحقیق سے ثابت ہے کہ عالم اجساد سے پہلے ارواح پیدا ہو چکی تھیں۔“

محقق علی الاطلاق برکت رسول فی الہند الامام الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارقام فرمایا ہے کہ احادیث میں مروی ہے کہ جب نور مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا گیا اور آپ کے نور سے تمام انبیاء کے انوار نکالے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ ان انوار کی جانب نظر فرمائیے۔ جب حضور ﷺ نے ان پر نظر فرمائی تو ان کے انوار پر آپ ﷺ کا نور غالب آ گیا اور سب کے نور ماند پڑ گئے وہ عرض کرنے لگے۔ اے اللہ یہ کس کا نور ہے۔ جس کے سامنے ہمارے نور ماند پڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرے (حبیب حضرت محمد ﷺ) کا نور ہے۔ اگر تم ان پر ایمان لے آؤ تو ہم تمہیں نبوت کے منصب پر فائز کریں گے۔ سب نے عرض کیا ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے یہ حقیقت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ) میں اظہر من الشمس ہے۔ (مدارج النبوة ج ۲ ص ۳) امام الکاشفین سند المدققین الشیخ الاکبر فتوحات مکیہ جلد سوم، باب ۳۸۲، ص ۱۷۶ پر فرماتے ہیں کہ فخر موجودات آقائے کائنات ﷺ بشری نبوت سے پہلے بھی موجود تھے۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم کا جسم تیار کیا جا رہا تھا۔

فتوحات مکیہ کے بارہویں باب کے ص ۱۸۵ پر فرمایا ہے۔ طالب حقیقت کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے۔ جب ارواح محصورہ کو پیدا کیا گیا جو زمانے میں تمام اجسام کی تدبیر کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت معلومہ کی تعیین کے لئے فلک کی حرکت کے وقت حاصل ہوتا ہے اور زمانے کی حرکت سے بھی پہلے اپنی حقیقت کو ظاہر فرمانے کی خاطر جس روح مدبرہ کو پیدا کیا وہی رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک ہے۔ اس کے بعد فلک کی حرکات کے وقت اور ارواح کا صدور ہوا ان کا وجود عالم غیب میں تھا اور

عالم شہادت میں موجود نہ تھے۔ (۲) فتوحات مکیہ جلد سوم باب ۳۱۳ ص ۶۴ پر فرمایا۔
سیدنا محمد رسول ﷺ ہماری روحوں کی اصل ہیں پس آپ روحانی لحاظ سے اولین
باپ ہیں جیسے کہ جسمانی لحاظ آدم اولین باپ ہیں اور رسالت کے لحاظ سے نوح علیہ السلام
اولین باپ ہیں جنہیں سب سے پہلے رسول بنا کر بھیجا گیا ان سے پہلے نبی تھے، ہر ایک
اپنے رب کی طرف سے شریعت پر تھا۔ (جواہر البحار ج ۱ ص ۳۹۱)

کسی عارف باللہ و عاشق رسول اللہ ﷺ نے کیا خوب استفسار کیا ہے۔

راست گوائے آفتاب جملہ نور از کجا ملک تو فرمودی ظہور
من بظاہر گرچہ آدم زادہ ام در حقیقت جد وجد افتادہ ام
”اے تمام نوروں کے آفتاب (مرکز) یہ تو بتاؤ کہ آپ کس ملک سے تشریف
لائے ہیں (آپ نے فرمایا) ظاہر میں اگرچہ میں آدم زادہ ہوں حقیقت میں اس
کی اصل و بنیاد ہوں۔“

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والبرکۃ فرماتے ہیں۔

ان کی نبوت ان کی ابوت ہے سب کو عام
ام البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے
ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں صدا ابوالبشر کی ہے

غیر مقلدوں نے حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کو شاعر رسالت محمدیہ ﷺ مان لیا
ہے۔ علامہ مرحوم حضور ﷺ کو رازدان جزو کل کی وہابیت کش صفت سے یاد کر کے ارقام
فرماتے ہیں۔

گفت با امت زدنیائے شما دوستدارم طاعت و طیب و نساء
گر ترا ذوق معانی رہنماست نکتہ پوشیدہ در حرف شماست
یعنی آن شمع شبستان وجود بود در دنیا و از دنیا نہ نبود

جلوہ او قدسیاں را سینہ سوز بود اندر آب و گل آدم ہنوز

(اسرار و رموز)

”رازدان جزو کل نے امت کو فرمایا تمہاری دنیا سے طاعت، طیب اور نساء کو پسند کرتا ہوں اگر تمہیں ذوق معانی، راہنما ہے، تو حرف شام میں نکتہ پوشیدہ ہے یعنی وہ شبتان وجود کے نور، دنیا میں آئے ہیں، دنیا سے نہیں ہیں، اس کا نور قدسیوں کے سینے کو گرما رہا تھا۔ آدم اس وقت آب و گل میں تھے۔ کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین“۔

علامہ مرحوم جاوید نامہ ص ۱۵۰ پر عبیدہ کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں۔

عبیدہ از فہم تو بالا تراست	زانکہ او ہم آدم و ہم جوہر است
جوہر اونی نے عرب نے اعجم است	آدم است و ہم ز آدم اقدم است
عبیدہ دہر است و دہر از عبیدہ است	ماہمہ رنگیم او بے رنگ و پوست
عبیدہ با ابتدا بے انتہا است	عبیدہ راجح و شام ما کجا است
کس ز سر عبیدہ آگاہ نیست	عبیدہ جز سر الا اللہ نیست
مدعا پیدا نہ گردد، زیں دو بیت	تا نہ بینی از مقام مارمیت

شعروں کا خلاصہ یہ ہے کہ عبیدہ فہم سے بالاتر ہے کیونکہ وہ آدم بھی اور جوہر بھی ہے وہ جوہر عربی ہے نہ عجی آدم ہے اور آدم سے بہت پہلے بھی عبیدہ دہر ہے اور دہر عبیدہ سے ہے ہم سب رنگ والے ہیں عبیدہ بے رنگ و بو ہے عبیدہ کی ابتداء ہے انتہا نہیں عبیدہ کی کوئی صبح و شام نہیں عبیدہ کے راز سے کوئی آگاہ نہیں عبیدہ الا اللہ کے راز کے سوا کچھ نہیں ان بیتوں سے مقصد ظاہر نہ ہوگا جب تک مقام مارمیت کو نہ دیکھو۔

وہابیوں کا عقیدہ

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے لکھا ہے۔

جب ذات بابرکات محمدی ﷺ موصوف بالذات بالنبوت ہوئی اور انبیاء باقی

موصوف بالعرض تو یہ بات اب ثابت ہوگئی کہ آپ والد معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی کے۔ (تخذیر الناس ص ۱۷)

دیوبندیوں کے مولانا ٹانڈوی صاحب لکھتے ہیں۔ پس باعتبار جسم اطہر کے اگرچہ آپ اولاد آدم ہیں لیکن باعتبار روح کے آپ سب کے امام اور باپ ہیں۔

(الشہاب الثاقب ص ۵۴)

غیر مقلدوں کے مشہور عالم مولوی وحید الزمان حیدر آبادی متوفی ۱۳۳۸ھ لکھتے ہیں۔

بدء الله سبحانه الخلق بالنور المحمدي ثم بالماء ثم

خلق العرش على الماء ثم خلق الريح ثم خلق النون و

القلم واللوح ثم خلق العقل فالنور رالمحمدي مادة اوليه

لخلق السموت والارض و مافيها (هدية المهدي ص ۵۶)

”اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتداء نور محمدی ﷺ سے فرمائی پھر پانی و عرش و ہوا،

دوات قلم و لوح اور عقل کو بنایا پس آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب

کی تخلیق کا مادہ اول نور محمد ﷺ ہے۔“

ثابت ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے نور مقدس کو

پیدا فرمایا اور انبیاء کرام کے نور اور، روح اور دیگر اشیاء کو آپ کے نور پاک سے بنا کر

کائنات، رنگ و بو اور نظام ہستی کو ظاہر فرمایا

وهو خالق كل شيء جل جلاله

نویں آیت

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَ مِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ

وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿۱۰﴾

”اور (اے محبوب یاد کیجئے) جب ہم نے (تبلیغ رسالت پر) نبیوں سے عہد لیا اور

آپ سے اور نوح اور ابراہیم موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور ہم نے ان سے

پختہ عہد لیا۔ (الاحزاب)

ضیاء امت محمدیہ حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔
(اس آیت میں) اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگرچہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت تمام
انبیاء کے بعد ہوئی، لیکن تخلیق میں اولیت کا شرف حضور فخر الاولین والآخرین ﷺ کو ہی
حاصل ہے۔ چنانچہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ سے جب اس آیت کا مطلب
پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

كنت اولهم في الخلق و آخرهم في البعث ”یعنی پیدائش میں، میں سب
سے پہلے تھا اور بعثت میں سب نبیوں کے بعد ہوں۔ (ضیاء القرآن ج ۳ ص ۱۶)

تفسیر بالحدیث

اللہ تعالیٰ نے سارے نبیوں سے پہلے ہمارے پیارے رسول معظم نور مجسم ﷺ کا
ذکر فرمایا ہے اور یہ اولیت اس بات کی دلیل ہے کہ آپ خلقت میں بھی تمام انبیاء کرام سے
اول ہیں چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں خود سرور کشور رسالت ﷺ کا ارشاد گرامی موجود ہے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید العالمین ﷺ نے وَإِذَا أَخَذْنَا
مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ کو پڑھ کر فرمایا

كنت اول النبيين في الخلق و آخرهم في البعث

(دلائل النبوة ج ۱ ص ۴۲)

”میں پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے ہوں اور مبعوث ہونے میں ان کے بعد
ہوں۔“

حافظ ابن کثیر دمشقی نے اپنی تفسیر و تاریخ میں مندرجہ بالا حدیث شریف کے آخر میں
یہ جملہ بھی روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ابدأ بی قبيلهم یعنی ميثاق انبياء میں میرا
ذکر پہلے کرنے کی وجہ یہی ہے کہ خلقت میں ان سب سے اول ہوں۔ حافظ ابن کثیر اپنی
تاریخ میں لکھتے ہیں ہذا اثبت واضح یعنی یہ حدیث بہت ثابت اور زیادہ صحیح ہے۔ امام قاضی

عیاض و محدث علامہ ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ نے حدیث شریف مندرجہ بالا کو بغیر کسی تنقید کے روایت کر کے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ (الوفی ج ۱ ص ۵۵، شفاء ج ۱ ص ۱۵۳) مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے آیت مندرجہ بالا کے تحت لکھا ہے۔

یہ پانچ پیغمبر جن کے نام یہاں خصوصیت سے لئے، اولوالعزم پیغمبر کہلاتے ہیں ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا اور جب تک دنیا ہے، رہے گا، ان میں پہلے نام ہمارے نبی ﷺ کا ہے حالانکہ عالم شہادت میں آپ کا ظہور سب کے بعد ہوا ہے مگر درجہ میں آپ سب سے پہلے ہیں اور وجود بھی آپ کا عالم غیب میں سب سے مقدم (پہلے) ہے۔ کما ثبت فی الحدیث۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۲۳)

ائمہ اسلام اور مفسرین کرام نے قرآن پاک کی اس آیت سے اور حدیث کے حوالے سے یہ بات اعلانیہ فرمائی کہ حضور پر نور ﷺ اول الخلق ہیں چنانچہ امام علامہ ناصر الشریعہ محی السنۃ علاؤ الدین محمد الخازن متوفی ۷۴۱ھ ارقام فرماتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی فضیلت و تعظیم کے لئے آپ کا ذکر پہلے کیا ہے اور اس وجہ سے بھی جس کو امام بغوی نے باسناد ثعلبی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں انبیاء سے اول ہوں اور تشریف آوری میں ان کے بعد ہوں، حضرت قتادہ نے فرمایا اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک میں ہے۔

وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ (الایۃ)

اس لئے اس نے حضور ﷺ کا ذکر پہلے فرمایا۔ (خازن ج ۳ ص ۲۸۳)

بیہقی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ عثمانی متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں حضور ﷺ کی عظمت شان ظاہر کرنے کے لئے دوسرے پیغمبروں کے ذکر سے پہلے آپ کا ذکر (بطور خطاب) کیا گیا اس تقدیم ذکر سے اس بات کی طرف اشارہ ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی، کہ پیدائش کے آغاز کے لحاظ سے میں سب لوگوں سے مقدم ہوں اور بعثت و نبوت کے لحاظ سے سب کے بعد آیا ہوں۔

رواہ سعد عن قتادہ مرسلًا ولكن رواه البغوی عن قتادہ عن

الحسن عن ابی ہریرہ متصلًا (تفسیر مظہری ج ۷ ص ۲۸۷)

(بروایت بغوی) قتادہ نے (حدیث مذکور کے بیان کرنے کے بعد کہا یہی مضمون ہے

آیت) وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ كَمَا اس میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر

نوح ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ سے پہلے فرمایا ہے۔ ابن سعد اور ابو نعیم نے حلیہ میں میسرۃ بن فجر

بن سعد کی وساطت سے بروایت ابو الجعدا اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس کی

روایت سے حدیث مذکور کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اس

وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان (کشاکش میں) تھے۔

مقام میثاق

حکیم امت دیوبند مولوی اشرف علی صاحب تھانوی چشتی لکھتے ہیں۔ شععی سے روایت

ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی بنائے گئے؟ آپ ﷺ

نے فرمایا کہ آدم اس وقت روح اور جسد کے درمیان تھے جب کہ مجھ سے میثاق (نبوت کا)

لیا گیا۔

کما قال تعالیٰ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ

روایت کیا اس کو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے ابن رجب کے ذکر کے موافق

تھانوی صاحب حاشیہ میں لکھتے ہیں اخذ میثاق (یعنی عہد لینا) تو یقیناً موقوف ہے۔

وجود اور نبوت پر مرتبہ تقدیر میں میثاق ہونا نہ نقل اس کی مساعد (موافق) ہے نہ عقل تھانوی

صاحب چھٹی روایت کے تحت لکھتے ہیں اور اوپر شععی کی روایت میں آپ سے قبل آدم میثاق

لیا جانا مذکور ہے۔

مندرجہ بالا آیت کے تحت امام جلال الدین سیوطی نے درج ذیل حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

نمبر (۱) ابن مردودیہ ابن عباس سے مخرج کہ ابن عباس نے فرمایا، عرض کیا گیا یا رسول

اللہ ﷺ آپ کا میثاق کب لیا گیا فرمایا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

نمبر (۲) ابن سعد نے اخراج کیا کہ ایک مرد نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ سے کب خبر طلب کی گئی فرمایا جب محمد سے وعدہ لیا گیا اس وقت آدم روح اور جسم کے مابین تھے۔

نمبر (۳) بزار اور طبرانی اوسط میں اور ابو نعیم دلائل میں ابن عباس سے راوی و مخرج کہ ابن عباس نے فرمایا عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے۔؟ فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

نمبر (۴) امام احمد اور بخاری تاریخ میں طبرانی اور حاکم بافادہ صحت اور ابو نعیم اور بیہقی دلائل میں میسرہ سے راوی ہیں کہا، خود میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا اس وقت جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

نمبر (۵) حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا بارگاہ سرکار میں عرض کیا گیا آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہے؟ فرمایا ابھی آدم کی خلقت مکمل نہ ہوئی تھی۔

نمبر (۶) ابو نعیم صناجی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کب سے نبی بنے ہیں؟ فرمایا اس وقت سے کہ جب آدم گارے میں تھے۔ (یعنی ان کے جسم کے لئے گارا تیار ہو رہا تھا)

نمبر (۷) ابن سعد، ابن ابی الجعد عاصی مخرج ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی بنے؟ فرمایا حضرت آدم کی خلقت سے پہلے۔

نمبر (۸) ابن سعد مطرف سے مخرج کہ ایک مرد نے حضور ﷺ سے سوال کیا آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا جب آدم روح اور گارے کے درمیان تھے۔

نمبر (۹) ابن ابی شیبہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ جب وَإِذَا أَخَذْنَا الْآلِيَةَ پڑھتے تو فرماتے بھلائی میں مجھ سے ابتداء کی گئی اور میں ان انبیاء سے تشریف لانے میں آخر ہوں

نمبر (۱۰) ابن جریر قتادہ سے راوی ہیں وَإِذَا أَخَذْنَا الْآلِيَةَ) فرمایا کہ ہمارے لئے یہ

ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب کے بعد

نمبر (۱۱) حسن بن ابی سفیان اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابو نعیم دلائل میں، اور دیلمی اور ابن عساکر بطریق قتادہ حسن سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَإِذَا أَخَذْنَا (الایۃ) میں راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا میں خلقت میں اول انبیاء ہوں اور بعثت میں ان سے آخر ہوں اسی لئے ان سے پہلے میرا ذکر ہوا۔ (مقام رسول ص ۲۱۰ تا ۲۱۲ بحوالہ تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۱۸۲ مطالع المسرات ص ۱۲۱، ۲۳۰)

نمبر (۱۲) حضور ﷺ نے فرمایا کنت اول ہم خلقا و آخر ہم بعثا۔ خلقت میں ان سب سے اول ہوں بعثت میں ان کے بعد۔

(مقام رسول ص ۲۱۲، روح البیان ج ۵ ص ۲۲۱)

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سرور کون و مکان ﷺ نے دوران گفتگو گریہ فرمایا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یہ گریہ وزاری کیسی؟ جبکہ باری تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں آپ کو ایسا مقام رفیع حاصل ہے کہ اس نے آپ کو جملہ انبیاء سے بعد میں مبعوث فرمایا لیکن آپ کا ذکر خیر سب سے پہلے نثر فرمایا۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ (الایۃ) میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی فضیلت اس درجہ ہے کہ جہنم میں عذاب پانے والے دوزخی بھی یہ خواہش کریں گے کہ انہوں نے آپ کی پیروی کی ہوتی اور یوں پکاریں گے۔ یلیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسول ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں جملہ انبیاء سے مقدم پہلے ہوں اور بعثت کے لحاظ سے سب

میں آخر ہوں اسی لئے مذکورہ بالا آیت میں آپ کا ذکر نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے پہلے فرمایا گیا۔ (جواہر البحار اردو ج ۱ ص ۵۵، ص ۵۶)

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ حضور پر نور ﷺ ہی سارے نبیوں سے پہلے پیدا ہوئے ہیں لیکن دنیا میں آپ سب انبیاء کے بعد آخری نبی بن کر تشریف لائے ہیں یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔

دسویں آیت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ
عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۗ شَهِدْنَا ۗ أَنْ تَقُولُوا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ ۗ (الاعراف)

”اور یاد کیجئے (اے حبیب) جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان کی جانوں پر انہیں گواہ بنایا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں (یقیناً تو ہمارا رب ہے) ہم نے گواہی دی (یہ اس لئے) کہ قیامت کے دن تم کہنے لگو ہم تو اس سے بے خبر تھے۔“

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کو ایک گزشتہ واقعہ یاد دلایا ہے۔ اور اپنی ربوبیت کو اپنے محبوب سے منسوب فرما کر ان کی عظمت کو بلند فرمایا ہے۔ یہ وعدہ اَلَسْتُ کے نام سے دنیائے اسلام میں مشہور و معروف ہے۔ اس وعدہ میں اللہ تعالیٰ نے جملہ بنی نوع انسان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا ہے۔ احادیث میں یہ شہادت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور ربوبیت کے اقرار کے لئے اَلَسْتُ والے معاہدے میں بھی ہمارے نبی ﷺ سب سے اول رہے چنانچہ امام اہل سنت غزالی زمان سیدی و مرشدی قبلہ کاظمی کریم رقم طراز ہیں تمام نفوس بنی آدم سے پہلے ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی ذات قدسی نے بلی کہا اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف فرمایا اور باقی تمام نفوس بنی آدم نے حضور

ﷺ کے اقرار کے بعد اقرار کیا اس واقعہ کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ذات پاک مصطفیٰ ﷺ مخلوق ہو کر عدم سے وجود میں جلوہ گر ہو چکی تھی۔

یعنی آپ کی ذات بابرکات ﷺ نہ صرف جلوہ گر ہو چکی تھی بلکہ اپنے معبود کی معرفت حاصل کر چکی تھی اس لئے تو سب سے پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور وحدانیت کا اعلان فرمایا! چنانچہ قاری محمد طیب دیوبندی قاسمی نے لکھا ہے کہ عہد اَلْسْتُ میں جب کہ ساری نوع بشری سے سوال کیا گیا۔ اَلْسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے سب سے پہلے جس نے بلی کہہ کر اقرار، ربوبیت کیا وہ آنحضرت خاتم الانبیاء ہی کی ذات بابرکات تھی جن کی صدائے حق سن کر سب نے بلی کی آوازیں لگائیں کہ کیوں نہیں بیشک آپ ہمارے رب ہیں جس سے واضح ہے کہ آغاز بشریت کے وقت حضور ہی عالم بشریت کے معلم اول اور اس کی معرفت ربوبیت کے مربی تھے۔ (آفتاب نبوت ص ۸۴)

ابوہل قطان کی امالی کے ایک جزو میں ہبل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر محمد بن علی (امام باقر) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب انبیاء سے تقدم کیسے ہو گیا؟ حالانکہ آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں میں سے ان کی اولاد کو (عالم میثاق) میں نکالا اور ان سب سے ان کی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں تو سب سے اول (جواب میں) بلی محمد ﷺ نے کہا اور اسی لئے آپ کو سب انبیاء سے تقدم ہے گو آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے۔ (مشکوٰۃ، ایمان بالقدر)

غیر مقلدوں کے نواب صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ لکھتے ہیں سب سے پہلے آپ ہی سے میثاق لیا گیا اور سب سے پہلے آپ ہی نے اَلْسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں بلی کہا۔ الشمامہ

”بلی“ روح نے کہا یا جسم نے

سوال: یہ بات مشہور ہے کہ روز اَکسٹ روحوں نے بلی کہا تھا یہ بات کس حد تک درست ہے؟
جواب: لوگوں کی یہ بات کہ روز اَکسٹ روحوں نے بلی کہا تھا بالکل غلط ہے حضور پر نور ﷺ کا ارشاد جس کو امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا ”فاستخرج منه ذریۃ“ اور دوسری روایت میں ہے کہ ”فاخرج من صلبہ کل ذریۃ اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے ”سقط عن ظہرہ کل نسیمیۃ ہو خالقہا من ذریۃ اور حضرت ابو درداء کی روایت میں ہے ”اخرج ذریۃ بیضا یعنی چاروں روایتوں میں وہی کلمہ ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے اور وہ ذریت ہے جس کا معنی ہوتا ہے اولاد اور نسل کا معنی مردم ہے صاف ظاہر ہے کہ روح اور چیز ہے اور ذریت و نسل اور چیز۔

اور روحوں کا ان کے والدین میں نہ رکھا جانا بھی بخاری و مسلم کی حدیث سے ثابت ہے چنانچہ سیدالعلمین کا ارشاد گرامی ہے۔

ثم بعث اللہ الیہ ملکا باریع کلمات فیکتب عملہ واجلہ

ورزقہ و شقی او سعید ثم ینفخ فیہ الروح (متفق علیہ)

خلاصہ یہ ہے کہ استقرار حمل سے چار ماہ بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو چار باتیں لکھنے کے لئے بھیجتا ہے عمل رزق موت، بہشتی ہے یا دوزخی، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کی روح اس کے ماں باپ کے جسم میں نہیں ہوتی بلکہ اس کے اپنے بدن میں اس وقت پھونکی جاتی ہے جب وہ چار ماہ اپنی ماں کے شکم میں گزار چکا ہوتا ہے یہ کہنا کہ آدم کی پشت سے روحوں نے نکل کر بلی والا جواب دیا تھا سراسر غلط ہے نیز یہ ثابت ہوا کہ فرشتہ ہر انسان کا عمل اجل رزق اور اس کی شقاوت و سعادت کو جانتا ہے۔ جب غلام کا یہ عالم ہے تو امام الانبیاء والمرسلین والملائکہ کا مقام کیا ہوگا؟

پہلا سوال مع جواب

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کس صورت میں ان کی پشت میں موجود تھی اور کس شکل میں اس کا اخراج ہوا؟

جواب: اس سوال کا جواب قرآن مجید، احادیث طیبہ اور سائنسی تحقیق کے مطابق یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۝ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۝

”وہ انسان بنایا گیا ہے اچھلتے پانی سے جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے“۔ (الطارق)

مَاءٌ دَافِقٍ یعنی اچھلنے والا پانی۔ اس سے مراد مادہ منویہ ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

أَلَمْ يَكُنْ نَظْفَةً مِّنْ مَّنِيَّيْتِنِي ۝ (القيامة)

”کیا وہ پانی کا ایک قطرہ نہ تھا جو ٹپکا یا جاتا ہے“۔

سائنسی تحقیق کے مطابق مرد کے جسم سے اس ٹپکنے والے پانی میں وہ اجزاء لطیف موجود ہوتے ہیں جو شکم مادر میں پہنچ کر انسانی روپ دھار لیتے ہیں اور دنیا میں آ کر نسل آدمیت کہلاتے ہیں۔ مخصوص مقام سے نکلنے والے اس پانی کو عام پانی سے کوئی نسبت نہیں کیوں کہ اس پانی میں وہ اجزاء لطیف موجود ہوتے ہیں جو رشتہ پدری و پسرے کو قائم رکھتے ہیں اور والد مولود کی محبت کا سبب اصلی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں انہی اجزاء کو رکھ دیا تھا اور بروز السبت انہی اجزاء کو اس کی پشت سے نکال کر اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کی ذریت سے عہد ”وادی نعمان عرفات“ میں لیا تھا اور ان کی پشت سے پیدا ہونے والی ذریت کو برآمد کر کے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا پھر سب کے سامنے سب سے دریافت فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا ہاں

ہم تیری واحدانیت کی شہادت دیتے ہیں رب نے فرمایا۔ روز قیامت نہ کہنا کہ ہم غفلت میں تھے اور یہ بھی نہ کہنا کہ شرک تو ہمارے اسلاف نے کیا تھا اور ہم ان کی اولاد تھے (اے اللہ) کیا تو ہمیں باطل پرستوں کے عمل کی وجہ ہلاک کر دے گا۔

اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے جو اجزاء لطیف حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالے تھے ان کو صورت مثالی عطا فرمادی اور ان اشخاص مثالیہ سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا آیت وحدیث دونوں پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذریت کا نکالنا اس سلسلے کے ساتھ تھا۔ جس طرح کہ دنیا میں ایک دوسرے سے پیدا ہو رہے ہیں اور ان کے لئے ربوبیت اور وحدانیت کے دلائل قائم فرما کر ان کو عقل دے کر ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب فرمائی۔

دوسرا سوال مع جواب

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں حضور ﷺ کا نور تھا یا پیشانی میں؟

جواب: ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کے نور کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا تھا امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ نے اس روایت کو ترجیح دی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی ذات کو ملائکہ سجدہ کرنے کے لئے مامور ہوئے کیونکہ۔ کان فی جہتہ نور محمد ﷺ انکی پیشانی میں حضور ﷺ کا نور جلوہ فگن تھا۔

علامہ امام عمر بن احمد خرپوتی فرماتے ہیں۔

واما سجود الملائكة لادم فلا جل ان نور نبينا ﷺ

کان فی جہتہ

”بہر حال آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان کی پیشانی میں ہمارے نبی کا نور موجود تھا کسی نے کیا خوب کہا ہے۔“

گر نبودے ذات حق اندر وجود آب و گل را کے ملک کر دے سجود

شیخ محقق حضرت الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی ﷺ کو پیشانی آدم میں رکھا۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کی پشت میں رکھا جو ان کی پیشانی میں چمکتا تھا پھر اس نور نے تمام اعضاء میں سرایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے اور فرشتوں کو حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔

(مدارج النبوة ج ۲ ص ۴)

امام اہل سنت حضور غزالی زماں سیدی و مرشدی علامہ سید احمد السعید الکاظمی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نور محمدی ﷺ آدم کی پشت مبارک میں رکھا گیا اور بعض روایات میں وارد ہے کہ نور محمدی ﷺ پیشانی آدم علیہ السلام میں جلوہ گر تھا جیسا کہ رازی کی تفسیر کبیر میں ہے دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ جب نور مبارک پشت آدم علیہ السلام میں تھا تو اپنے کمال نورانیت اور شدت چمک کی وجہ سے پیشانی آدم علیہ السلام میں چمکتا تھا۔ (مقالات کاظمی)

حضرت آدم علیہ السلام جب آسمانوں پر جلوہ افروز ہوئے تو فرشتے تعظیم و تکریم سے ان کے ساتھ چلنے لگے آدم علیہ السلام نے وجہ پوچھی تو ارشاد ہوا یہ تعظیم و توقیر اس نور مبارک کی ہے جو تمہاری پشت میں صوفشاں ہے اور تمہاری مسرت کا سبب ہے عرض کیا میں اس زیارت کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس نور کو آدم علیہ السلام کی سبابہ انگلی میں منتقل کر دیا۔ آدم علیہ السلام نے جب اس کی زیارت فرمائی تو انگلی کو اٹھا کر کلمہ شہادت پڑھا اس وقت سے اس انگلی کو شہادت والی انگلی کہا جانے لگا۔ پھر آدم علیہ السلام نے اس انگلی کو چوما اور آنکھوں سے لگایا اور حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھا۔ کہا جاتا ہے کہ اذان میں اشہدان محمد رسول اللہ سن کر انگشت شہادت چومنا اور آنکھوں سے لگانا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اور اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔

(معارج النبوة ص ۲۲۸، روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹)

دوسرا باب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت کے بارے میں علماء دیوبند کے حوالے

قرآن مجید اور احادیث مقدسہ اور تفاسیر معتبرہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے کہ حضور پر نور سید العالمین ﷺ کو اللہ عزوجل نے اپنے نور کا جلوہ اول بنایا ہے۔ جمہور علماء اسلام کا یہی عقیدہ ہے دیوبندی علماء بھی اس حقیقت کے معترف نظر آتے ہیں چند حوالے ان کی معتبر کتابوں سے بطور اتمام حجت پیش خدمت ہیں۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

نانو تو کی صاحب کا عقیدہ

بانی مدرسہ دیوبند اور دیوبندیوں کے قاسم العلوم والخیرات اور ان کے فرشتہ صفت انسان مولوی محمد قاسم دیوبندی رقم طراز ہیں ”جب ذات بابرکات محمد ﷺ موصوف بالذات، بالنبوت ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ ﷺ والد معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی کے“ سب کو علم ہے والد اولاد سے پہلے ہوتا ہے۔ جب آپ کو انبیاء کرام کا والد معنوی مان لیا تو اس حقیقت کا اعتراف ہو گیا کہ آپ سب سے پہلے ہیں۔

مولوی محمد قاسم صاحب دیوبندی اپنے قصیدہ بہاریہ میں ہمارے پیارے رسول ﷺ کی مدح و ثناء کرتے ہوئے لکھتے ہیں انکا یہ قصیدہ مولوی حسین احمد دیوبندی اور مولوی محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی نے اپنی کتابوں ”الشہاب الثاقب“ اور تبلیغی نصاب میں بھی نقل کیا ہے لیکن ہم اسے قصائد قاسمیہ سے پیش کر رہے ہیں۔

فلک پر عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار
فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانی احمد زمیں پہ کچھ نہ ہو پر ہے محمدی سرکار

ثناء کر اس کی فقط قاسم اور سب کو چھوڑ
 ثناء کر اس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے
 الہی کس سے بیاں ہو سکے ثناء اس کی
 جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
 کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
 چراغ عقل ہے گل اس کے نور کے آگے
 مگر کرے روح القدس میری مددگاری
 تو فخر کون و مکان زبدہ زمین و زمان
 خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب
 تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
 حیات جان ہے تو، ہیں اگر وہ جان جہاں
 طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی
 جلوہ میں تیرے سب آتے عدم سے تا وجود
 بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال
 جو دیکھیں اتنے کمالوں پہ تیری یکتائی
 تو آئینہ ہے کمالات کبریائی کا
 جو انبیاء ہیں وہ آگے تیری نبوت کے
 جمال ہے تیرا معنی حسن ظاہر میں
 رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
 سوا خدا کے بھلا تجھ کو کیا کوئی جانے

کہاں کا سبزہ کہاں کا چمن کہاں کی بہار
 تو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار
 کہ جس پہ ایسا تیری ذات خاص کا ہو پیار
 نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زہار
 کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار
 زباں کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار
 تو اس کی مدح میں، میں بھی کروں رقم اشعار
 امیر لشکر پیغمبران شہ ابرار
 خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشق زار
 تو نور شمس گر اور انبیاء ہیں شمس نہار
 تو نور دیدہ ہے، گر ہیں وہ دیدہ بیدار
 بجا ہے کہیے اگر تم کو مبداء الاثار
 قیامت آپ کی تھی دیکھئے تو ایک رفتار
 بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار
 رہے کسی کو نہ وحدت وجود کا انکار
 وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوہ دیدار
 کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار
 کیا ہے معجزہ سے تو نے آپ کو اظہار
 نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار
 تو شمس نور ہے سپر نمط (اولوا الابصار)

نانو تو ی صاحب کے اشعار کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

حضرت عیسیٰ اور ادریس علیہما السلام آسمان پر ہیں حضور ﷺ مختار ہیں آپ ایسے بے

مثل و مثال ہیں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ زمین والوں کے لئے آپ کافی ہیں سب کچھ چھوڑ دو صرف آپ کی تعریف کرو ایسا کر کے جو چاہو اللہ تعالیٰ سے حاصل کر لو آپ کی ثناء کسی سے نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارے آپ ہیں آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا آپ وہ نور خدا ہیں جو ہماری عقل سے وراہ ہیں یعنی صرف بشر نہیں، ہماری عقل آپ کے نور تک نہیں پہنچ سکتی اور آپ کی مدح زبان سے نہیں ہو سکتی آپ کی تعریف کے لئے روح القدس کی مدد، درکار ہے خدا آپ کا ہے اور آپ خدا کے ہیں اور وہ آپ کا عاشق ہے اور آپ اس کے محبوب ہیں آپ سورج کی روشنی کا نور ہیں اور آپ جان حیات ہیں۔

اور نور دیدہ کائنات ہیں کائنات آپ کے دم قدم سے ہے۔ کیوں کہ آپ مبداء الآثار یعنی اصل کائنات ہیں آپ خدا نہیں باقی سب کچھ ہیں معبود ہونے کے سوا باقی تمام کمالات آپ کو حاصل ہیں اور آپ جمیع کمالات کے جامع ہیں۔ اور یہی وحدت الوجود ہے کمالات کبریائی آپ میں چمکتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنا دیدار آپ کی ذات میں کرتا ہے۔ یا نبی اللہ تمام انبیاء آپ کے امتی ہونے کے اقراری ہیں طاہری حسن میں آپ کا جمال پنہا ہے آپ کا ظہور معجزہ ہے کیونکہ نور ہونے کے باوجود و بطن آمنہ سے پیدا ہونا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ آپ کے حسن و جمال (نور) پر بشریت کا پردہ ہے۔ آپ کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا آپ وہ نور کے سورج ہیں کہ آنکھوں کو جلا بخشتے ہیں۔

حقیقت محمد دی پا کوئی نی سدا

اتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نی سدا

مولوی حسین احمد دیوبندی کا عقیدہ

دیوبندی حضرات کے صدر مدرس مولوی حسین احمد ٹانڈوی ہمارے پیارے رسول ﷺ کو روحانی جسمانی کمالات میں یکتا اور سب کا امام و باپ تسلیم کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے الشہاب الثاقب میں لکھا ہے۔

کمالات روحیہ میں کوئی شخص حضرت سرور کائنات ﷺ کے مماثل اور مقارب ہو ہی نہیں سکتا اور نہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور درحقیقت کمالات تو کمالات روحی ہی ہیں جیسا کہ حقیقت انسان روح اور یہ جسم خاک کی تو قالب اور غلاف آدمی ہے۔ مدار فضائل کا عقلاء کے نزدیک انہی کمالات روحی پر ہے۔ جسمی پر نہیں پس باعتبار جسم اطہر کے اگرچہ آپ اولاد آدم اور بنی آدم ہیں۔ لیکن باعتبار روح کے آپ سب کے امام اور باپ ہیں باوجود اس کے یہ نسبت حضرت محمد ﷺ کے جملہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ان کو کمالات جسمیہ میں بھی خلاق میں یکتائی تھی اور ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۵۴ ص ۵۵)

دیوبندیوں کے بچا اور مرکز دائرہ تحقیق اور جانشین شیخ الہند نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو سب کا امام اور باپ مان کر یہ باور کرادیا کہ جس طرح باپ اولاد سے پہلے ہوتا ہے اس طرح امام الانبیاء والمرسلین ﷺ بھی سب سے اول ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا عقیدہ

حکیم امت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب (جوان کے نزدیک بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نہایت مقبول اور صحیح کتاب ہے میں پہلی فصل نور محمدی کے بیان سے شروع کی ہے اور اس میں سات مستند روایتیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں، سب سے اول ہیں ہر چیز آپ کے نور سے معرض وجود میں آئی ہے اور ہر چیز میں آپ کے نور کا جلوہ موجود ہے چنانچہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

پہلی روایت

عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز کو پیدا کیا آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت

نہ لوح تھی۔ نہ قلم تھا نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھی اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے حدیث طویل ہے تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے نور محمدی ﷺ کا اول خلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایت میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء (یعنی لوح و قلم و عرش و عقل وغیرہ) کا نور محمدی سے متاخر (بعد میں) ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نثر الطیب ص ۶ ص ۷)

دوسری روایت

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے (یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی نے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے (ف) اور مشکوٰۃ ص ۵۱۳ میں شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے تھانوی صاحب لکھتے ہیں اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا مقرر ہو چکا تھا۔ سو اس سے آپ کے وجود کا تقدم (پہلے ہونا) آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا۔ جواب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر تمام اشیائے مخلوقہ کی ان کے وجود سے مقدم ہے۔ پس بہ تخصیص خود، دلیل ہے اس کی کہ مقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت (خاتم النبیین) کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے ثبوت لہ کے ثبوت کی۔ پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم (پہلے ہونا) ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بدن محقق نہ تھا اس لئے (آپ کے) نور و روح کا مرتبہ متعین ہو گیا۔

شبہ نمبر ۲

اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت کے بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی ہیں کیونکہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیاء کے

بعد میں مبعوث ہوئے اس لئے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود تاخر کو مقتضی ہے؟
جواب: یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ نبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیل داری کا
عہدہ آج مل جائے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں بھیجے
جانے کے بعد۔ (نشر الطیب ص ۷)

تیسری روایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ
آپ کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ جس وقت آدم علیہ
السلام ہنوز روح اور جسم کے درمیان تھے (یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی) روایت
کیا اس کو ترمذی نے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ مشکوٰۃ ص
۵۳) تھانوی صاحب لکھتے ہیں اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضعی کی روایت میں بھی آئے ہیں
امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا ہے اور
حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے (نشر الطیب ص ۸) یعنی حضور ﷺ آدم علیہ السلام کی پیدائش
سے پہلے بھی نبی تھے اور آپ کی ذات بابرکات پر اس وقت بھی احکام نبوت جاری تھے
بخلاف انبیاء سابقین کے کہ ان پر احکام نبوت ان کی بعثت کے بعد جاری ہوئے۔ مولانا
جامی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ ﷺ وجود عنصری سے پہلے بھی نبی تھے۔

(عرف الہدی علی الترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ ابواب المناقب) از مولانا انور کشمیری دیوبندی

چوتھی روایت

ضعفی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی
بنائے گئے؟ آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام اس وقت روح اور جسم کے درمیان میں تھے
جبکہ مجھ سے میثاق نبوت کا لیا گیا۔

کَمَا قَالَ تَعَالَى وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ

توضیح الایة

روایت کیا اس کو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے رجب کے ذکر کے موافق۔
روایت مندرجہ بالا کے تحت تھانوی صاحب نے لکھا ہے حدیث بالا میں جو مقدر ہونے کے
احتمال کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ حدیث اس جواب میں نص ہے کیونکہ اخذ میثاق تو یقیناً
موقوف ہے وجود اور ثبوت پر رتبہ تقدیر میں میثاق ہونا نہ نقل اس کی مساعد ہے نہ عقل۔

پانچویں روایت

پانچویں روایت احکام ابن القطان میں منجملہ ان روایت کے بعد ابن مرزوق نے ذکر
کی ہیں حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین) سے روایت ہے وہ اپنے باپ
حضرت امام حسین اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ
نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے
حضور میں ایک نور تھا۔

اس روایت کے تحت تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ اس عدد میں کم کی نفی ہے زیادتی
کی نہیں پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جاوے۔ رہ گئی تخصیص اس کے ذکر
میں سو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقامیہ اس کو مقتضی ہو (یعنی اس مقام کے لحاظ سے اتنا برس
گزرے ہیں) نشر الطیب ص ۹

چھٹی روایت

ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے
ہیں میں نے ابا جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقر) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب
انبیاء سے تقدم (حصول اولیت) کیسے ہو گیا حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے
انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم علیہ السلام سے یعنی ان کی پشتوں میں
سے ان کی اولاد کو (عالم میثاق میں) نکالا اور ان سب سے ان کی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا
میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے اول (جواب میں) بلی (یعنی کیوں نہیں) محمد ﷺ

نے کہا اور اسی لئے آپ کو سب انبیاء سے تقدم ہے حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے۔

تھانوی صاحب لکھتے ہیں اگر میثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبس بھی ہو گیا ہوتا ہم احکام روح ہی کے غالب ہیں اس لئے اس روایت کو کیفیات نور میں لانا مناسب سمجھا اور اوپر شععی کی روایت میں آپ سے قبل آدم علیہ السلام میثاق لیا جاننا مذکور ہے اور یہ میثاق الست برکم ظاہر روایت سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہے سو ممکن ہے کہ وہ میثاق نبوت کا بلا اشتراک غیرے ہو جیسا اس حدیث کے ذیل میں اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔

(نشر الطیب ص ۹)

ساتویں روایت

جب آپ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا؟ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں (چونکہ حضور ﷺ کی مدح خود اطاعت ہے اس لئے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے انہوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے۔

من قبلها طبت فی الظلال وفی	مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبط البلاد لا بشر	انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد	الجسم نسرا واهله الغرق
تنقل من صلب الی رحم	اذا مضی عالم بد اطبق
وردت نار الخلیل مکتما	فی صلبه انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المہین	من خندف علیا تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرفت	الارض وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذالک الضیاء وفی النور	سبل الرشاد نخترق

(نشر الطیب ص ۱۰)

”زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں (جنت کے درختوں کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایوں میں تھے آپ بھی تھے اور ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے مستقر و مستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے۔ اس قصہ کی طرف آدم علیہ السلام نے اس منع کئے ہوئے درخت سے کھا لیا اور جنت کا لباس اتر گیا تو درختوں کے پتے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اس وقت بھی آپ مستودع میں تھے) اس کے بعد آپ نے بلاؤ (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضمفہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور ہبوط کے وقت جنین ہونے کا انتفاء ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضمفہ) بلکہ (صلب آباء میں) محض ایک مادہ مانیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسر بت اور اس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہنچ رہا تھا (مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکب کشتی تھا مولانا جامی نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔“

زجودش گر نکشتی راہ مفتوح بجدی کے رسیدے کشتی نوح

(اور وہ مادہ (اسی طرح واسطہ درواسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گزر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور شروع) ہو جاتا تھا (یعنی وہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں) آپ نے نار خلیل میں بھی ورود فرمایا چونکہ آپ ان کی صلب میں منتقل تھے تو وہ کیسے جلتے (پھر آگے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے) یہاں تک کہ آپ کا خاندانی شرف جو کہ (آپ کی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے اولاد خندف میں سے ایک ذرہ عالیہ پر جاگزیں ہوا

جس کے تحت میں اور حلقے (یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی حلقوں کے) تھے (خندف لقب ہے آپ کے جد بعید مدر کہ بن الیاس کی والدہ کا یعنی ان کی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور نیچے کے درمیانی درجوں میں ہوتی ہے اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اس طرف ہے کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل نشیب کی نسبت درجات جبل کے ساتھ ہے اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔ (نشر الطیب ص ۹ تا ص ۱۲، البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۲۵۸ و مولد رسول ابن کثیر ص ۴۲، شامہ عنبر یہ ص ۱۰)

محفل میلاد کا ثبوت

تھانوی صاحب، حافظ ابن کثیر اور نواب صدیق حسن کی اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور سید العالمین ﷺ کی زیر صدارت صحابہ کرام کے جم غفیر میں آپ کا میلاد پڑھا اور آپ کی آمد پر روشنی ڈالی اور تشریف آوری کے محامد بیان فرمائے اگر ذکر میلاد اور اس کی محفل کا انعقاد درست نہ ہوتا تو حضور ﷺ حضرت عباس کو فوراً منع فرما کر اس کو ناروا قرار دیتے اس محفل اور اس میں میلاد پاک کے ذکر اور آپ کی نورانیت و اولیت اور عالم لاہوت و عالم نور سے آ کر اس عالم رنگ و بو میں جلوہ گر ہونا حدیث تقریری والے مولود نامے سے ثابت ہو گیا ہے اس روایت اور اس جیسی دوسری روایات جو صحاح میں اور کتب سیرۃ میں موجود ہیں وہ ثابت کرتی ہیں کہ ذکر میلاد اور اس رات میں ظاہر ہونے والے واقعات بیان کرنا سنت رسول ﷺ ہے اور صحابہ کرام و صحابیات کا معمول ہے۔ پھر یہ رٹ لگانا کہ میلاد منانا گمراہی ہے خود گمراہی میں مبتلا ہونا نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر اس کو عیسائیوں کی رسم کہنا خود عیسائیت کے گڑھے میں گرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ واضح ہو کہ یہ محفل میلاد حضور پر نور سید عالم نور مجسم ﷺ کی زیر صدارت منعقد ہوئی اور اس میں سامعین کی تعداد ستر ہزار کے لگ بھگ تھی مدح رسول و میلاد رسول ﷺ

کے لئے اکٹھا ہونا اطاعت سے کچھ کم نہیں غیر مقلدوں کے نواب میاں صدیق حسین بھوپالی کو لکھنا پڑا اس میں کیا برائی ہے؟ (یعنی یہ کوئی برائی نہیں) کہ اگر ہر روز ذکر حضرت کے (میلاد کا) نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں التزام (لازم انتظام) اس کا کر لیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت و سمت و دل و ہدی و ولادت (میلاد) و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔ (الشمامۃ العنبر یہ ص ۵) آگے چل کر نواب صاحب کو لکھنا پڑا۔

کہ جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں (الشمامۃ العنبر یہ ص ۱۲) یعنی مسلمان وہی ہیں جو آپ کے میلاد کا حال سن کر خوش ہوتے ہیں اور وہ صحابہ کرام تابعین اتباع تابعین محدثین مفسرین ائمہ دین اور اولیاء اللہ صالحین و مومنین کا ملیں ہی ہیں ان کی پیروی کرتے ہوئے آج بھی مسلمان میلاد شریف کی محافل کا انعقاد کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

السلام علیک یا اول

حکیم امت دیوبند مولوی اشرف علی صاحب تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ نے لکھا ہے کہ شب معراج آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ایک جماعت پر گزر ہوا کہ انہوں نے آپ کو بایں الفاظ سلام کیا۔ السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

(نشر الطیب ص ۲۹ و باغ جنت ص ۳۱۰)

(۲) تھانوی صاحب نے آگے لکھا ہے کہ مسجد اقصیٰ میں انبیاء کرام کو خطبہ دیتے ہوئے شب معراج سرکار نے فرمایا اور میرے سینہ کو (اللہ تعالیٰ) نے فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم

کرنے والا بنایا یعنی نور میں اول اور ظہور میں آخر۔ (نشر الطیب ص ۵۹)
 (نمبر ۳) تھانوی صاحب نے ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا اور تم کو پیدائش (عالم نور) میں سب سے اول اور بعثت میں سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ میں سب سے مقدم بنایا۔ (نشر الطیب ص ۸۰)
 نمبر ۴: تھانوی صاحب نے چوتھے مقام پر لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعض خصائص جو اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے۔ اور جو دنیا میں تشریف لانے سے قبل آپ کی ذات مقدسہ میں پائے گئے مثلاً سب سے اول آپ کے نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا یوم میثاق میں سب سے اول الست برکم کے جواب میں آپ کا بلی فرمانا۔
 (نشر الطیب ص ۲۱۶)

یہ چار حوالے تھانوی صاحب کی اس کتاب نشر الطیب میں ہیں جس کے بارے میں وہ خود لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے دیکھو نشر الطیب ص ۳۲۸ ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ اول ہیں اور نور ہیں۔ اور آپ کو اول و نور ماننے والوں کا عقیدہ و ایمان درست ہے الحمد للہ وہ اہل سنت ہی ہیں جو اپنے مالک و مولیٰ ﷺ کو نور الہی کا جلوہ اول مانتے ہیں۔

نمبر ۵: تھانوی صاحب نے (سورہ الانعام آیت نمبر ۱۶۳) کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔

نمبر ۶: (سورہ الزمر آیت نمبر ۱۲) کا ترجمہ تھانوی صاحب نے اس طرح کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اور مجھ کو یہ بھی حکم ملا ہے کہ سب مسلمانوں میں اول میں ہوں۔

عثمانی صاحب کا عقیدہ

دیوبندیوں کے مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی اپنی تفسیر میں ہمارے پیارے رسول ﷺ کے بارے میں رقم طراز ہیں عموماً مفسرین (وانا اول المسلمین) کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ (اول المسلمین) ہیں لیکن جب جامع ترمذی کی

حدیث ” کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد “ (کہ میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے مابین تھے) کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۹۲ طبع مکتبہ رشیدیہ لاہور)

(۲) عثمانی صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ عالم شہادت میں اس امت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے اعتبار سے اللہ کے نسب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں (تفسیر عثمانی ص ۵۹۶)

شیخ الہند اور ابوالکلام آزاد اور دریا آبادی کا عقیدہ

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود حسن دیوبندی، مولوی ابوالکلام آزاد دیوبندی کانگریسی اور مولوی عبدالماجد دریا آبادی دیوبندی نے (سورہ الانعام آیت نمبر ۱۶۳) کے تحت حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا پہلا فرمانبردار لکھا ہے اور سورہ الزمر آیت نمبر ۱۲ کے تحت دریا آبادی اور مولوی محمود حسن دیوبندی نے آپ کو مسلمانوں میں اول اور اللہ کا پہلا حکم بردار لکھا ہے۔

قاری طیب دیوبندی کا عقیدہ

مدرسہ دیوبند کے مہتمم اور دیوبندیوں کے حکیم اسلام قاری محمد طیب صاحب نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ سے نبوت چلتی ہے اور آخر کار آپ ﷺ پر عود کر آتی ہے پس آفتاب کی تمثیل سے آفتاب نبوت کا مبداء بھی ثابت ہوتا ہے اور منتہی بھی، نبوت میں اول بھی نکلتا ہے اور آخر بھی، فاتح بھی ثابت ہوتا ہے، اور خاتم بھی، آپ ﷺ نے اپنی نبوت کی اولیت کا تو ان الفاظ میں اعلان فرمایا کہ میں نبی بن چکا تھا جبکہ آدم ابھی روح اور جسم کے درمیان ہی تھے۔ (یعنی ان کا خمیر تیار کیا جا رہا تھا اور ان کی تخلیق مکمل بھی نہیں ہوئی تھی) پھر نبوت کی اس اولیت و آخریت و خاتمیت کے ان دو متضاد پہلوؤں کو ایک ذات میں جمع کرنے کی صورت یہ فرمائی میں خلقت کے لحاظ سے سب سے پہلا ہوں اور بعثت کے لحاظ سے سب سے پچھلا۔ (آفتاب نبوت ص ۸۲ و ص ۸۳)

قاری طیب کے صاحب زادے مولوی محمد اسلم دیوبندی کا عقیدہ
حکیم اسلام دیوبند مولوی محمد طیب صاحب کے فرزند مولوی محمد اسلم صاحب دیوبندی
نے سیرت حلبیہ کا ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل دو حدیثوں کے تحت اپنے ایمان و عقیدہ کا
جس طرح اظہار کیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

حدیث نمبر ۱: علی ابن حسین سے روایت ہے کہ جو اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے
روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں آدم کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے
رب کے سامنے ایک نور کی حیثیت میں تھا۔ سبحان اللہ

حدیث نمبر ۲: کتاب التشریفات فی الخصائص والمعجزات میں حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرائیل سے پوچھا اے جبرائیل
تمہاری عمر کتنے سال ہے؟ حضرت جبرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کے سوا
کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے پردہ میں ایک ستارہ ہے جو ہر ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ طلوع
ہوتا ہے میں اس کو ۷۲ ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے
جبرائیل میرے پروردگار جل جلالہ کی قسم وہ ستارہ میں ہی ہوں اس حدیث کو بخاری نے
روایت کیا ہے (ختم کلام مؤلف تشریفات) فاضل دیوبند کی تشریح ملاحظہ ہو۔

اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کے نور اور حضرت جبرائیل کی عمر دونوں کا اندازہ
ہوتا ہے جو ستارہ ستر ہزار سال میں صرف ایک مرتبہ نکلتا ہو اور اس کو حضرت جبرائیل بہتر
ہزار مرتبہ نکلتے دیکھ چکے ہوں تو یہ اتنی بے شمار مدت بنتی ہے کہ شاید عدد اور ہندسوں میں اس کا
اظہار ممکن نہیں ہے پھر اس سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے نور کو پیدا کرنے کی مدت ہے
کیونکہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ ایک نور کی شکل میں تمام مخلوق سے پہلے
وجود پا چکے تھے اور اس حدیث میں آپ نے اس نور کی تشریح بھی فرمادی ہے کہ وہ ایک
ستارہ کی شکل میں تھا جو اتنی مدت بعد نکلتا تھا اور جبرائیل اس کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھ چکے ہیں تو
اب اللہ تعالیٰ ہی جان سکتا ہے کہ جبرائیل کے اس ستارے کو پہلی بار دیکھنے سے کتنی مدت

پہلے سے وہ ستارہ نکل رہا ہوگا بہر حال یہ عظیم مدت ایسی ہے کہ اس کا ہندسوں میں اظہار مشکل ہے جیسا کہ آج کے سائنس دانوں نے لامتناہی رفتار اور مدت کے اظہار کے لئے ہندسوں کو بے بس پا کر نوری سال کی اصطلاح وضع کی ہے جس کا مطلب ہے کہ روشنی جو دنیا میں تیز رفتار ترین چیز ہے ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ بیاسی ہزار میل کا فاصلہ طے کرتی ہے اب ظاہر ہے کہ صرف چوبیس گھنٹوں میں یہ جتنا فاصلہ طے کرے گی اس کا اظہار کسی عدد یا ہندسے کے ذریعے نہیں کیا جاسکتا۔ چہ جائیکہ کائنات کے ان بے نہایت فاصلوں کو میلوں کے ذریعے ظاہر کیا جائے جہاں تک خود روشنی صدیوں اور کروڑوں سال میں پہنچ سکتی ہے اسی لئے ان فاصلوں کے اظہار کے لئے نوری سال کو اصطلاح کے طور پر ایک پیمانہ اور عدد مقرر کیا گیا کہ روشنی اپنی اسی تیز رفتاری یعنی ایک لاکھ بیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک سال میں جتنا فاصلہ طے کرے گی وہ ایک نوری سال یعنی (LIGHT YEAR) کہلائے گا تشریح ختم (مرتب سیرت حلبیہ اردو ج ۱ ص ۱۱۴) حضرت جبرئیل علیہ السلام کی عمر والی حدیث تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۵۲۳ پر اور جواہر البحار ج ۲ ص ۲۰۸ پر اور مقام رسول ص ۲۲۳ پر بھی موجود ہے۔

دیوبندیوں کے پیر کا عقیدہ

علماء دیوبند یعنی نانوتوی صاحب، گنگوہی صاحب، انیسٹھوی صاحب اور تھانوی صاحب کے پیر و مرشد صوفی باصفاء عارف حقائق اشیاء حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے کیا خوب منظر کشی کی ہے۔

حامد و محمود ممدوح خدا احمد مرسل محمد مصطفیٰ ﷺ
 ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال محرم خلوت سرائے لایزال
 بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی
 ہے امین مخزن افلاک وہ تاجدار کشور لولاک وہ
 روشنی عرش نور لا مکان شمع بزم عالم کون و مکان

راحت و روح روان کائنات زندگی پرور جان حیات
 باعث ایجاد عالم ہے وہی موجب بنیاد آدم ہے وہی
 گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو
 ہے وہ سرمایہ وجود کائنات دونوں عالم سے ہے مقصود اس کی ذات
 ہے وہ بے شک میوہ نخل وجود اول و آخر وہی اصل وجود
 ہے یہ سب اس کیلئے اے نیک بخت واسطے پھل کے ہوتے ہیں درخت
 گر ہوا آخر میں وہ شاہ جلیل پر ہے ظاہر اس کی سبقت کی دلیل
 گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہرا پر حقیقت میں ہے سب کا پیشوا
 گرچہ آخر ہے ثمر اول شجر کب شجر ہوتا نہ ہوتا گر ثمر
 جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا پس ثمر ہی اول و آخر ہوا

(کلیات امدادیہ ص ۱۰۱)

مولوی حسین احمد دیوبندی لکھتے ہیں کہ حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ کی جتنی تصانیف و عقائد ہیں ان کے مولانا گنگوہی بالکل موافق متبع ہیں اور وہی عقائد رکھتے ہیں جن کے ذریعے سے دھبہ و ہابیت بالکل زائل ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۶۰)

حدیث اول ما خلق اللہ نوری دیوبندیوں کی نظر میں

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی درج بالا حدیث شریف کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شیخ محمد عبدالحق نے اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصلی ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۷۳ طبع ایچ ایم سعید کراچی) حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا فرمایا تھا وہ میرا نور تھا گنگوہی صاحب نے مندرجہ بالا حدیث شریف کی توثیق کر کے یہ مان لیا ہے کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ اول بھی ہیں اور نور بھی ہیں گنگوہی صاحب نے اپنی کتاب امداد السلوک ص ۲۰۱ میں

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ

کے تحت حضور ﷺ کو نور خالص تسلیم کیا ہے اور امداد السلوک کے ص ۲۰۲ پر لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور مومنین کو میرے نور سے پیدا فرمایا (تفصیل نور کے باب میں دیکھو)

☆ حکیم اسلام دیوبند قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں آفتاب نبوت بشری ﷺ ازل سے چمکا اور کائناتی ابد تک چمکتا رہے گا اس دوران میں نہ اس کے نور کا کسی وقت انقطاع ہوا اور نہ ہوگا کہیں بلا واسطہ اور کہیں بلا واسطہ روشنی اس کی کام کرتی رہی اور کرتی رہے گی۔ اول ما خلق اللہ نوری سب سے پہلے میرے نور کو اللہ نے پیدا کیا۔

(آفتاب نبوت ص ۲۳۹)

مولوی سجاد حسین دہلوی دیوبندی لکھتے ہیں روح اعظم انواع کی صورت نوعیہ کے علاوہ جن کو ارواح کہا جاتا ہے صوفیہ ایک اور روح مانتے ہیں جو ذات باری سے سب سے پہلے صدور میں آئی ہے اور وہ تمام ارواح کی مربی ہے اس کو روح اعظم کہا جاتا ہے اور یہی روح اعظم روح محمدی ہے جیسا کہ حدیث اول ما خلق اللہ نوری سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا ہے میں مذکور ہے۔ (مقدمہ مشنوی شریف دفتر دوم ص ۱۰)

☆ مولوی ذوالفقار علی دیوبندی لکھتے ہیں اور ہر معجزہ جس کو رسولان کرام لائے سوائے اس کے نہیں وہ معجزہ ان کو صرف بدولت حضور پر نور ﷺ پہنچا ہے کیونکہ آپ ہی باعث ایجاد خلق ہیں کہ اول ما خلق اللہ نوری (سب سے پہلے میرے ہی نور کو اللہ نے پیدا کیا)

وقال اللہ تعالیٰ مخاطبا لا دم لو لا محمد لما خلقتک

وور دا یضالو لاک لما خلقت الا فلاک

(عطر الوردہ شرح قیصدہ بردہ ص ۲۶ مطبوعہ دہلی)

”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا اگر وہ حضور ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور یہ بھی آیا ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان کو نہ بناتا۔“

دیوبندیوں کے دائرہ مرکز تحقیق مولوی حسین احمد ٹانڈوی صاحب لکھتے ہیں حقیقت

محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے یہ معنی
لولاک لما خلقت الافلاک اور اول ما خلق اللہ نوری

اور انا نبی الانبیاء

وغیرہ کے ہیں (الشہاب الثاقب ص ۷۷)

مولوی اسماعیل دہلوی پیشوائے وہابیت نے اول ما خلق اللہ نوری کی توثیق کی
ہے (یک روزہ ص ۱۱) محدث ابن جوزی نیاول ما خلق اللہ نوری کو المیلاد النبی ص ۲۲
پر بطور دلیل نقل کیا ہے ☆ قصص الانبیاء میں حدیث اول ما خلق اللہ نوری سے استد
لال کیا گیا ہے

☆ مفتی عنایت احمد کوروی نے تاریخ حبیب الہ میں حدیث اول ما خلق اللہ نوری کو
مستند مانکر اس سے حضور ﷺ کی اولیت و ثورائیت کا استدلال فرمایا ہے۔ قصص الانبیاء و
تاریخ حبیب الہ کو تھانوی صاحب نے مستند کتابیں تسلیم کیا ہے۔ (بہشتی زیور)

ہمارے استاذ کریم شیخ الحدیث نے اس حدیث کے ثبوت میں اپنی کتاب مقام رسول
ﷺ کے ص ۱۱۸ پر حوالوں کا انبار لگا دیا ہے جو چاہے وہاں دیکھ لے۔ حضرت شیخ سعدی
شیرازی متوفی ۶۹۱ھ یا حافظ محمد شمس الدین شیرازی متوفی ۷۹۱ھ یا امام عبدالرحمن جامی
متوفی ۸۹۸ھ یا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ نے کیا خوب ارشاد
فرمایا ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمكن البقاء كما كان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

”اے صاحب جمال اور انسانوں کے سردار آپ کے نورانی چہرے سے تو چاند کو
روشنی بخشی گئی ہے جیسا کہ آپ کی تعریف کا حق ہے ایسی تعریف ممکن نہیں خدائے
ذوالجلال کے بعد آپ ہی سب سے بڑے ہیں یہی مختصر بات ہے۔“ (اسوہ رسول
اکرم ﷺ ص ۹۳) مصدقہ مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی۔ مولفہ ڈاکٹر عبدالحی دیوبند

بندی، عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ شریف ص ۲۳ مولفہ مولوی اعجاز علی دیوبندی
 میلاد النبی، الشمامۃ العنبر یہ ص ۶۰ مولفہ نواب آف غیر مقلد صدیق حسن خان
 بھوپالی تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۲۷ مجموعہ کمالات عزیزی ص ۳۳، محمد نور ص ۱۷
 مع حاشیہ، مقام رسول ص ۸۳ سیرت رسول عربی ص ۶۳۲۔ مندرجہ بالا رباعی کو
 دیوبندیوں اور غیر مقلدوں نے بلا تامل قبول کر کے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ
 آپ کو یا سے پکارنا اور نور علی نور کہنا اور اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا اول ماننا
 عین ایمان ہے۔

تیسرا باب

حضور ﷺ کی اولیت کے بارے میں غیر مقلدوں کے حوالے

اس باب میں غیر مقلدین کے حوالے درج ہیں اور ان حوالوں میں یہ استدلال پیش خدمت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم ﷺ ہی اول الخلق ہیں یعنی بلاشبہ بشریت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تھی لیکن کائنات کی ابتدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور پاک سے ہوئی ہے اور آپ ہی اول الخلق ہیں۔

ثناء اللہ غیر مقلد لکھتے ہیں

غیر مقلدین کے امام مولوی ثناء اللہ امرتسری نے سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۷۹ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اعلان کر دیں کہ میں تو سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار ہوں۔ (ترجمہ قرآن امرتسری ص ۱۷۹)

نمبر ۲: سورۃ الانعام آیت نمبر ۲ اَقُلُّ اِنِّیْ اُوَدُّتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ کا ترجمہ ”کیا ہے تم کہو مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار بنوں۔“ (ترجمہ قرآن ص ۱۵۵)

نمبر ۳: سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۷ کا ترجمہ کیا ہے اور اے نبی (کیا تجھے معلوم نہیں) ہم نے جب نبیوں سے اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ بن مریم سے پختہ وعدہ لیا تھا (ترجمہ قرآن ص ۵۰۱) اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے وعدہ لیا تھا تو سب سے پہلے یہ وعدہ آپ سے لیا اور نوح، ابراہیم گویا جو پیغمبر دنیا میں پہلے آئے ان سے وعدہ بعد میں لیا گیا اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ خلق میں ان سے اول تھے لہذا وعدہ بھی پہلے آپ کی ذات ستودہ صفات سے لیا گیا ہے جس کی تفسیر گزشتہ اوراق میں دلیل نمبر ۲ کے تحت فرمان رسول کریم ﷺ

سے پیش کر دی گئی ہے وہاں دیکھو لو۔

نمبر ۴: سورۃ الزمر آیت نمبر ۱۲ کا ترجمہ کیا ہے اور مجھے یہ بھی حکم ہے کہ میں جملہ فرمانبرداروں میں اول فرمانبردار بنوں۔

(ترجمہ قرآن ص ۵۵۰ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

نمبر ۵: سورۃ الزخرف آیت نمبر ۸۱ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے تو کہہ اگر خدائے رحمن کی اولاد ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بندگی کروں (ترجمہ قرآن ص ۵۹۳) آیات کریمہ کے مندرجہ بالا ترجموں سے یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ ہی سب سے اول ہیں اور آپ کی اولیت کا انکار گویا قرآن کریم کا انکار ہے۔

گوڑگانوی غیر مقلد کا عقیدہ

غیر مقلدوں کے مفسر مولوی راز نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں خدا کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا تھا۔ اس وقت جب کہ آدم پورے طور پر پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ (تفسیر گوڑگانوی بر ترجمہ قرآن ص ۵۰۸)

نمبر ۲: حضور ﷺ نے فرمایا پھر جب میں باوجود اول العابدین ہونے کے کسی ہستی کو اس کی اولاد نہیں مانتا تو تم کون سے اللہ کا حق ماننے والے ہو (تفسیر گوڑگانوی ص ۵۹۳) ظاہر ہے کہ اول العابدین وہی ہو سکتا ہے جو سارے عابدوں سے پہلے ہو لہذا رسول ﷺ سب سے پہلے ہوئے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

غیر مقلدوں وہابیوں اور دیوبندیوں کے مشترکہ امام مولوی اسماعیل دہلوی مقتول ۱۲۳۶ھ نے حضور ﷺ کو اول بھی اور نور بھی تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں
و مرتبہ خاتم الانبیاء موازی مخلوق اول است نہ صادر اول چنانکہ روایت اول ما خلق
اللہ نوری بران دلالت سے دارود (یک روزہ ص ۱۱ طبع فاروقی ملتان)

”حضور خاتم الانبیاء ﷺ کا مرتبہ اول مخلوق کی حیثیت سے ہے اول تشریف

لانے سے نہیں جس طرح روایت اول ما خلق اللہ نوری یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا تھا اس پر دلالت کرتی ہے۔

غیر مقلدوں، دیوبندیوں کے امام نے اول ما خلق اللہ نوری حدیث شریف کو صحیح تسلیم کر کے ہمارے رسول اللہ ﷺ کو اول الخلق اور نور مان کر اہل سنت کے سچے پکے اور کھرے عقیدے کی تائید کر دی ہے۔ سبحان اللہ

ان اللہ سیؤ ید هذا الدین بالرجل

نمبر ۲: مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کی مثنوی بھی اہل سنت کے پاکیزہ عقائد کی جھلک سے لبریز ہے۔ ملاحظہ ہو دہلوی صاحب کی مثنوی جس میں انہوں نے ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کو شفیع الوری، ہادی، مخزن سرغیب، خطا و بھول سے مبرا، ترجمان قدامت اور نور تسلیم کیا ہے رسول ﷺ کی یہ صفات جان و ہابیت پر قیامت سے کچھ کم نہیں ہیں۔

اس سے ہے مقصود اصلی خطاب	وہی ہے گا مضمون ام الکتاب
حبیب خدا سید المرسلین	شفیع الوری ہادی راہ دین
دل انکا جو مخزن سرغیب	مبرا خطا سے ہے بیشک وریب
زبان ان کی ہے ترجمان قدم	ہوا باغ دین جس سے رشک ارم
بہ ظاہر جو ہے مقطع انبیاء	حقیقت میں مطلع اصفیاء
ہے اول ہی پیدا ہوا انکا نور	بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
جو اس میں تامل ذرا کیجئے	ابھی نقطہ باریک پا لیجئے
کہ سب سے اکمل وہ انساں ہوا	تو بیشک وہ تصویر رحماں ہوا
ہے دستور یہ ناظموں کا تمام	کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام
سو تھا انبیاء کا قصیدہ عجیب	ہوا ختم اس کا بہ نہج غریب
تخلص کا موقع تھا یا دو جہاں	سو تصویر ناظم ہوتی واں عیاں

الہی ہزاروں درود اور سلام تو بھیج ان پر اور انکی امت پر عام
(ارمغان نعت ص ۱۱۲ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)
امام وہابیہ کی مندرجہ بالا مثنوی نے وہابی مسلک کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں تھوڑی سی
تفصیل پھر ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی واصل مخاطب آپ ﷺ ہیں آپ اللہ کے حبیب
رسولوں کے سردار اور اسب کے شفیع ہیں اور دین کے رستے کے ہانڈی۔ آپ کا دل مبارک
غیب کے راز کا خزانہ ہے۔ آپ ہر خطا و غلطی سے بلاشبہ پاک ہیں، آپ کی زبان قدیم باتوں
کی ترجمان ہے۔ آپ نے دین کے باغ کو رشک ارم بنا دیا۔ بہ ظاہر آپ نبیوں کے بعد
آئے حقیقت میں آپ سب کا مطلع طلوع ہونے کی جگہ ہیں، آپ کا نور سب سے پہلے پیدا
ہوا۔ بظاہر آپ کا ظہور آخر میں ہوا۔ آپ ہی اعلیٰ انسان ہیں بیشک آپ تصویر رحمان ہیں۔
تمام نبیوں میں آپ کا نور جلوہ گر رہا اور آپ سب کا انتظام کرتے رہے۔ آخر میں خود جلوہ گر
ہوئے آپ پر ہزاروں درود اور سلام ہوں اور آپ کی ساری امت پر اللہ کی طرف سے۔

جو لوگ سرکار کی نورانیت و بشریت کے تضاد کا ڈھونگ رچاتے ہیں دراصل وہ اللہ
تعالیٰ کی قدرت کے منکر ہیں، جبرائیل علیہ السلام کی نورانیت کو اللہ تعالیٰ نے پردہ بشریت
سے چھپا کر اور انہیں پورا پورا بشر بنا کر بی بی مریم کے پاس بھیج دیا تھا۔ چنانچہ ارشاد ربانی
ہے۔ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ (مریم) ترجمہ: پھر ہم نے مریم
کی طرف اپنے فرشتے جبریل کو بھیجا تو اس نے مریم کے سامنے مکمل بشر کی صورت بنالی۔

مسلمانو! جب غلام کی طاقت کی یہ حالت ہے تو سید المرسلین و الملائکہ ﷺ کا مرتبہ و
مقام کیا ہوگا؟

حضرت سعدی نے فرمایا ہے۔

عرش است کی پایہ زایوان محمد ﷺ جبریل امین خادم و دربان محمد ﷺ
ندانم کدائے سخن گویمت تو والد تری زان چہ من گویمت
”عرش و یوان حضور ﷺ کی پہلی سیڑھی ہے۔ جبریل امین آپ کا دربان و خادم

ہے، میں نہیں جانتا کہ آپ کے بارے کون سی بات کہوں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں
آپ اس سے بلند و بالا ہیں۔“

علامہ وحید الزمان غیر مقلد کا عقیدہ

مولوی وحید الزمان نے اپنی غیر مقلدیت کو پھیلانے کے لئے بڑے بڑے پرزے
نکالے ہیں اور غیر مقلدوں کی رہنمائی و تقلید عقائد و مسائل کے لئے انہوں نے ”ہدیۃ
المہدی“ نامی کتاب لکھی ہے وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

بداء اللہ سبحانہ الخلق بالنور المحمدی ثم بالماء ثم
خلق العرش علی الماء ثم خلق الريح ثم خلق النون
والقلم و اللوح ثم خلق العقل فاالنور المحمدی مادة
اولیة لخلق السموت و الارض و ما فیہا

(الہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۵۶ مطبوعہ ۱۳۲۵ھ)

”اللہ پاک نے مخلوق کی ابتداء نور محمدی سے فرمائی، پھر پانی کو بنایا، پھر پانی پر عرش
کو بنایا، پھر ہوا کو پیدا کیا، پھر دوات اور قلم اور لوح کو بنایا، پھر عقل کو پیدا کیا پس
حضرت محمد ﷺ کا نور ہی وہ پہلی چیز ہے جس سے آسمان و زمین اور ان کی ہر چیز
پیدا ہوئی۔“

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

مسلمانو! غور فرماؤ کہ بے چاری غیر مقلدیت، وہابیت کے پلے میں وحید الزمان نے کیا رکھا
ہے۔ جو سرکار کو محض بشر بشر الاپنے سے نہیں تھکتی اور نور کا انکار کرتی ہے۔

نواب صدیق حسن غیر مقلد کا عقیدہ

آتش غیر مقلدیت کو ہوا دینے والے ان کے امام نواب صدیق حسن کا عقیدہ ملاحظہ
ہو۔ وہ بقلم خود لکھتے ہیں۔

خصائص آپ ﷺ کے آٹھ نوع میں منحصر ہیں ایک وہ جو مختص بذات شریف تھے

دنیا میں مثلاً آپ مخصوص تھے ساتھ اس بات کے کہ۔ (نمبر ۱) اول النبیین تھے۔ خلق میں (یعنی آپ نبیوں سے پہلے پیدا ہوئے تھے)

(نمبر ۲) اور آپ کی نبوت مقدم (پہلے) تھی اور آدم علیہ السلام اپنی طینت (خاک) میں منجمل (خمیر) تھے۔ نواب صاحب نے جو رباعی لکھی ہے وہ ملاحظہ ہو۔

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ از رہ دور آمدہ
”تمام شاہان غیور (انبیاء کرام) سے آپ پہلے بنے ہو۔ مان لیا کہ ظہور کے لحاظ
سے آخر میں آئے ہو۔ اے ختم رسل آپ کا قرب مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ دیر سے
آئے ہو اس لئے کہ دور دراز راستے سے آئے ہو۔ ندا اور حاضر ناظر کا مسئلہ بھی حل
ہو گیا۔“

نمبر ۳: اور سب سے پہلے آپ سے میثاق (وعدہ) لیا گیا (۴) اور سب سے پہلے
آپ ہی نے ”الست برکلم“ کے جواب میں ”بلی“ کہا (۵) آدم علیہ السلام و جمیع مخلوقات
آپ ہی کے لئے پیدا ہوئے۔ (۶) آپ کا نام عرش پر لکھا گیا (۷) ہر آسمان و جنت میں
بلکہ تمام ملکوت میں (آپ کا ذکر ہے) اور ملائکہ ہر وقت آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ (۸) اذان
میں ذکر اسم شریف کا ہوتا ہے۔ (۹) کتب سابقہ میں آپ کی بشارت دی ہے اور نعت بیان
کی ہے۔ (الشمامۃ العنبر یہ ص ۴۰ طبع ۱۳۰۵ھ)

نواب صاحب کا حدیث سے استدلال

مندرجہ بالا عبارات سے قبل غیر مقلدوں کے نواب نے حدیث عرباض بن ساریہ کی
صحت پر زور دے کر اس کو لکھا ہے۔ جس سے ہمارے پیارے رسول ﷺ کی اولیت و
نورانیت اور حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کے ایک مرحلہ تخلیق کی نشاندہی اور حبیب خدا
ﷺ کی اللہ داد غیب دانی بلکہ ہمہ دانی ہو پیدا ہوتی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں حدیث عرباض
بن ساریہ میں فرمایا میں اللہ کا بندہ (بندگی کرنے والا) اور خاتم النبیین تھا۔ اس وقت کہ آدم

اپنی خاک میں منجمل تھے۔ میں خبر دوں تم کو اس (چھپے ہوئے) حال کی، میں دعوت ہوں اپنے باپ ابراہیم کی اور بشارت ہوں عیسیٰ کی اور خواب ہوں اپنی ماں کا اور انبیاء کی مائیں اس طرح دیکھتی ہیں حضرت کی ماں نے وقت وضع کے ایک نور دیکھا جس سے تصور شام نظر آئے۔

اخرجه احمد و البزار و الطبرانی و الحاکم و البیہقی
(روایت کیا ہے اس حدیث کو احمد بزار، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے) حافظ ابن حجر کی کہتے ہیں۔

صحیحہ ابن حبان و الحاکم و لہ طرق کثیرة
اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے اور اس کی بہت سی سندیں ہیں (الشمامۃ العنبر یہ ص ۱۰) حدیث عرباض بن ساریہ سے ظاہر ہونے والے عقیدے (۱)، جب آدم گل گارے میں تھے، ہمارے رسول کریم ﷺ اس وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروت تھے اور آپ کو علم تھا کہ میں ہی خاتم النبیین ہوں (۲) آپ کو حضرت ابراہیم کی دعا کا علم تھا (۳) آپ کو حضرت عیسیٰ کی بشارت کا بھی علم تھا۔ (۴) آپ کو اپنی اماں پاک کے خواب کا بھی علم تھا۔ (۵) آپ کو یہ بھی علم تھا کہ انبیاء کرام کی مائیں ایسا خواب دیکھتی ہیں (۶) اللہ والے دور، دراز سے دیکھ سکتے ہیں۔

اس حدیث شریف کو غیر مقلدوں کے دیگر دو اماموں یعنی حافظ ابن کثیر دمشقی اپنی تاریخ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱ پر اور محدث ابن جوزی نے اپنی مشہور کتاب الوافی ج ۱ ص ۳۶ پر بغیر جرح کے نقل کیا ہے جو اس حدیث کی صحت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

قاضی سلمان غیر مقلد کا عقیدہ

قاضی سلمان، منصور پوری دنیا، غیر مقلدیت کی معروف شخصیت ہیں وہ بارگاہ رسالت میں اپنی عقیدت کا ہدیہ اس طرح پیش کرتے ہیں۔

او دلیل صد ہزاراں واصلان قرب رب اوکلید صد علوم اولین و آخرین

مسند آرائے نبوت بود اور قدس گاہ منجمل چو بود آدم در میان ما و طین
احتشام او ہو یدا از کلام ذوالجلال نور او پیدا ہم پنہاں آیات مبین
(الجمال والکمال ص ۳۵ طبع مکتبہ اثریہ غیر مقلدیہ)

”اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے لاکھوں آدمیوں کی دلیل آپ ہیں پہلے اور پچھلے
سیکڑوں علوم کی کنجی آپ ہیں، بارگاہ رب العزت میں آپ اس وقت مسند آراء
نبوت تھے جب آدم علیہ السلام کا خمیر مٹی اور پانی کے درمیان تھا آپ کی حشمت
کلام ذوالجلال سے ظاہر ہے آپ کا نور روشن آیات میں ظاہر ہے۔“

مولوی داؤد، غیر مقلد کا عقیدہ

اگلے انبیاء کا نور ستاروں کی طرح تھا اور اس نور اعظم کو آفتاب درخشاں کہنا چاہئے (یعنی
ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ صرف نور نہیں بلکہ نور اعظم اور آفتاب درخشاں ہیں)
(تفسیر گوڑگانوی ص ۷۰۳)

دوسرے مقام پر لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک نور بنا کر آپ کو چمکایا دیا ہے۔
(تفسیر گوڑگانوی ص ۷۱۳)

ابن تیمیہ کا عقیدہ

غیر مقلدوں کے امام ابن تیمیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ النور هو محمد ﷺ

”نور سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔“ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۹۳)

غیر مقلدوں کے امام حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں فنور محمد ﷺ کان اظہر و
اکبر و اعظم منهم کلہم یعنی حضور ﷺ کا نور تمام نبیوں کے نور سے اظہر اکبر اور
اعظم ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

غیر مقلدوں کے امام علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا
کرنے کا ارادہ فرمایا زمین کو فرش بنانا اور آسمان کو بلند کرنا چاہا تو اپنے نور سے جلوہ ظاہر فرمایا

اور اسے حکم دیا کہ تم محمد بن جاوودہ جلوہ نور محمد بن کر اتنا بلند ہوا کہ حجاب عظمت تک پہنچ گیا پھر اس جلوہ نور نے سجدہ کیا اور الحمد للہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لذک خلقک و سمیتک محمد افمنک ابداء

الخلق و اک اختتم الرسل

”میں نے آپ کو اس لئے پیدا کیا اور آپ کا نام محمد رکھا پس آپ ہی سے مخلوق کی

ابتداء کرتا ہوں اور آپ ہی پر رسالت کو ختم کروں گا۔“ (المیلاد النبوی ص ۱۶)

حافظ ابن کثیر درج ذیل حدیث قدسی کو اپنی تفسیر میں لائے ہیں۔ کہ شب معراج اللہ

تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا: جعلتک اول النبیین خلقا و آخر ہم بعثنا ہم

نے آپ کو پیدائش میں سارے نبیوں سے پہلے بنایا اور بعثت میں ان کے آخر میں بھیجا۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰)

حافظ صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

كنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث فبداء

بی قبلهم

”سارے نبیوں سے پہلے میں پیدا ہوا ہوں اور دنیا میں ان کے بعد آیا ہوں پس ان

نے پہلے مجھ سے ابتداء کی گئی ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۵)

میاں صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں:

وحد و ظابطہ در وصف وی ﷺ است کہ ہر چہ جز

مرتبہ الوہیت است از فضل و کمال ہمہ اور اثابت

است وہیجکس

کامل ازوی و مساوی باوے نیست

یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجہک المتیر لقد نور القمر

لا يمكن الشاء كما كان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

”آپ کی تعریف بیان کرنے کا ضابطہ وحدیہ ہے کہ آپ معبود نہیں اس کے علاوہ باقی تمام فضائل و کمالات آپ کو حاصل ہیں اور کوئی شخص ان کمالات و فضائل میں نہ آپ سے بڑھ کر ہے اور نہ ہی آپ کے برابر۔ اے صاحب جمال اور بشروں کے سردار آپ کے چہرے سے چاند کو روشنی ملی کما حقہ آپ کی تعریف ممکن نہیں۔

آپ اللہ کے بعد آپ سب سے بڑے ہیں۔ (الشہامة العنبر یہ ص ۶۰)

الحمد لله۔ غیر مقلدوں نے بھی اہل سنت کے عقائد کی تاکید کر دی ہے جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جماعت اہل سنت ہی سچی و کھری ہے ان کے عقائد صحیح و درست اور قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں۔ ان کے عقائد پر اعتراض کرنا دراصل قرآن و حدیث پر اعتراض کرنا ہے۔

باب چہارم

کائنات کیسے بنی

اللہ تعالیٰ جل جلالہ تمام پیغمبروں حتیٰ کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام بلکہ ساری کائنات اور کل مخلوقات سے پہلے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے نور پاک کو پیدا فرمایا اور آپ ہی کے نور سے تمام اشیاء کو ظاہر کیا چنانچہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ اس حقیقت پر خوب روشنی ڈالتی ہے صحابی رسول کریم ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حدیث جابر مع متن و ترجمہ

عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنكدر عن جابر قال
سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اول شيء
خلقه الله تعالى؟ فقال هو نور نبيك يا جابر خلقه الله،
ثم خلق فيه كل خير و خلق بعده كل شيء و حين خلقه
اقامه من مقام القرب اثني عشر الف سنة ثم جعله اربعة
اقسام فخلق العرش و الكرسي من قسم و حملة العرش
و خزنة الكرسي عن قسم و اقام القسم الرابع في مقام
الحب اثني عشر الف سنة، ثم جعله اربعة اقسام فخلق
القلم من قسم و اللوح من قسم و الجنة من قسم ثم اقام
القسم الرابع في مقام الخوف اثني عشر الف سنة، جعله
اربعة اجزاء، فخلق الملائكة من جزء و الشمس من جزء
و القمر و الكواكب من جزء و اقام الجزء الرابع في مقام
الرجاء اثني عشر الف سنة، ثم جعله اربعة اجزاء فخلق

العقل من جزء و العلم و الحکمة و العصمة و التوفیق من جزء و اقام الجزء الرابع فی مقام الحیاء اثنی عشر الف سنة ثم نظر الله عزوجل الیه فترشح النور عرقاً فقطر منه مائة الف و اربعة و عشرون الف و اربعة آلاف (قطرة من نور فخلق الله من کل قطرة روح نبی اور روح رسول ثم تنفست ارواح الانبیاء فخلق الله من انفسهم الاولیاء و الشهداء و السعداء و المطیعین الی یوم القيمة فالعرش و الكرسي من نوری و الكر و بیون من نوری و الر و حانیون و الملائكة من نوزی و الجنة وما فیها من النعم من نوری و ملائكة السموات السبع من نوری و الشمس و القمر و الكواكب من نوری و العقل و التوفیق من نوری و ارواح الرسل و الانبیاء من نوری و الشهداء و السعداء و الصالحون من نتاج نوری ثم خلق الله اثنی عشر الف حجاب فاقام الله نوری و هو الجزء الرابع فی کل حجاب الف سنة و هی مقامات العبودیة و السکنیة و الصبر و الصدق و الیقین ، فغمس الله ذلك النور فی کل حجاب الف سنة فلما اخرج الله النور من الحجب ركب الله فی الارض فكان یضئ منها ما بین المشرق و المغرب کالسراج فی الیل المظلم ، ثم خلق الله آدم من الارض فركب فیہ النور فی جینه ثم انتقل منه الی شیث و کان ینتقل من طاهر الی طیب و طیب الی طاهر ، الی ان اوصله الله صلب عبد الله بن عبد المطلب و منه الی

رحم امی امنة بنت وهب ثم اخرجني الى الدنيا فجعلني

سيد المرسلين و خاتم النبيين و رحمة للعالمين و قائد

الغرام المحجلين و هكذا كان بدء خلق نبيك يا جابر

” امام عبد الرزاق امام معمر سے وہ محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری متوفی ۷۸ھ سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس شئی کو بنایا ہے آپ نے فرمایا وہ تیرے نبی کا نور ہے اے جابر جسے اللہ نے پیدا فرمایا۔ پھر اس میں ہر بھلائی پیدا کر دی اور ہر چیز اس کے بعد بنائی اور جب اس نور کو پیدا کیا تو اسے بارہ ہزار سال مقام قرب میں رکھا پھر اس کے چار حصے کئے تو عرش اور کرسی کو ایک قسم سے اور حاملین عرش و خزینہ الکرسی کو ایک قسم سے بنایا اور چوتھی قسم کو بارہ ہزار سال تک مقام حب میں رکھا پھر اسے چار حصوں میں تقسیم کیا ایک قسم سے قلم دوسری سے لوح اور تیسری سے جنت کو بنایا پھر چوتھے حصے کو بارہ ہزار سال تک مقام خوف میں رکھا اسے چار حصوں میں تقسیم فرمایا ایک جزء سے ملائکہ دوسری جزء سے سورج اور تیسری جزء سے چاند تارے بنائے اور چوتھی جزء کو بارہ ہزار سال تک مقام رجا میں رکھ دیا پھر اسے چار جڑوں میں تقسیم کیا تو پہلی جڑ سے عقل دوسری جزء سے علم و حکمت اور عصمت اور توفیق کو بنایا اور چوتھی جزء کو بارہ ہزار سال مقام حیا میں رکھ دیا پھر اللہ عزوجل نے اسے اپنے دیدار سے نوازا تو اس نور سے پسینہ جاری ہو گیا اور اس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے ظاہر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے نبی و رسول کی روح کو پیدا کیا پھر ارواح انبیاء سانس لینے لگے تو ان انفاس سے اللہ نے ولیوں شہیدوں سعیدوں اور فرمانبرداروں قیامت تک آنے والوں کو پیدا کیا، پس عرش کرسی میرے نور سے کروبی روحانی فرشتے بہشت اور اس کی نعمتیں ساتوں آسمانوں کے فرشتے سورج چاند تارے میرے نور سے عقل اور توفیق میرے نور

سے رسولوں و نبیوں کی روحیں میرے نور سے شہید، سعید، صالحین میرے نور سے پیدا ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار حجاب پیدا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو جو جزو رابع ہے ہر پردے میں ہزار برس رکھا اور وہ مقام عبودیت، سکینت اور صبر و صدق اور یقین ہے۔ اس نور کو اللہ تعالیٰ ہر پردے میں ہزار برس تک ڈبوئے رکھا جب اللہ تعالیٰ نے اس نور کو پردوں سے نکالا اللہ عزوجل نے اسے زمین کی طرف روانہ فرمایا۔ اس نور سے زمین کی مشرق و مغرب کے مابین روشنی پھیل گئی۔ جس طرح اندھیری رات میں سراج ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے زمین سے آدم بنایا تو اس نور کو آدم کی جبین میں رکھ دیا پھر اسے شیث کی طرف منتقل کیا اور وہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف اور پاک رحموں سے پاک پشتوں کی طرف منتقل ہوتا رہا اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کی صلب میں پہنچایا اور ان سے میری ماں حضرت آمنہ بنت وہب کے شکم اطہر میں آیا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں ظاہر کیا تو مجھے سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین اور قائد غر مجملین یعنی جن کے ہاتھ، پاؤں اور پیشانیاں قیامت کے دن چمکیں گی ان کا سردار بنا کر بھیجا۔ اے جابر تیرے نبی کی خلقت کی ابتداء اس طرح ہے۔

مصنف امام عبدالرزاق ج ۱ کی جز مفقود پہلی بار بیروت میں ۱۳۲۵ھ مطابق ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی اور دوسری بار پاکستان میں چھپی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ کہ اس نے ہمیں اصل حدیث تک رسائی دی ہے اور ہم حدیث کا متن مع سند، اہل اسلام کی خدمت میں پیش کر کے حضور پر نور سید العالمین ﷺ کی اولیت و نورانیت کی وہ دلیل پیش کر رہے ہیں جسے اکثر محدثین و مفسرین و ائمہ دین نے اپنی کتابوں میں سرکار ابد قرار دیا ہے۔ کی اولیت و نورانیت کیلئے بطور دلیل پیش کیا تھا۔ اس حدیث کے بارے میں منکرین کے اکابر کا استدلال آگے آ رہا ہے۔

حدیث کے مستند ہونے کا ثبوت

اس حدیث کا عربی متن شیخ زادہ شرح قصیدہ بردہ ص ۹۸ تا ص ۱۰۰، اور خرپوتی علی البردہ ص ۱۰۰ مطبوعہ نور محمد کراچی میں موجود ہے۔ نیز الدر البھیة ص ۴ مصنفہ شیخ المسلمین امام احمد نوری کے حوالے سے الذکر الحسین ۱۸ ص تا ص ۲۲ پر بھی حدیث ہذا کا متن مرقوم ہے۔ شیخ الاسلام و المسلمین اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری نے حدیث جابر کو فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۰۸ اور صلاة الصفا میں نقل فرمایا ہے امام اہل سنت غزالی زمان حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۳۰۶ھ نے اس حدیث کو اپنے رسالے میلاد النبی ﷺ میں نقل فرمایا ہے۔ مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۴ پر یہ حدیث موجود ہے آپ نے اس حدیث کے بعد ارقام فرمایا ہے کہ مصنف عبدالرزاق سے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی شارح بخاری متوفی ۹۲۳ھ و امام زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ اور امام احمد ابن حجر مکی اور علامہ فاسی اور علامہ دیار بکری نے اپنی تصانیف جلیلہ افضل القری، مواہب اللدنیہ مطالع المسرات، خمیس اور زرقانی علی المواہب میں نقل فرما کر اس پر اعتماد کیا اور اس سے مسائل کا استنباط کیا (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۴) شیخ الحدیث حضرت علامہ منظور احمد صاحب فیضی رحمۃ اللہ نے اس حدیث کے تقریباً ۳۰ حوالے نقل فرمائے ہیں۔ نیز یہ حدیث سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۳۰ اور حجة اللہ علی العالمین ص ۲۸ و ۲۹ پر بھی موجود ہے۔

صاحب مصنف کا تعارف

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (صاحب مصنف) متوفی ۲۱۱ھ جلیل القدر محدثین کے استاد، امام و شیخ ہیں۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ جیسے اکابر دین کے استاد اور امام بخاری کے استاد الاساتذہ ہیں۔ تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۱۱۳ اور میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۱۴ اور نہایۃ الاعتباط ۲۱۳ پر ان کے متعلق لکھا ہے کہ امام احمد بن صالح مصری کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص امام عبدالرزاق

سے بہتر دیکھا ہے انہوں نے فرمایا میں نے کوئی ایسا محدث نہیں دیکھا جو فن حدیث میں امام عبد الرزاق سے بڑھ کر ہو یعنی امام عبد الرزاق فن حدیث کے شہنشاہ ہیں۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں امام عبد الرزاق اثبت فی الحدیث، حافظ الحدیث صاحب تصانیف اور تمام اماموں کے نزدیک ثقہ ہیں۔ (ہدی الساری ص ۵۸۸) شاہ عبدالغزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں امام عبد الرزاق فن حدیث میں بے عیب ہیں صحاح میں ان کی روایت موجود ہے۔ بستان الحدیث ص ۱۲۷

اسی طرح فن رجال کی کتابیں حضرت امام عبد الرزاق کی صفت و ثناء سے لبریز ہیں۔ آپ فن حدیث کے اول ترین اماموں میں شامل ہیں اور اہل نقد نے فن حدیث میں آپ کو ہر عیب سے مبرا مانا ہے۔ مزید وضاحت ماہنامہ، السعید، ماہ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ میں دیکھیں۔

(تنبیہ) حضرت ﷺ کی نورانیت کے منکر کبھی امام عبد الرزاق پر شیعہ ہونے کی تہمت لگاتے ہیں کبھی انامن نور اللہ پر اعتراض کرتے ہیں اور من کو بقول خود تبھیضہ بنا کر اللہ تعالیٰ کے نور کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نور تجزی و تقسیم سے پاک ہے اور من تفسیر یہ ہے اور اضافت تشریفی و تعظیسی ہے جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ، ارض اللہ روح اللہ وغیرہ۔ جب اس طرح ان کی دال نہ گلی تو انہوں نے مصنف عبد الرزاق سے حدیث جابر کو غائب کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا یعنی وَرَافَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ حدیث جابر مع سند منظر عام پر آگئی۔ آپ کی اولیت و نورانیت کے منکروں منہ کالا کر گئی۔ عرش کرسی لوح قلم جنت حوریں غلمان رضوان ملائکہ بلکہ سورج چاند ستاروں کو نور کہنے والے۔ حضور پر نور ﷺ کے نور ہونے سے نامعلوم کیوں خفا ہیں؟ ان لوگوں کی الٹی منطق اہل علم کی سمجھ سے بہت دور ہے امام عبد الرزاق کے مختصر تعارف اور حدیث جابر کے بارے میں ضروری تنبیہ کے بعد اس حدیث کا مقام ملاحظہ ہو۔ تخلیق کائنات کے راز کو اشکار کرنے والی یہ حدیث اپنی صداقت اور مقبولیت کا لوہان ان لوگوں سے بھی منوا چکی ہے جو ہمارے پیارے رسول ﷺ کی شان و مقام بیان کرنے والی حدیثوں سے چڑتے ہیں۔

اور ان حدیثوں کو بلا وجہ تنقید کا نشانہ بنا کر آقا نامدار ﷺ کے مقام اور مرتبہ کو گھٹانے اور حدیثوں سے بغاوت کرنے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ فی اللعجب۔ علی حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
 جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
 ذکر ہے اونچا تیرا بول ہے بلا تیرا
 وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ كَا هِيَ سَايَةُ تَجْهِدٍ

پانچواں باب

حدیث جابر دیوبندیوں کی نظر میں

غیر مقلدوں کے ظہیر (مددگار) نے حافظ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ کو شیخ الطائفہ کا لقب دیا ہے اور اس کو امام دیوبند کہا ہے تھانوی صاحب نے حدیث جابر کو بطور دلیل اپنے کتاب نشر الطیب ص ۶ پر پہلی فصل میں پہلی حدیث کے طور پر لکھا ہے حدیث شریف کے لکھنے کے بعد وہ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کو عقیدہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا (یعنی ہمارے پیارے حبیب ﷺ نور بھی ہیں اور اول الخلق بھی ہیں) کیوں کہ جن جن اشیاء (مثلاً عقل یا قلم یا پانی یا عرش) کی نسبت روایت میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر (بعد میں) ہونا اس حدیث سے دلیل ہے۔ مخلوق میں کسی چیز کو بھی ہمارے پیارے رسول ﷺ سے اول ماننا اس دلیل کے خلاف ہے۔ لہذا حق یہی ہے کہ تمام چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے نور کو بنایا ہے۔

نمبر ۲: مولوی ذوالفقار علی دیوبندی متوفی ۱۳۲۲ھ لکھتے ہیں۔ جابر نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اول مخلوق کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اول تیرے نبی کا نور پیدا کیا ہے پھر اس نور کو پھیلا یا اور اس سے لوح و قلم و عرش و کرسی ملک ملکوت و عالم و آدم کو پیدا کیا۔ (عطر الوردہ ص ۲۲)

نمبر ۳: حافظ عنایت علی باجڑوی دیوبندی، خلیفہ مجاز تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے بتلائیے کہ سب چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اے جابر، اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد باجڑوی صاحب ایسے اشعار لکھتے

ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ پوری کائنات میں ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کا نور مبارک جلوہ فگن ہے ملاحظہ ہوں وہ اشعار۔

سب دیکھو نور محمد کا سب بیچ ظہور محمد کا
کہیں عاشق وہ یعقوب ہوا کہیں یوسف وہ محبوب ہوا
کہیں موسیٰ وہ کلیم ہوا کہیں عیسیٰ روح علیم ہوا
کہیں ابراہیم خلیل ہوا آگ نمرود میں دخیل ہوا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے
کہیں غوث ابدال کہلوا یا ہے کہیں قطب نام دھرایا ہے

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ و بارک وسلم) (باغ جنت ص ۲۸۴ و ۲۸۵)

نمبر ۴: قاری محمد طیب کے لڑکے مولوی محمد اسلم قاسمی دیوبندی نے علامہ نور الدین حلی کی مشہور زمانہ کتاب انسان العیون، کا ترجمہ کیا، حدیث جابر اس کتاب میں مرقوم ہے دیوبندی مترجم نے حسب دستور حدیث جابر کو قبول کر کے اس کا ترجمہ لکھا ہے اور اس پر تنقیدی حاشیہ آرائی نہیں کی (ترجمہ انسان العیون ج ۱ ص ۱۱۵ مطبوعہ لاہور)

نمبر ۵: حکیم امت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی کی نہایت پسندیدہ کتاب اور اس طرح دیوبندیوں کے نائب رسول جناب رشید احمد گنگوہی کی معتمد کتاب جو اہل سنت کے عظیم المرتبت فاضل علامہ مولانا مفتی عنایت احمد کوری کے قلم فیض رقم کا شاہکار ہے یعنی ”تاریخ حبیب الہ“ اس میں بھی حدیث جابر سے سرکار ﷺ کی اولیت و نورانیت پر استدلال کیا گیا ہے۔ دیوبندیوں کی مشہور کتاب تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۸۴ پر ہے۔ کہ گنگوہی دیوبندی نے جناب خلیل احمد دیوبندی کو حکم دیا کہ تاریخ حبیب الہ، لے جاؤ اور لوگوں کے سامنے اس کتاب سے میلاد شریف بیان کرو چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ نیز تھانوی دیوبندی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں اس کتاب کے حوالے نقل کئے ہیں اور بہشتی زیور حصہ ۱۰ ص ۵۳ و ۵۴ میں اس کتاب کو ان کے کتابوں میں شامل کیا ہے جو دیوبندی

بندیوں کو نفع دیتی ہیں پس یہ ثابت ہوا کہ جہاں حدیث جابر سے محبوب خدا ﷺ کی اولیت و نورانیت کا سبق ملتا ہے۔ وہاں اہل اسلام کے ایمان و یقین کو نفع ہوتا ہے۔ ۱۲ الحمد للہ علی احسانہ

تھانوی صاحب کے نزدیک دوسری نفع دینے والی کتابوں میں سے قصص الانبیاء بھی ہے۔

اس کے ص ۳ پر حدیث جابر بایں سند مرقوم ہے روایت کرتے ہیں محمد ابن اسماعیل ابن ابراہیم بن آزر بخاری حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین سے فرمایا امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے ایک روز میں جناب رسالت مآب ﷺ کی خدمت سراسر سعادت میں بیٹھا تھا۔ کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے حضرت ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر تصدق ہوں فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی چیز پیدا کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سب موجودات سے پہلے اس خالق نے میرا نور پیدا کیا ہزار برس تک وہ نور میرا قدرت الہی کے مشاہدے اور تسبیح اور سجدے میں مصروف رہا۔

مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اول بھی ہیں اور نور بھی۔

صحابہ کرام کا عقیدہ

حدیث جابر جس کو مستند ائمہ دین نے قبول فرما کر اپنی معتبر کتابوں میں لکھا اور عقائد کا استنباط کیا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ یہی تھا کہ حضور سید الاولین والآخرین ﷺ کائنات کی پہلی تخلیق کو جانتے ہیں آپ نے ان کے عقیدے کی تردید نہ فرمائی بلکہ جواب باصواب عنایت فرما کر ان کے ایمان و عقیدے کو پختہ کر کے اپنی شان اولیت و نورانیت کو علی الاعلان واضح فرمایا۔ کیونکہ آپ کا اول الخلق ہونا قرآن مجید کی متعدد آیات سے بھی ثابت ہے۔ (کما مر)

چھٹا باب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت و نورانیت کے بارے میں

غیر مقلدوں کے حوالے ملاحظہ ہوں

غیر مقلد اسے کہتے ہیں جو فقہ کے چار اماموں (امام اعظم متوفی ۱۵۰ھ و امام مالک متوفی ۱۷۹ھ و امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ و امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ کے اجتہاد و فقہت و سقاہت اور ان کے استنباط و فقہ کی تدوینی خدمات کو نہ مانے اور اپنی بین بجانے میں لگا رہے۔ غیر مقلد اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کیلئے گرگٹ کی طرح ہر دور میں اپنا نام بدلتے رہتے ہیں ان کے خود ساختہ عقیدوں میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف اور صرف بشر ہیں حضرت عبد اللہ و حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ملاپ سے وہ معرض وجود میں آئے ان کی اولیت و نورانیت کا ڈھونگ صرف صوفیوں اور بریلیوں نے رچا دیا ہے اور نبی کو انسانوں سے نکال کر نور بنا دیا ہے چنانچہ غیر مقلدوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ انبیاء سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے (تقویۃ الایمان ص ۶۰ مطبوعہ دہلی و ص ۸۵ مطبوعہ کراچی) دہلوی بہادر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

کسی بزرگ کی شان میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کر و سوان میں بھی اختصار ہی کرو اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جائے۔ (تقویۃ ص ۶۳ دہلی و ص ۸۹ کراچی)

قارئین: اس غیر مقلد نے حد کر دی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بڑھ چڑھ کر کرنے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ اور فرشتے آپ پر درود پڑھتے ہیں مومنوں کو درود و سلام زور لگا کر پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن غیر مقلد نے محبوبان خدا کو عاجز بندے اور بھائی بنا کر عام انسانوں میں لا کھڑا کیا ہے۔ پناہ بخدا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

تعریف اور آپ کی اولیت و نورانیت کا اعلان ایسے چرب زبانوں سے بھی کراہی دیتا ہے۔
چنانچہ

حدیث جابر سے غیر مقلدوں کا استدلال

ترجمان غیر مقلدیت مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے غیر مقلدوں کی ہدایت کے لئے کتاب ”الہدیۃ المہدی“ تالیف کی اور اس کے بارے میں بقلم خود لکھا ہے کہ ”بینت فیہا العقائد الصحیحۃ لاہل الحدیث“ یعنی میں نے اس میں اہل حدیث کے لئے صحیح عقیدے بیان کر دیئے ہیں اور اپنے صحیح عقیدوں میں سے ایک عقیدہ انہوں نے یہ بھی بیان فرمایا ہے۔

بداء اللہ سبحانہ الخلق بالنور المحمدی ثم بالماء ثم خلق
العرش علی الماء ثم خلق الريح ثم خلق النون و القلم
واللوح ثم خلق العقل فالنور المحمدی مادة اولیة لخلق
السموت والارض وما فیہا (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۵۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا آغاز حضور ﷺ کے نور کو پیدا کر کے کیا حضور ﷺ کے نور کے بعد پانی کو پیدا کیا پھر پانی پر عرش کو بنایا پھر ہوا کو پیدا کیا پھر دوات قلم اور لوح کو پیدا کیا پھر عقل کو پیدا کیا پس نور محمد ﷺ زمینوں و آسمانوں اور مافیہا کی پیدائش کا مرکز اول ہے۔
مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے حدیث جابر سے متاثر ہو کر یہ عبارت رقم کر کے اس کو صحیح عقیدے کے طور پر ثابت کیا ہے اور اہل سنت کے سچے عقیدے جیسا عقیدہ رکھنے کی اہل حدیثوں غیر مقلدوں کو ہدایت دی ہے۔ شاید وہ ہدایت پا جائیں۔

نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں۔

خصائص آپ کے آٹھ نوع میں منحصر ہیں آپ کی نبوت متقدم (اول) تھی اور آدم اپنی طینت میں منجمل (خمیر) تھے اور سب سے پہلے آپ ہی سے یشاق لیا گیا اور سب سے پہلے آپ نے الست برکم کے جواب میں بلی کہا۔

آدم اور جمیع مخلوقات آپ کیلئے پیدا ہوئے اور آپ کا نام عرش پر لکھا گیا اور ہر آسمان و جنت بلکہ سائر ملکوت میں آپ کا نام لکھا ہوا ہے اور ملائکہ ہر وقت آپ کا ذکر کرتے ہیں۔

(شامہ عنبریہ ص ۴۰)

غیر مقلدوں کے شیخ الطائفہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں اور وہ امور جو دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ کی ذات مقدسہ میں پائے گئے۔ مثلاً سب سے پہلے آپ کا نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا یوم میثاق میں سب سے اول ”الست برکم“ کے جواب میں آپ کا بللی فرمانا آپ کا نام عرش پر لکھا جانا خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا (نشر الطیب ۲۱۶) یعنی یہ تمام فضائل آپ ہی کو حاصل ہیں۔

غیر مقلدوں کے ایک امام کا عقیدہ

محدث ابن جوزی حنبلی متونی ۵۹۷ھ اہل سنت کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ ہیں فقہ میں وہ حضرت امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے حضور غوث الاعظم سیدنا ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی الحسینی والحسینی کے درس میں شریک ہو کر ان کے فیوض و برکات سے استفادہ کرتے تھے۔ مشہور عاشق رسول حضرت شیخ سعدی شیرازی کے استاد تھے غیر مقلدوں نے حسب عادت امام علامہ ابن جوزی محدث کو بھی اپنے اصحاب میں سے مان کر ان کے فرمان کو اپنے لئے خود بخود حجت بنا لیا (ہدیۃ المہدی حصہ اول) محدث ابن جوزی بار بار، سرکار کی اولیت والے ارشادات کو بلا تنقید نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اور زمین کا فرش بچھانے اور آسمان کو بلندی بخشنے کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے اپنے نور سے ایک جلوہ ظاہر فرما کر اس کو حکم دیا کونسی محمد! تو محمد بن جاوہ نور محمد بن کر بلند ہوا اور حجاب عظمت کو چھوٹنے لگا پھر وہ نور محمد سجدہ ریز ہو گیا اور الحمد للہ پڑھنے لگا اللہ تعالیٰ نے نور محمد ﷺ کو فرمایا میں نے تجھے اس لئے ہی پیدا کیا ہے اور تیرا نام محمد رکھا ہے پھر فرمایا اب تم سے مخلوق کی ابتداء کرتا ہوں اور تم پر رسالت کو ختم کروں گا پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور محمد ﷺ سے لوح قلم وغیرہ کو پیدا کیا اور قلم کو حکم دیا لکھ قلم نے عرض کیا

مولا میں کیا لکھوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لکھ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ) (المیلاد النبی ص ۱۶)
 محدث ابن جوزی نے اس عقیدے کو حدیثوں سے ثابت کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

قال ﷺ كنت نبيا و آدم بين الماء و الطين و انا اول من
 جاء في وجود العالم و لا ماء و لا طين و لا جسم و لا آدم
 و قد سئل النبي ﷺ من اول ما خلق الله في الكون فقال
 اول ما خلق الله نوري و من نوري خلق جميع الكائنات

(المیلاد النبوی ص ۲۴)

”حضور ﷺ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے
 درمیان تھے اور میں ہی سب سے پہلے عالم وجود میں آیا ہوں اور اس وقت پانی،
 مٹی، جسم اور آدم کچھ نہ تھے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے
 سب سے پہلے کس چیز کو بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے
 میرے نور کو پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو میرے نور سے بنایا ہے۔“

محدث ابن جوزی درج ذیل احادیث سے بھی اولیت رسول ﷺ کا استدلال
 کرتے ہیں حضرت میسرۃ الفجر نے بارگاہ رسول ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ
 متی كنت نبيا؟ قال و آدم بين الروح و الجسد

”یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم
 کے درمیان تھے۔“ (الوفی ج ۱ ص ۳۳)

محدث ابن جوزی نے حدیث مندرجہ بالا کو حضرت میسرہ سے تفصیلاً روایت کیا ہے۔
 جو یہ ہے۔ حضرت میسرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے؟ آپ نے فرمایا
 میں اس وقت نبی تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا اور آسمانوں کو بنایا اور جب عرش
 معرض وجود میں آیا تھا تو ساق عرش پر لکھ دیا۔ محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء اور اللہ نے جنت کو
 بنایا اس میں آدم و حوا کو بسایا اس کے ابواب و اوراق و قباب و خیام پر میرا نام لکھا اس وقت

آدم روح اور جسم کے مابین تھے پھر جب ان کو اللہ تعالیٰ نے حیات بخشی تو آدم نے عرش کی طرف نگاہ ڈالی اس پر میرا نام لکھا پایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم ”انہ سید ولدک“ وہ تیری اولاد کے سردار ہیں جب شیطان نے آدم علیہ السلام و حوا سے دھوکہ کیا۔ تو انہوں نے توبہ کرتے ہوئے میرے نام سے شفاعت چاہی۔ (توان کا کام بن گیا)

(الوفی ج ۱ ص ۳۳)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے ہو گیا جو ہونا تھا تو وہ عرض کرنے لگے۔ مولا محمد ﷺ کے وسیلہ سے مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا محمد (ﷺ) کون ہیں؟ عرض کیا اے اللہ تو نے جب مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش کی طرف دیکھا اس پر لکھا تھا (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ) میں نے اس وقت جان لیا تھا۔ کہ وہ آپ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ کہ آپ نے ان کا نام اپنے نام سے ملا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سچ ہے۔ میں نے تجھے ان کے وسیلے سے بخش دیا ہے اور وہ تیری اولاد میں آخری نبی ہیں۔ لولاہ لما خلقتک یا آدم اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے نہ بناتا۔ (الوفی ج ۱ ص ۳۳)

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ فرزند ان آدم علیہ السلام بڑی شدت سے ایک دوسرے سے دریافت کرتے تھے کہ بارگاہِ صمدیت میں مکرم کون ہے؟ کسی نے کہا، اپنا، ابا آدم، کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت سے بنایا اور وہ مسجود ملائکہ ہوئے اور کسی نے کہا نہیں، ملائکہ مکرم ہیں کیونکہ وہ معصوم ہیں، ”لا یعصون اللہ“ (جب وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ پائے) تو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آگئے۔ اور پوچھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا کون ہے تو آپ نے فرمایا (نہ میں نہ وہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جب روح کی دولت سے نوازا تو میں اٹھ بیٹا، میرے سامنے عرش چمکنے لگا میں نے اس پر لکھا پایا، ”محمد رسول اللہ ﷺ“ پس آپ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مکرم ہیں اور آپ ہی اسے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ (الوفی ج ۱ ص ۳۳ ص ۳۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اگر حضرت محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا اور میں نے جب عرش بنایا تو وہ کاپٹنے لگا میں نے اس پر (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) ﷺ لکھ دیا تو وہ ساکن ہو گیا۔

(الوفی ج ۱ ص ۳۳)

غیر مقلدوں کے دوسرے امام کا عقیدہ

حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۳ھ وہابیوں کے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد رشید ہیں اور غیر مقلدوں کا بہت بڑا سرمایہ ہیں انہوں نے احادیث اولیت کو اپنے کتابوں میں بلا تردید نقل کر کے اس ایمان و عقیدے کو پختگی بخشی کہ حضور ﷺ ہی اول الخلق ہیں۔ ملاحظہ ہوں ان کی مرویات۔

نمبر ۱: حضرت میسرۃ الفجر نے فرمایا کہ خود میں نے بارگاہ رسالت مآب میں یہ سوال اٹھایا کہ یا رسول اللہ ﷺ متی کنت نبیا؟ قال و آدم بین الروح و الجسد یا رسول اللہ آپ کب نبی تھے؟

آپ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے ما بین تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

نمبر ۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔

متی وجبت لک النبوة قال بین خلق آدم و نفخ الروح فیہ

آپ کو نبوت کب ملی ہے۔ فرمایا جب آدم پیدا ہو رہے تھے اور ان میں روح ڈالی جا رہی تھی۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۲۱)

نمبر ۳: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ متی جعلک نبیا؟ ترجمہ آپ کب نبی بنے؟ قال و آدم منجدل فی الطین ترجمہ: فرمایا جب آدم مٹی کے خمیر میں تھے۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے میرے

نبی کی۔

نمبر ۴: حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

كنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث فبداء
بی قبلهم

”پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور بعثت میں ان کے بعد ہوں اس لئے
میرا ذکر ان سے پہلے کیا گیا ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۸ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

نمبر ۵: شب معراج حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

جعلتك اول النبیین خلقا و آخرهم بعثا

”میں نے آپ کو سارے نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور ان کے بعد بھیجا۔“

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بارگاہ رسالت مآب میں عرض کیا گیا
یا رسول اللہ ﷺ متی كنت نبیا قال آدم بین الروح والجسد

(البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

یا رسول اللہ آپ کب نبی تھے؟ آپ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے

درمیان تھے۔

محدث ابن جوزی اور حافظ ابن کثیر کی منقولہ احادیث سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ
ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا و اعلام سے ابتداء آفرینش کے حالات
سے باخبر ہیں وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ ہی کی ذات بابرکات سے مخلوق کی ابتدائی
ہوئی اور سب سے پہلے نبوت کا تاج بھی آپ ہی کے سر مبارک پر سجا۔ تمام انبیاء کرام
حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک سب آپ کے فیض یافتہ اور نعمتوں کے حصول میں
آپ کے رہن منت ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر نے اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے

ارقام فرمایا ہے۔

واذا كان الامر كذلك فنور محمد ﷺ كان اظھر و

اکبر و اعظم منهم کلهم و هذا تنویہ عظیم و تنبیہ ظاہر

علی شرفہ و علو قدرہ (البدیہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

جب انبیاء کرام کے نور کا عالم یہ ہے تو حضرت محمد ﷺ کے نور اقدس کا عالم کیا ہوگا۔

کیونکہ آپ کا نور تو ان سب کے نور سے اظہر زیادہ ظاہر، اکبر بہت بڑا، اعظم سب سے بڑھ

کر ہے اور اس سے آپ کے نور کو بلند سے بلند ترین کرنا ہے۔ اور آپ کے شرف و علو قدر

سے علی الاعلان آگاہ کرنا ہے مولوی خلیل احمد انٹیپھوی دیوبندی کے شاگرد مرید مولوی عزیز

الرحمان (دیوبندی) خواجہ خواجگان غوث زمان حضرت خواجہ غلام فرید (متوفی ۱۳۱۹ھ)

رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حسن ازل و اظہار اظہار احدوں و لیس و نا تھی احد

ذات الہی کے مظاہر اور حسن ازل کے نور کی شعاعیں ظاہر ہوئی ہیں جو ذات پاک احمد

ﷺ کے بھیس میں دنیا کی تعلیم و ہدایت کیلئے مبعوث ہوئی ہیں یعنی مناظر حسن الہی نے

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک میں اپنا رنگ دکھایا ہے (شرح دیوان فرید ۹۷)

غیب الغیب دے دیوں آیا شہر شہادت دیرا لایا

احدیت دا گھنڈ اتار تھیا اطلاقون محض مقید

آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں ہے غیب الغیب کے دیس (وطن) سے

شہادت شہود کے منظر میں آ کر قیام کیا ہے اور ذات باری عز اسمہ کے اسرار قدرت

اور رموز فطرت کا حجاب اتار کر ذات مطلق کے مظاہر حسن حقیقی کو ظاہر فرمایا ہے۔

اور محض مقید کے قیود سے آگاہی بخشی ہے۔ (شرح دیوان فرید ص ۹۹)

احد او ہے احمد او ہے میم دے اولے دلڑی مو ہے

دھیان فرید رکھیں ہر آن

اے فرید ہمیشہ یہ خیال رکھنا کہ ذات نبوی ﷺ یعنی ذات احمد ہی میں اسی ذات پاک پروردگار عالم ہی کا نور جلوہ نما ہے۔ صرف میم کا پردہ یعنی مخلوق ہونے کا حجاب ہے اور اسی حجاب کی آڑ میں دنیا کو متوالا اور فریفتہ کر رکھا ہے۔ حضرت بیدل صاحب کا یہ شعر اس کافی کے حسب حال ہے۔

تجلی ہاست حق را در لباس ذات انسانی
شہود غیب اگر خواہی و جوب اینجا است امکانی

(شرح دیوان فرید ص ۲۲۳)

ساتواں باب

کائنات کیوں بنائی گئی

یہ ایک حقیقت ہے کہ کائنات ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ تھا، ہے اور رہے گا اور وہ بے نیاز کائنات کی کسی چیز کا محتاج نہیں ساری کائنات اس کی محتاج ہے جب اللہ تعالیٰ کائنات کا محتاج نہیں تو اس نے کائنات کیوں بنائی ہے؟ اس سوال کا پیدا ہو جانا فطرتی معاملہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کائنات کو نہ بناتا تو اس کی قدرت، قوت، طاقت اور قبضہ و اختیار کا اظہار کیسے ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو مع صفات کے منوانے کیلئے کائنات کا کارخانہ تیار کر کے فرمایا ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا تو رحمن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے۔ تو نگاہ اٹھا کر دیکھ تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے پھر دوبارہ نگاہ اٹھا، نظرتیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی (الملک) دوسرے مقام پر فرمایا: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کے برابر زمینیں، حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ (الطلاق) اس طرح کی آیتیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت و صنعت کی طرف توجہ مبذول کراتی ہیں۔ دو حدیثیں مخلوق کی پیدائش کے سلسلہ میں پیش نظر ہیں یہ دونوں حدیثیں حدیث قدسی کہلاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

كنت كنزا مخفيا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے پسند کیا کہ اپنی شناخت کراؤں تو میں نے مخلوق کو

پیدا کیا۔

تفسیر مظہری عربی ج ۱۰ ص ۱۳۰۳ اردو ج ۱۲ ص ۲۷۰ تذکرہ حضرت خواجہ محمد سلیمان

تونسوی ص ۱۳۰ ص ۱۳۱ شرح دیوان فرید و رسالہ فی تائید مظہر صوفیا ص ۳۰ مع التجر

الصادق عربی ہشتوی شریف دفتر چہارم ص ۲۶۳

غواص، بحر توحید حضرت خواجہ غلام فرید ادا مہ الجبید فی لقاء الحمید نے کیا خوب فرمایا ہے۔
 کھنت کنزا خاص گواہی پہلے حب خود ذات کوں آہی جیس سا نگے بنڑیا جمل جہان،
 ناہی نا صح نہ تھی مانع عشق اسا ڈا دین ایمان۔
 وہابیوں کے سلمان غیر مقلد کہتے ہیں کہ کنز مخفی حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔
 (رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۱۳)

دوسری حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقد خلقت الدنيا و اهلها لاعرفهم كرامتك و
 منزلتك عندي ، لولاك لما خلقت الدنيا الخ
 ”اے محبوب میں نے دنیا اور اس میں رہنے والوں کو اس لئے بنایا ہے کہ انہیں
 آپ کی اس کرامت و شرافت، عزت و عظمت سے آگاہ کروں جو میرے نزدیک
 ہے۔ اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔“

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۳) وجہ اللہ علی العالمین ص ۲۹

مندرجہ بالا دلائل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و مافیہا کو صرف اپنی
 معرفت اور اپنے محبوب کی شان و شوکت ظاہر کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ حضور ﷺ
 نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچم اس وقت بلند کیا جب دنیا انسانیت خطمے کا نشان عبور کر چکی
 تھی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی شان کو قرآن مجید میں اس
 طرح بیان فرمایا کہ اس طرح کوئی آپ کی تعریف کر ہی نہیں سکتا۔ اس ایک آیت کو دیکھ
 لیں۔ آپ کا مقام رفعت و شان عصمت ہویدا ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب) ”بے شک اللہ
 (عزوجل) اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان
 والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“ آپ کے موزیوں اور مخالفوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ

جل شانہ نے اعلان فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ
 الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝۵۰ (الاحزاب) ”بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس
 کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا اور آخرت میں دونوں آیتوں پر غور و خوض کرنے
 سے آپ کی عزت و عظمت اور آپ سے محبت و الفت اور آپ کو تکلیف دینے اور مخالفت
 کرنے کا انجام سامنے آ جاتا ہے“۔ لولاک (الحديث) یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا نہ
 بناتا۔ یہ حدیث اس چیز کا اظہار کر رہی ہے کہ آپ پہلے ہیں اور دنیا بعد میں حاصل مطلب
 یہ ہے کہ آپ بنے تو دنیا بنی آپ نہ ہوتے تو دنیا نہ بنتی۔ اس لئے یہ کہنا کہ آپ قدرت الہی کا
 جلوہ اول اور شہکار اعظم اور مظہر ذات ہیں تو بالکل حق و صواب اور بجا ہے۔ یہ عقیدہ قرآن
 مجید کے ہرگز منافی نہیں بلکہ اس کی تائید حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ سے ہوتی ہے
 کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰمُوسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۳۰ (القصص: 30) یہ
 آواز آپ کو اس درخت سے سنائی دی جو آگ کا شعلہ بنا ہوا تھا۔ جب یہ چیزیں مظہر خدا
 بن سکتی ہیں تو انسان بالخصوص اول الخلق ﷺ تو اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ کسی نے کیا
 خوب فرمایا ہے۔

چوں روا بود انا اللہ از درخت کئے روا نبود کہ گوید نیک بخت

”جب درخت سے انا اللہ کہنا جائز ہے تو کیوں جائز نہیں اگر نیک بخت کہدے۔
 خلاصہ یہ کہ مخلوق کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ توحید و رسالت کا پرچار ہو اور انسان اپنے
 خالق حقیقی کی معرفت و محبت سے سرشار ہو، اس کا ذریعہ انبیاء کرام کی اطاعت و پیروی ہے
 اور وہ مقدس حضرات مطاع ہیں چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَ لَوْ اَنَّہُمْ اِذْ

ظَلَمُوْا اَنْفُسَہُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَعْفَرُوْا اللّٰهَ (النساء: ۶۴)

”اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم
 سے یعنی رسول باذن اللہ مطاع ہوتا ہے اس کی اطاعت کرنے والا کامیابی سے

ہمکنار ہو کر بارگاہ الہی کا مقرب بن جاتا ہے۔“

آیت کا اطلاق اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ تمام کائنات انبیاء و مرسلین کی مطیع ہوتی ہے حضور ﷺ اول الخلق ہوتے ہوئے ہی مطاع کائنات ہیں، گردش لیل و نہار بھی آپ کے تابع ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔ **وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبِينَ ۗ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۗ** (ابراہیم) ”اور سورج اور چاند کو بھی تمہارے تابع کر دیا ہے کہ دونوں گھومتے ہوئے اپنا چکر کاٹتے ہیں اور دن رات بھی تمہارے کام میں لگائے ہوئے ہیں۔“

(ترجمہ از مولوی ثناء اللہ غیر مقلد)

سورۃ النحل آیت ۱۲ میں ہے۔ **وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ** اور مسخر کیا واسطے تمہارے سورج اور چاند اور تارے مسخر ہیں ساتھ حکم اس کے“ (ترجمہ از شاہ رفیع الدین) سورۃ الحج آیت ۶۵ ملاحظہ ہو۔ **أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ** ”کیا نہ دیکھا آپ نے یہ کہ مسخر کیا واسطے تمہارے جو کچھ زمین میں ہے اور مسخر کیا کشتیوں کو جو چلتی ہیں دریا میں ساتھ حکم اللہ کے“۔ مولوی وحید الزمان غیر مقلد اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ نے زمین میں جتنی چیزیں ہیں تم لوگوں کے بس میں اور اختیار میں کر دی ہیں۔ مندرجہ بالا آیات الہیہ سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی کہ زمین و آسمان کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے تابع کر دی ہیں اور آپ کو سب کا مطاع بنا دیا ہے۔ حضور ﷺ مختار کائنات اور متصرف فی التکوین ہیں جو فرشتے و ارواح صالحین مدبرات امر ہیں وہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے غلام ہیں۔ علماء دیوبند کے پیرو مرشد عارف باللہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی ”عارف“ کے بارے میں فرماتے ہیں اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے اور ”سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ“ کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے (کلیات امدادیہ ص ۲۷) مندرجہ بالا آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے مولوی صبغت اللہ شہید نے لکھا ہے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ہے۔

شیخ محقق حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، غوث الاغوات حضور غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اختیارات کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں۔

(غوث پاک) سے لاتعداد کرامتیں ظاہر ہوئیں (۱) مخلوقات کے ظاہر و باطن میں تصرف کرنا (۲) انسانوں و جنات پر حکمرانی (۳) لوگوں کے راز اور پوشیدہ امور سے واقفیت (۴) عالم ملکوت کے بواطن کی خبر (۵) عالم جبروت کے حقائق کا کشف (۶) عالم لاہوت کے سر بستہ اسرار کا علم (۷) مواہب غیبیہ کی عطا (۸) باذن الہی حوادث زمانہ کا تصرف و انقلاب (۹) مارنے و جلانے کے ساتھ متصف ہونا (۱۰) اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا (۱۱) مریضوں کو صحت دینا بیماروں کو شفا بخشنا (۱۲) طے زمان و مکان (۱۳) زمین و آسمان پر اجرائے حکم (۱۴) پانی پر چلنا (۱۵) ہوا میں اڑنا (۱۶) لوگوں کے تخیل کو بدلنا (۱۷) اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کرنا (۱۸) غیب کی اشیاء منگانا (۱۹) ماضی و مستقبل کی باتوں کا بتلانا اور اسی طرح کی دوسری کرامات مسلسل اور ہمیشہ عام و خاص کے درمیان آپ کے قصد و ارادہ سے بلکہ اظہار حقانیت کے طریقہ پر ظاہر ہوئیں اور مذکورہ کرامتوں میں سے ہر ایک سے متعلق اتنی روایات و حکایات ہیں کہ زبان و قلم ان کے احاطہ سے قاصر ہے۔

(اخبار الاخیار فارسی ص ۷ اور دوص ۴۵، وزبدۃ الاثار)

ہجرت الاسرار وغیرہ کتب میں مرقوم ہے کہ مہینے و سال وغیرہ حضور غوث اعظم کی اجازت سے منصف شہود پر آتے تھے قصیدہ غوثیہ میں آپ نے بیا نگ دہل فرمایا۔

وما منہا شہور او دہور تمر و تنقضی الا اتالی

”مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بلاشبہ وہ میرے پاس حاضر ہوتے ہیں۔“

و تخبرنی بما یاتی و یجری و تعلمنی فاقصر عن جدالی
”اور وہ مجھے گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر و اطلاع دیتے ہیں

(اے منکر) جھگڑے سے باز آ جا۔

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی و وقتی قبل قلبی قد صفا لی
”اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور ان پر میری حکومت ہے اور میرا وقت
میرے دل کی پیدائش سے پہلے ہی صاف تھا۔“

اولیاء اور علماء کا متفقہ عقیدہ یہی ہے کہ زمین و آسمان اور ان کی جملہ اشیاء ولی کامل یعنی
عارف کے قبضہ و اختیار میں ہوتی ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ باوجود قبضے اور اختیار کے
اپنے خداداد اختیار کو استعمال میں نہ لائے اس کو بے اختیار ماننا قرآنی عقیدے کے خلاف
ہے۔ مولوی صبغت اللہ شہید فرماتے ہیں۔ عالم ملک و عالم ملکوت (یعنی زمین و آسمان) میں
خدا کے حکم سے تصرف (قبضہ) کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیت کہتے ہیں (کلیات
امدادیہ ص ۱۱ نمبر ۲) یعنی دنیائے ولایت میں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کابلیں عارفین اللہ
تعالیٰ کے حکم سے کائنات میں عمل و دخل کے مجاز ہوتے ہیں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی
دیوبندی نے جمال الاولیاء میں ان کا قبضہ موت و حیات میں بھی تسلیم کیا ہے ان میں سے
بعض واقعات کو ہم نے اپنی کتاب ”غوث اعظم غیروں کی نظر میں“ میں درج کر دیئے ہیں،
وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کی کتاب الفرقان میں بھی یہی اشارہ ملتا ہے اور ترجمان وہابیت
امام غیر مقلدیت مقتدائے دیوبندیت مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب امامان راہ ولایت
اور کامل بزرگوں کے بارے میں اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس رستے
کے امام اور اس گروہ کے بزرگ ان فرشتوں کے زمرے میں شمار کئے ہوئے ہیں۔ جن کو
ملاء اعلیٰ کی تدبیر امور (یعنی دنیا جہاں کے معاملات کو چلانے) کے بارہ میں الہام ہوتا ہے
اور اس (تدبیر و الہام) کے جاری کرنے میں کوشش کرتے ہیں پس ان بزرگوں کے
حالات کو بزرگ فرشتوں کے احوال پر قیاس کرنا چاہئے۔ (صراط مستقیم ص ۶۵)
مولوی محمد اسماعیل دہلوی وہابی نہایت صراحت کے ساتھ اس حقیقت کو تسلیم کرتے
ہوئے لکھتے ہیں وہ (اولیاء اللہ) اپنے مولیٰ تعالیٰ کے مال و ملک میں اس طرح تصرف

کرتے ہیں جیسے ایک غلام فرمانبردار اپنے مولیٰ کے مال و ملک میں اس کی اجازت سے بے کھٹکا تصرف کرتا ہے۔ (صراط مستقیم ص ۵۲)

دہلوی صاحب نے سیدنا علی کریم کی فضیلت اور آپ کے اختیار کے بارے میں جو عقیدہ رکھا ہوا تھا اس کا اظہار یوں کیا ہے۔ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے شیخین پر بھی ایک گونا گونا گونا گونا ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقام ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خدمات آپ کے زمانے سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔

(صراط مستقیم ص ۱۰۹)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی جو بیک وقت غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کے مشترکہ پیشوا ہیں، کی مندرجہ بالا عبارت سے جو باتیں سامنے آتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

- (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ایک گونا گونا گونا گونا ثابت ہے (۲) حضرت علی کے فرمانبرداروں کی تعداد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں سے زیادہ ہے (۳) ولیوں میں غوث قطب ابدال ہوتے ہیں یہ مدارج اور ان پر فائز ہونے والے سچے ہیں۔ (۴) اولیاء اللہ کے تصرفات و اختیارات زمانہ علوی سے لے کر قیامت تک حضرت علی کی وساطت و وسیلے سے انجام پا رہے ہیں (۵) بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت بھی آپ کے عمل و دخل سے وجود میں آرہی ہے۔ (۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اختیارات و تکوینی نظام میں عمل و دخل عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں (۷) مندرجہ بالا عقیدوں سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اور پوری کائنات کو دیکھ کر اس میں اپنا تصرف و اختیار استعمال کر رہے ہیں ان کی مرضی کے بغیر کسی کی بادشاہت و امارت نہیں چلتی اور باطنی نظام قطبیت و غوثیت و ابدالیت بھی انہی کے فیض و وسیلے سے جاری و ساری ہے۔ حضور پر نور ﷺ کے غلاموں،

فرشتوں اور صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا تصرف و اختیار خود وہابیوں کے گھر سے ثابت ہو گیا ہے تو ان کے آقا و مولا حبیب خدا علیہ التحسینۃ و الثناء ﷺ کے تصرف و اختیار تکوینی و تشریحی کا انکار کیونکر ممکن ہوگا؟ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے تصرف و اختیار و قبضہ و اقتدار اور عطا الہی ان سب سے بڑھ کر ہے جس کا اندازہ لگانا کسی کے بس کا روگ نہیں۔ آپ کے ایک مقتدی جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام باذن اللہ مٹی سے پرندے پیدا کرتے تھے اور مادر زاد اندھوں کو نور دیتے تھے، کوڑھیوں اور مریضوں کو فوراً شفا بخشتے تھے اور آنکھ جھپکنے سے پہلے ہزاروں سالہ مردے زندہ کر دیتے تھے اور غائب چیزوں کی خبروں کا انبار لگا دیتے تھے۔ (آل عمران آیت ۴۹)

ان کی والدہ ماجدہ بی بی مریم علیہا السلام کھجور کے گلے سڑے درخت کے تنے کو ہاتھ لگاتی ہیں تو وہ ہرا بھرا ہو جاتا ہے اور پھر ان پر کھجور کا تازہ پھل ڈالتا ہے بی بی اشارہ کرتی ہیں تو نیچے سے شفاف پانی کا چشمہ ابلتا نظر آتا ہے (مریم آیت ۲۳، ۲۵) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں جن عرض کرتا ہے کہ چار ماہ کے فاصلے پر پڑا ہوا بلیقہس کا تخت آپ کے کھڑا ہونے سے پہلے لاسکتا ہوں۔ حضرت آصف بن برخیا نے عرض کیا کہ میں اس تخت کو آنکھ جھپکنے سے پہلے آپ کی خدمت میں لاسکتا ہوں (النمل آیت ۳۹، ۴۰) اور فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ کے دشمنوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں اور آپ کے غلاموں کو نجات دینے آئے ہیں۔ (یعنی مشکل کشائی اور حاجت روائی، اور تباہی و بربادی اور ان کی موت و ہلاکت ہمارے ہاتھوں میں ہے۔)

(العنکبوت آیت ۳۱، ۳۲)

باذن اللہ نفع و نقصان دینے کی طاقت کا مخلوق میں پایا جانا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ وہ قرآن جس کے فرقان ہونے کا کسی کو شبہ نہیں اور جو شرک و کفر و ضلالت کی بیخ کنی کرتا ہے۔ اور محبوبان خدا کے اختیارات تشریحی و تکوینی کا دم بھرتا ہے۔

معجزات رسول اللہ ﷺ

در اصل ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے رسول کریم حضرت محمد عربی ﷺ کا مرتبہ و مقام و شان و تصرف و اختیار کا ڈنکا بج رہا ہے۔ آئیے چند معجزات پر نظر ڈالتے ہیں۔ آپ ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ (سورۃ القمر آیت ۲) آپ ﷺ ہی نے ڈوبے ہوئے سورج کو، حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نماز کے لئے واپس لوٹا دیا۔ (الشماتۃ العنبریہ ص ۲۸ از نواب صدیق حسن غیر مقلد، البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۸۲ و تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۰۲ کلاہما الا بن کثیر دمشقی کتاب الشفاء ج ۱ ص ۱۸۵، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۲۹، مدارج النبۃ اردو ج ۱ ص ۳۳۰، جلد ۲ ص ۴۲۷، فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۲۶۵، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۸، فیض الباری ج ۳ ص ۴۶۳، و آخرجہ ابن مندہ و ابن شاہین من حدیث اسماء و ابن مرددیہ من حدیث ابی ہریرۃ..... قال القسطلانی و روی الطبرانی ایضاً فی معجمہ الکبریٰ باسناد حسن..... و روی الطبرانی ایضاً فی معجمہ الاوسط بسند حسن عن جابر، شرح شفاء اللقاری ج ۳ ص ۱۳ و شرحہ للحنفاجی ج ۳ ص ۱۱ و ص ۱۳، مقام رسول ص ۳۱۹) حضرت حسن سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا میں نے اپنی بچی جنگل (کے گڑھے) میں ڈال دی تھی آپ اس کے ساتھ وہاں پہنچے بچی کا نام لے کر اس کو ندا دی وہ بچی ”لبیک وسعدیک“ کہتے ہوئے (گڑھے) سے نکلی آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ دونوں مسلمان ہو گئے ہیں اگر تو چاہے تو میں تم کو ان کی طرف لوٹا دوں لڑکی نے کہا میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کو بہتر پایا ہے (شفاء شریف ج ۱ ص ۲۱۱) صاحب کتاب شفاء نے مردوں کو زندہ کرنے اور ان سے کلام کرنے کے بارے میں مکمل فصل لکھی ہے۔ امام جلال الملتی والدین سیوطی نے الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۶ تا ص ۶۹ میں مکمل باب احیاء الموتی و کلامہم لکھا ہے۔

قارئین کرام، مردوں کو زندہ کرنا اور ان سے باتیں کرنا بھی ایک زبردست اعجاز ہے۔

بے جان لکڑیوں اور جمادات کو حیات عطا کرنا بھی ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کا

بہت بڑا مجزہ ہے۔ وہ کھجور کا خشک تنا جس کو آپ نے منبر بنایا تھا آپ کی خدمت میں چلا کر رویا قریب تھا کہ وہ روتے روتے پھٹ جاتا جب آپ نے اس کو سینے سے لگایا تو اس کو تسکین ملی۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۶، مشکوٰۃ ص ۵۳۶، الوافی ج ۱ ص ۳۲۱، نشر الطیب ص ۲۱۰) سرکار مولیٰ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ کی نواحی بستی میں آپ کے ساتھ لیا تو۔

فما استقبلہ جبل ولا شجر الا وهو یقول السلام علیک یا رسول اللہ
جو پتھر اور درخت سامنے آتا وہ کہتا ہے السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ
(ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۴۰) مندرجہ بالا دونوں واقعات میں صرف آپ کی نگاہ صحبت کا اثر و فیض ہے یعنی آپ نے قولا وفعلا ان کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

عارف باللہ عاشق رسول اللہ حضرت مولانا عبدالرحمان جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ، حضرت ابو بکر و حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ ابو الہیثم بن التیہان کے گھر گئے۔ اس نے دیکھ کر کہا مہر حبا یا رسول اللہ ﷺ میری دلی خواہش تھی کہ آپ مع اصحاب میرے گھر تشریف لائیں میں نے اپنے گھر کا تمام اثاثہ اپنے بھائیوں میں بانٹ دیا ہے، ابو الہیثم کے گھر کے کونے میں ایک کھجور کا درخت تھا آپ نے فرمایا اجازت ہو تو ہم چند کھجوریں کھالیں اس نے عرض کیا کافی عرصہ سے اس پر پھل نہیں لگا، آپ مالک ہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ پیالے میں پانی لاؤ آپ نے کلی کر کے وہ پانی اس درخت پر ڈال دیا فوراً اس پر خوشے لٹکنے لگے اور بڑی بڑی پکی کھجوریں آگئیں آپ نے فرمایا یہ جنت کے باغ کی کھجوریں ہیں یہ یہاں کھا لو باقی جنت میں ملیں گی۔ (شواہد النبوة ص ۱۹۵)

ایک بار آپ کو حضرت جابر کی دعوت تھی اس نے بکری کا بچہ ذبح کیا، جابر کے دو بیٹے تھے بڑے نے چھوٹے سے کہا کہ آج تجھے بتاؤں ہمارے والد نے ہمارے مہینے کو کس طرح ذبح کیا ہے، پھر اس نے چھوٹے بھائی کو زمین پر لٹا کر اس کے گلے پر چھری چلا دی اور نادانی سے اسے ذبح کر دیا، ان کی ماں نے یہ منظر دیکھا تو ان کی طرف دوڑی بڑا بیٹا ڈر کی

وجہ سے مکان کی چھت پر چڑھ گیا ماں اس کے پیچھے بھاگی تو وہ چھت سے نیچے گر گیا اور
واصل بحق ہو گیا۔ اس صابرہ بی بی نے نہایت صبر و تحمل سے کام لیا اور دونوں بچوں کی لاشوں
کو ایک کمرے میں رکھ کر اوپر ایک کپڑا ڈال دیا اور بغیر کسی غم کے کھانا پکانے میں مشغول ہو
گئی، جب سرکار تشریف لائے تو کھانا آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے
فرمایا۔ پروردگار کا حکم ہے کہ جابر کے بچوں کے ساتھ کھانا کھاؤں جابر نے بچوں کو بہت
تلاش کیا مگر ان کا سراغ کہیں نہ ملا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ اس وقت موجود نہیں
بچوں کی ماں سے پوچھا گیا تو اس نے بچوں کی لاشوں سے کپڑا اٹھایا گھر میں کہرام برپا ہو
گیا، میاں بیوی سرکار کے قدموں میں گر پڑے سرکار نے بچوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر دعا
فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ زندگی بخش دی۔

(شواہد النبوة ص ۱۳۳ و ۱۳۴، مدارج النبوة اردو ج ۱ ص ۳۵۹)

ایک بار آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بھونی ہوئی بکری کا گوشت کھالینے کے
بعد اسے دوبارہ زندہ کر دیا۔

(مدارج النبوة ج ۱ ص ۳۶۱، حجة اللہ علی العالمین ص ۲۲۲، خصائص کبری ج ۲ ص ۷۲)

بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا لو شنت لسارت

معى جبال الذهب اگر میں چاہتا تو سارے پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلتے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۲۱)

آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ عرب کے پہاڑ سونا اگل رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو اللہ

تعالیٰ نے جو کثیر و کوشر، عظیم و عالی انعامات عطا فرمائے ہیں۔ ان کو اعداد و شمار میں لانا کسی

کے بس کی بات نہیں۔

وہابیوں کے حافظ اشرف علی تھانوی آپ ﷺ کے معجزات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

کہ سارے کلام اللہ میں کچھ اوپر ستر ہزار کلمے ہیں، جب ستر ہزار کو دس پر تقسیم کریں تو

سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہیں پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزے ہیں اگر

ان کی پیشین گوئیوں کو لیا جاوے جن میں تیرہ الکلام المبین میں جمع کی ہیں اور ستر ہزار سے۔ جس قدر بیشی ہے اس کو بھی دس پر تقسیم کر کے حاصل قیمت کو ملا لیا جائے تو اس عدد میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید کے معجزات ہیں اور محدثین و اہل سیر نے جو معجزات اپنے علم کے موافق لکھے ہیں وہ تین ہزار ہیں ایک ہزار معجزے امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں نقل کئے ہیں اور تین سو سے زائد الکلام المبین میں مذکور ہیں۔ تو اس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے ہیں۔ (نشر الطیب ص ۱۹۹، ص ۲۰۰)

یعنی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ساری کائنات حضور اکرم ﷺ کے لئے بنی اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے مالک و مولا ہیں۔

بی بی حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو لے کر ہم جب مکہ سے باہر آئے تو ایک حوض پر ٹھہرے وہاں شیخ ہذیل موجود تھا۔ میں نے اس کو آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی باتیں جو ہمیں سیدہ آمنہ علیہا السلام نے بتائیں تھی سنائیں تو شیخ ہذیل نے شور مچا دیا اور کہتے لگا اے آل ہذیل اس بچے کو ہلاک کر دو یہ تو تمام روئے زمین کا مالک بن جائے گا۔

(شواہد النبوة ص ۶۴)

مندرجہ بالا معجزات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو حضور اکرم ﷺ کے تابع کر دیا ہے تاکہ آپ ﷺ کا شان و مرتبہ و مقام اور آپ ﷺ کی عزت و عظمت روز روشن کی طرح ظاہر و باہر و روشن ہو جائے تاکہ اہل دنیا آپ کے مقام رفعت اور مرتبہ کی عظمت سے باخبر ہو جائیں اور کل قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے خبر نہ تھی۔

حدیث لولاک

خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۳ و حجة اللہ علی العالمین ص ۲۹ کی مندرجہ بالا حدیث قدسی کا

یہ جملہ لولاک لما خلقت الدنیا اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔ یہ اشارہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ نے پہلے ہمارے پیارے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے نور کو بنایا اور کائنات کو وجود کی دولت سے اس کے بعد نوازا۔ لولاک۔ والی حدیثیں بھی آپ کی اولیت کی دلیل ہیں۔ لہذا ان حدیثوں کو پیش کرنے سے پہلے۔ بعض بزرگ شاعروں کے اشعار ملاحظہ ہوں جنہوں نے کلمہ لولاک کو اپنے شعروں میں بڑی خوبصورتی سے سجایا و نبھایا ہے۔

امام شرف الدین بوسیری متوفی ۶۹۳ھ بارگاہ رسالت مآب میں عرض گزارتے ہیں۔

وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورۃ من لولاه لم تخرج الدنیا من العدم
”اور کیسے دنیا کی طرف مائل کرے ضرورت اس ذات گرامی کو کہ اگر وہ نہ ہوتے تو
دنیا بھی نہ ہوتی۔“

عاشق رسول رسول حضرت شیخ مصلح الدین شیرازی المعروف شیخ سعدی متوفی ۶۹۱ھ
عرض کرتے ہیں۔

ترا عزو لولاک و تمکین بس است ثناء تو طہ و ینسین بس است
”آپ کی عزت و عظمت کا ڈنکا لولاک سے بچ رہا ہے۔ آپ کی صفت و ثناء طہ و
لینسین پیش کر رہی ہیں۔“

عاشق رسول حضرت امام عبدالرحمان جامی متوفی ۸۹۸ھ اپنی عقیدت کا تحفہ پیش کرتے
ہیں۔

رفعت از و منبر افلاک را رونق از و خطبہ لولاک را
”آپ کی وجہ سے آسمانوں کے منبر کو بلندی نصیب ہوئی۔ آپ کی وجہ سے خطبہ
لولاک کو رونق حاصل ہوئی۔“

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، سید محمد حسینی المتوفی ۸۲۵ھ لکھتے ہیں۔

لولاک لما خلقت الافلاک خالق پالائے

فاضل افضل جتنے مرسل ساجد سجود آئے

حضرت شاہ رؤف احمد نقشبندی رام پوری المتوفی ۱۲۲۰ھ فرماتے ہیں۔

ہے وہی دیکھ لو پڑھ کر لولاک باعث خلقت ارض و افلاک
امام الائمہ مالک الازمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ المتوفی ۱۵۰ھ فرماتے ہیں۔

انت الذی لولاک ما خلق مرء

کلا و لا خلق الوری لولاک

”اگر آپ نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا۔ بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوقات پیدا نہ ہوتی۔“

یعنی بے شک آپ باعث ایجاد عالم ہیں، حاکم نے مستدرک میں عمر بن خطاب سے روایت کیا..... اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو فرمایا: لولا محمد ما خلقتک اور ابوالشیخ و حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ لولا محمد ما خلقت آدم و لا الجنة و لا النار، اور مسند دیلمی میں ابن عباس سے آیا و لا خلق الوری اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ سرکار کو حکم ہوا۔ لولاک ما خلقت الدنیا اور حافظ قسطلانی مواہب میں لائے۔ لولاہ لما خلقت سماء و لا ارضا اگر وہ نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا۔ پس بوجہ غیر متلو، رسول اللہ ﷺ باعث ایجاد عالم ہیں۔

(ملخصاً، قصیدہ امام اعظم ابوحنیفہ ص ۴۱)

امام جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۲ھ اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

با محمد نور عشق پاک جفت بھر عشق اورا لولاک گفت

”پاک عشق کا نور منصور کا ساتھی تھا عشق کی وجہ سے اللہ نے آپ کے بارے میں

لولاک فرمایا۔ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو آسمانوں کو نہ بناتا۔“

حضرت شیخ فخر الدین ابراہیم ابن شہریار عراقی، ہمدانی متوفی ۷۶۶ھ فرماتے ہیں۔

آنکہ پوشید خلعت لولاک وز بلند یش پست شدا فلاک

”آپ نے خلعت لولاک زیب تن فرمائی اور آپ کی بلندی سے آسمان پست ہو

گیا۔“

مولوی محمد باقر آگاہ دیلوری متوفی ۱۲۲۰ھ فرماتے ہیں۔

احمد کو بود گوہر تاج لولاک گرد دہہ مدار خاک راہش افلاک
در محفل اویند تلامیڈرسل در مکتبش اطفال زبان دان املاک
”حضور ﷺ تاج لولاک کے گوہر ہیں، آپ کی خاک راہ افلاک بن گئی، آپ
کی محفل میں رسول تلامذہ ہیں اور زبان دانی کے مالک آپ کے طفل مکتب ہیں۔“

مولانا کفایت علی کافی متوفی ۱۲۷۴ھ فرماتے ہیں۔

جو پڑھے گا صاحب لولاک کے اوپر درود آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا
اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری متوفی ۱۲۴۰ھ فرماتے ہیں۔

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منی لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
علماء دیوبند کے پیرو و مرشد اور ان کے اعلیٰ حضرت، مولانا شاہ امداد اللہ مکی متوفی
۱۲۱۷ھ فرماتے ہیں:

خداوند! بحق شاہ لولاک مراکن از غم دنیا و دین پاک
”اے اللہ شاہ لولاک کے صدقے مجھے دین و دنیا کے غم سے پاک کر دے۔“

مولوی ظفر علی خان متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں۔

صورت خاک حرم پہ سرزمین بھی پاک ہے آستان مسند آرائے شہہ لولاک ہے
سندر لال ہندو نے لکھا ہے

وہ سندر چہرہ نوز بھرا وہ رام سرولی متوالا دلدار تھا دلداروں میں سردار تھا سرداروں میں
لولاک لما کا تاج دھرے وہ کملی والا من موہن توحید کی پایا لے کر جو پھرتا تھا بازاروں میں

آٹھواں باب

احادیث لولاک

امام ابی بکر احمد بن حسین البیهقی متوفی ۴۵۸ھ (دلائل النبوة ج ۵ ص ۴۸۹) امام
 قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ (الشفاج ۱ ص ۱۰۴) امام تقی الدین سبکی شافعی متوفی
 ۷۴۶ھ (الشفاء السقام ص ۱۶۱، ۱۶۲) امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ (خصائص کبری
 ج ۱ ص ۶) امام محمد مہدی الفاسی (مطالع المسرات ص ۲۱۴) امام اسماعیل حنفی متوفی
 ۱۱۳۷ھ (روح البیان ج ۹ ص ۹) امام احمد رضا قادری حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ (ختم نبوة ص
 ۸) امام یوسف بن اسماعیل بیہانی متوفی ۱۳۵۰ھ (جواہر البحار ج ۲، وج ۴) میں ائمہ
 اسلام سے نقل اور حجۃ الوہابیہ حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ (البدایہ والنہایہ ج ۱ ص
 ۸۱) پر لکھتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ
 جب آدم علیہ السلام سے ہو گیا جو ہونا تھا تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا اے
 پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد ﷺ کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر
 دیجئے۔ سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا
 حالانکہ ہنوز میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح پہچانا
 جب آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی شرف دی ہوئی روح میرے اندر پھونکی تو
 میں نے سراٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ سو میں
 نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام مبارک کے ساتھ ایسے شخص کے نام کو ملایا ہوگا جو آپ
 کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تم سچے ہو

واقعی وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں۔

فقال الله عزوجل صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الى

واذا سالتني بحقه فقد غفرت لك ، ولولا محمد ما

خلقتك

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے آدم تو سچا ہے بلاشبہ وہ تمام مخلوق سے مجھے زیادہ پیارے ہیں) اور جب تو نے ان کے واسطے سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اس کو بیہقی نے اپنی دلائل میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی روایت سے اور کہا ہے اس میں عبد الرحمن منفرد ہیں۔

اور روایت کیا اس کو حاکم نے اور اس کی تصحیح کی اور طبرانی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔

اور اتنا اور زیادہ ہے کہ (حق تعالیٰ نے فرمایا کہ) وہ تمہاری اولاد میں سے سب سے

آخری نبی ہیں۔

مقام رسول ص ۲۶۲ پر یہ حدیث درج ذیل حوالوں سے موجود ہے۔ رواہ البيهقي.....

ورواه الحاكم وصححه..... ورواه الطبراني، زرقاني، علي لمواهب ج ۱ ص ۶۲، ۶۳ وابو نعيم وابن

عساكر ايضا، خصائص كبرى ج ۱ ص ۶ صلاة الصفا ص ۱۳، شفا شريف ج ۱ ص ۱۳۸ وشرح

للخفاجي والقاري ج ۲ ص ۲۲۵، قال الحاكم هذا الحديث صحيح الاسناد مشترك حاكم ج ۲ ص

۶۱۵..... ورواه البيهقي ايضا في دلائل النبوة..... وذكره الطبراني، شفاء السقام ص ۱۶۲، بشر

الطيب ص ۱۱، زرقاني ج ۶ ص ۳۴، ج ۵ ص ۱۹ جواهر البحار ج ۲ ص ۶۷، ص ۱۰۷، از

ابن حجر، ج ۲ ص ۲۲۰ عن روح البيان ج ۲ ص ۳۳، جواهر البحار ج ۲ ص ۳۲ والضياء از

خلاصة الوفي، جواهر البحار ج ۲ ص ۲۰۰، از مطالع المسرات فاسي ص ۲۶۳ ومولانا رسول ص

۱۹، زابن كشير، اخرج الطبراني والضياء وابو نعيم في الدلائل والحاكم..... والبيهقي في الدلائل.....

وابن عساكر عن عمر رضي الله تعالى عنه الاتحافات السنية في الاحاديث القديمة ص ۱۳۰، مجموع

الاربعين ص ۸۷، تفسير درمنثور ج ۱ ص ۵۸ والا جزي ايضا تجلي اليقين ص ۳۳، وحلية لابن

امیر الحاج، افضل الصلوات ص ۱۱۷، نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض ج ۳ ص ۳۹۸، مدارج النبوة ج ۲ ص ۳، تفسیر خزائن العرفان ص ۷، تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۱۹۷، بحوالہ تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۸۳، ۱۸۵ اور تفسیر خزائن العرفان و تفسیر روح البیان نے طبرانی، حاکم، ابو نعیم اور بیہقی کی روایت از سیدنا فاروق اعظم و علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مذکور واقعہ درج کیا۔ نیز تفسیر نعیمی و تفسیر خزائن العرفان اور تفسیر عزیزی میں ہے کہ ابن منذر کی روایت کے کلمے یہ ہیں۔ ”اللہم انی اسلک بجاہ محمد عبد و کرامتہ علیک ان تغفر لی خطیئتی“ ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں تیرے عبد کامل حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ اور ان کی اس کی کرامت سے جو تجھے زیبا ہے مجھے معاف فرمادے۔

تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵ تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۰۶ طبع قدیم تحت آیت فَتَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ تفسیر ازہری ضمیمہ پارہ اول ص ۸ ہر روایت ابن عساکر و الحاکم و بیہقی عن علی مرفوعاً و بروایت ابن المنذر و بحوالہ البدایہ و النہایہ ص ۸۳ از ابن کثیر و بحوالہ طبری، ص ۱۸۸ خرجه الطبرانی فی الصغیر ج ۲ ص ۸۲، ص ۸۳ و فی طبع ص ۲۰۷ ہمارے استاذ محترم علامہ فیضی مدظلہ فرماتے ہیں کہ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی متوفی ۸۰۷ھ اپنی کتاب مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۳ میں فرماتے ہیں رواہ الطبرانی فی اوسط و الصغیر و الحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۶۱۵ و ابو نعیم فی الدلائل و البیہقی فی الدلائل و ابن عساکر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً الخ تفسیر درمنثور ج ۱ ص ۵۸ و ابن عساکر ج ۲ ص ۳۵۷ روى البیہقی فی کتابہ دلائل النبوة اس کتاب کے بارے میں حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ ساری کتاب نور اور ہدایت سے لبریز ہے۔ و رواہ الحاکم و صحیح و روی الطبرانی، زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۶۲، ص ۶۳، جواہر البحار ج ۲ ص ۲۲۰، از روح البیان و جواہر البحار ج ۳ ص ۳۳۱، از ابن حجر ج ۲ ص ۳۲۱، از خلاصۃ الوفی ص ۷۳ و فی طبع ۷۰ او جواہر البحار ج ۱ ص ۴۲، عن الشفاء ج ۲ ص ۶۷، ص ۱۰۷ عن ابن حجر، ج ۱ ص ۲۰۶، ص ۲۱۰، از شیخ دیرینی ص ۲۵۲، از حبیبی، شفا شریف ج ۱ ص ۱۳ و شرحہ للقاری و الخفاجی ج ۲ ص ۲۲۳، ص ۲۲۴، ص ۲۲۵، الجواہر

المعظم ص ۶۱ لابن حجر، اخراجہ الحاکم والبیہقی والطبرانی فی الصغیر والنعیم وابن عساکر عن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶، ورواہ ابو بکر الآجری فی کتاب الشریعہ ص ۷۲ تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۷۲۳، تحت آیت فتلقی آدم، جمع الفوائد من جامع الاصول وجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۱، از امام محمد قاسی، سید سمھودی مدنی و فاء الوفاء ج ۲ ص ۱۷۳، ص ۷۲ پر ارقام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت نے روایت کیا ہے۔ ان میں سے ایک امام حاکم ہیں جنہوں نے اس حدیث کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً صحیح الاسناد روایت فرمایا ہے۔ اور امام طبرانی اسے روایت کرتے ہوئے یہ کلمے بھی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم وہ محبوب تیری ذریت سے ہے اور آخری نبی ہے۔ کنز العمال ج ۱۲ ص ۸۴ حدیث نمبر ۸۷۳ منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد ج ۲ ص ۳۰۸، ۳۰۹ مندرجہ حوالوں کے بعد استاذ محترم علامہ فیضی علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں کہ امام حاکم نے فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے امام سمھودی نے وفاء الوفا اور خلاصۃ الوفی میں اس حدیث کے صحیح ہونے کو تسلیم کیا ہے اور دیگر ائمہ اہل سنت نے اس حدیث کی توثیق کی ہے، ان میں سے کسی نے اس حدیث کے موضوع ہونے کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ اس حدیث پر بڑی جرح یہ ہے کہ اس میں عبد الرحمان بن زید ضعیف ہے لیکن کسی نے اسے کذاب اور حدیثیں گھڑنے والا نہیں کہا۔ میں کہتا ہوں اسے ضعیف کہنا بھی جرح مبہم ہے اور از روئے اصول جرح مبہم مقبول نہیں بالفرض ضعف کو مان لیا جائے تو حدیث ضعیف متعدد طرق سے مروی ہو کر اصولاً حسن بن جاتی ہے۔ جس طرح یہ حدیث ہے اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں صحیح کا دعویٰ کر کے لکھا ہے اور طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اور ابو نعیم اور بیہقی و ابن عساکر و ابن منذر اور امام آجری نے اسے صحیح مان کر نقل کیا ہے۔ امت محمدیہ نے اس حدیث کو ہاتھوں ہاتھ لے کر قبول کر لیا ہے۔ پس یہ حدیث شریف مقبول، مقبول مقبول ہے۔ اصول یہ ہے کہ حدیث ضعیف سند واحد سے ہو تو بھی مقبول ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اس حدیث کو اپنی کتاب نشر

الطیب ص ۱۴ پر بطور استدلال نقل کر کے اس کی اصحت کو تسلیم کیا ہے۔

اعتراض

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کے راویوں میں عبدالرحمان بن زید بن اسلم منفرد ہیں؟ عنوان ہے (۱) مندرجہ بالا سطور میں آپ نے دیکھا ہے کہ۔

اس حدیث کو مستند ائمہ اسلام نے نہ صرف قبول کیا بلکہ استناداً اس کو لکھا ہے۔ پھر اس حدیث کو ضعیف کہنا، کہنے والے کی ایمان کی ضعیفی کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟

(۲) کیا آپ کو وہ حدیث ضعیف لگتی ہے جس میں رسول ﷺ کی شان بیان ہو رہی ہو، کیا آپ رسول کریم ﷺ کی شان نہیں سن سکتے؟

(۳) فضائل میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہے۔ دیکھو اپنے گھر کی کتابیں براہین قاطعہ ص ۹۶ و علم الفقہ حصہ دوم ص ۱۶۴ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۵۴۳ وغیرہ (۴) اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے کیا ضعیف کہنے والا امام حاکم سے بڑا محدث اور زیادہ علم والا ہے؟

(۵) محدث طبرانی اور دیگر محدثین نے اس حدیث کو ضعیف نہیں کہا۔ ضعیف کا قول صرف امام بیہقی نے کیا ہے۔ ابن کثیر اسی کا ناقل ہے۔ امام سیوطی نے بھی اس حدیث کو خصائص میں نقل کیا ہے اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی خصائص کی یہ خصوصیت بیان فرمائی ہے کہ

منزهته عن الاخبار الموضوعه و ما یرد "خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳"

میں نے خصائص کبریٰ کو احادیث موضوعہ و مردودہ سے پاک رکھا ہے۔

لہذا ان کے نزدیک بھی یہ حدیث قابل اعتراض و ارتداد نہ رہی پس یہ حدیث محدثین کے نزدیک قابل اعتبار اور لائق حجت ہے۔

(۶) حجة الوہابیہ امام ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ نے اس حدیث کو حضرت عمر سے

روایت کیا ہے اور اس کی سند و متن پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ (الوقاع عربی ج ۱ ص ۳۳)

(۷) ائمہ اہل حدیث نے حدیث مندرجہ بالا کی سند پر اعتماد کر کے اس سے مسائل کا استنباط و استخراج کیا ہے لہذا ہمیں بھی اس پر اعتبار کرنا چاہئے۔

(۸) مقام رسالت بیان کرنے والی حدیثوں پر اعتراض کرنا دراصل لوگوں کو حضور ﷺ کی ذات پاک سے متنفر کرنے کا ایک باغیانہ بہانہ ہے۔ کما قال المنافقون کہ اب محمد اپنی عبادت کرائے گا (معاذ اللہ)

حدیث نمبر ۲

ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہوئے، حضرت عیسیٰ روح اللہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت آدم صغی اللہ ہوئے ہیں آپ کو کس فضیلت سے نوازا گیا ہے۔ فوراً جبرائیل حاضر ہوئے اور کہا (یا رسول اللہ ﷺ) آپ کا رب فرماتا ہے بے شک میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے۔ بیشک میں نے موسیٰ کو کلیم فی الارض بنایا ہے تو آپ کو کلیم فی السماء بنایا ہے بے شک میں نے عیسیٰ کو روح القدس بنایا ہے تو آپ کے اسم گرامی کو مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے تخلیق کیا اور آپ ہی آسمانوں کے شاہ سوار ہوئے ہیں یہ دولت آپ سے قبل یا آپ کے بعد کسی کو حاصل نہیں ہے اور بے شک میں نے آدم کو ابوالبشر ہونے سے ممتاز کیا ہے تو آپ کو خاتم الانبیاء بنا دیا ہے اور آپ سے زیادہ مکرم ہم نے بنایا ہی نہیں اور تحقیق ہم نے آپ کو حوض کوثر، شفاعت، ناقہ، تلوار تاج (عمامہ) عصا، حج، عمرہ اور ماہ رمضان عطا کر دیا ہے اور شفاعت کلیہ آپ ہی کے لئے ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن آپ کے لئے میرے عرش کا دراز سایہ بنا ہوگا اور آپ ہی کے سر پر تاج حمد سجا ہوگا اور میں نے آپ کے نام نامی کو اپنے نام سے ملا دیا ہے کہ جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں آپ کا ذکر ہوگا۔

ولقد خلقت الدنيا و اهلها لا عرفهم كرامتك و

منزلتك عندي ولولاك ما خلقت الدنيا

” (اے حبیب) میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ ان کو آپ کی اس کرامت اور بزرگی و منزلت سے آگاہ کروں جو میرے ہاں ہے اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔“

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۳، حجتہ اللہ علیہ الغلمین ص ۲۹)

مقام رسول ص ۲۶۲ پر مندرجہ بالا حدیث کے حوالے یہ ہیں جو اہر البحارج ج ۲ ص ۲۰۰ از مطالع المسرات فاسی ص ۲۶۲ و جو اہر البحارج ج ۲ ص ۳۲۳ از عیدروس مجموع الاربعین ص ۸۷

(۳) حدیث قدسی ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اس حدیث کو جن بزرگوں نے اپنی کتابوں میں بطور دلیل لکھا ہے ان کتابوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) مکتوبات شیخ احمد مجدد سرہندی ج ۳ ص ۲۳۲ (۲) صحائف السلوک ص ۱۰۵، صحیفہ ۷۷ از حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی (۳) جو اہر البحارج ج ۱ ص ۲۲۷ از امام عبدالکریم جیلی (۴) شرح شفاء ج ۲ ص ۲۲۵ از امام مکہ علی قاری (۵) جو اہر البحارج ج ۲ ص ۱۴۴ از شیخ محمد قادری مدنی (۶) جو اہر البحارج ج ۲ ص ۲۲۵ از تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۵۲۹ تحت آیت وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (۷) جو اہر البحارج ج ۲ ص ۲۳۵ از تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۰۰ زیر آیت یاتی من بعدی اسمہ احمد (۸) تفسیر روح البیان ج ۶ ص ۱۵۲ تحت آیت اللہ نور السموات والارض (۹) جو اہر البحارج ج ۳ ص ۷۴ از امام احمد عابدین (۱۰) جو اہر البحارج ج ۲ ص ۱۷۲، از عارف دودہ (۱۱) غیث اللغات ص ۲۸۱ (۱۲) اللہ تعالیٰ نے شب معراج فرمایا کہ اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ بناتا۔ جو اہر البحارج ج ۲ ص ۲۳۱ از امام عبدالکریم جیلی (۱۳) فیوض الحرمین ص ۱۵۲ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۴) شرح زیلخاص ۷ اشارح محمد گھلوی (۱۵) دریکتا شرح کریماص

۱۱ از حافظ محمد نذیر رام پوری (۱۶) انیس الجلیس ص ۱۳۰ (۱۷) الشہاب الثاقب ص ۴۷ مندرجہ بالا اکثر حوالے مقام رسول سے ماخوذ ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد اور حضور خواجہ مرزا مظہر جانان شہید رحمہما اللہ کے مرید علامہ قاضی ثناء اللہ مجددوی نے اس حدیث کو اپنی مشہور ترین کتاب، تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۳۰۳ پر اور علامہ عمر بن احمد نے عسیدۃ الشہدہ ص ۱۷ پر نقل کیا ہے علامہ امام نور الدین علی قاری مندرجہ بالا حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں معناه صحیح معنی کے لحاظ سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے تذکرۃ الموضوعات ص ۱۰۱)

لولا محمد ما خلقت آدم ” اگر محمد نہ ہوتے تو میں آدم کو نہ بناتا۔ استاذ العلماء علامہ فیضی مدظلہ لکھتے ہیں۔ ابوالشیخ طبقات اصفہانین میں اور امام حاکم حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ وحی کی کہ تو حضرت محمد ﷺ پر ایمان لا اور اپنی امت کو بھی یہ حکم دے کہ وہ بھی آپ پر ایمان لائیں۔ اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت و دوزخ کو اور بے شک میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ کاٹنے لگا پھر میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، لکھا تو وہ سکون میں آیا۔ اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے مستدرک ج ۲ ص ۶۱۵، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۷ و اقرہ السبکی فی شفاء السقام ص ۶۲، والبلقیسی فی فتاویٰ ومثلہ لا یقال رایا فحکمہ الرفع زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۴۲، ج ۵ ص ۲۲۲، ج ۶ ص ۳۲، قال الامام الحافظ ابن حجر کی صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ولہ حکم المرفوع، شرح حمز یہ لہ، جواہر البحار ج ۲ ص ۶۷، ص ۱۰۷، جواہر البحار ج ۲ ص ۳۲۳، از عارف عیدروس، الوافی ج ۱ ص ۳۳، اعلامہ ابن جوزی و شرح قصیدہ بردہ لشیخ زادہ ص ۱۷، بمقام رسول ص ۲۶۳،

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لے آ اور اپنی امت کو بھی اس کا حکم دے کہ جو کوئی آپ کو پائے وہ آپ پر ایمان لے آئے۔ فلو لا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار اگر حضرت محمد ﷺ نہ

ہوتے تو میں نہ آدم بناتا اور نہ جنت و دوزخ کو۔ جواہر البحارج ج ۴ ص ۷۱۳ عن امام ربلی
مقام رسول ص ۲۶۳۔

شیخ اکبر کی فتوحات میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لولاک یا محمد اے محمد اگر آپ نہ
ہوتے تو میں آسمان زمین اور جنت و دوزخ کو نہ بناتا۔

(جواہر البحارج ج ۱ ص ۱۱۳، مقام رسول ص ۲۶۳)

قال اللہ تعالیٰ لآدم علیہ الصلوٰۃ والسلام لولاہ ما خلقتک

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا اگر حضرت ﷺ نہ ہوتے تو
میں تجھے نہ بناتا، زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۴۴، ص ۶۲، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص
۴۶۶، جواہر البحارج ج ۱ ص ۴۲، ص ۲۰۶، از دیرینی ص ۲۵۲، از امام جیلی، شفا شریف و
شرحہ للقاری والحنفا جی، جواہر البحارج ج ۲ ص ۱۰۷، عن الشفا شرح بردہ لامام بیجوری ص ۲۶،
مقام رسول ص ۲۶۳، تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ ص ۳۵۔

لولاہ ما خلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضا

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر حضرت محمد ﷺ نہ ہوتے تو اے آدم میں تجھے پیدا نہ کرتا اور
نہ آسمان و زمین کو بناتا۔“ زرقانی ج ۱ ص ۴۴، نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۹۸، جواہر البحارج ج ۲
ص ۴۷، ص ۴۱۲، عن میر غنی ج ۳ ص ۳۳۱، از امام ابن حجر کی ج ۴ ص ۸۷، ص ۹۶، از
میر غنی ج ۲ ص ۲۰۰، از امام فاسی مطالع المسرات ص ۲۶۳، ماخوذ از مقام رسول ص ۲۶۳۔

لولاک ما خلقت سماء ولا ارضا

”اللہ عزوجل نے فرمایا اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو نہ

بناتا۔“ جواہر البحارج ج ۳ ص ۲۹، عن الصاوی، مقام رسول ص ۲۶۳۔

لولاک ما خلقت سماء ولا ارضا ولا جنا ولا ملکا

”اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان زمین، جن اور فرشتے نہ بناتا۔“

جواہر البحارج ج ۳ ص ۷۳، از امام صاوی، مقام رسول ص ۲۶۳

لولاک یا محمد لما خلقت الکائنات

”اے محمد ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات نہ بناتا“۔ جواہر البحارج ج ۲ ص ۲۳۵، عن روح البیان ج ۶ ص ۶۶۷، عن کتاب برہان للکرمانی وروح البیان ج ۹ ص ۵۰۰، طبع جدید کوئٹہ

فلولاه ما خلقتک ولا خلقت عرشا ولا کرسیا ولا

لوحا ولا قلما ولا سماء و لا ارضا ولا جنة ولا نارا

ولا دنیا ولا اخری

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر محبوب نہ ہوتے تو اے آدم میں تمہیں پیدائش نہ کرتا اور عرش کرسی لوح قلم آسمان زمین جنت، دوزخ اور دنیا و آخرت کچھ نہ بناتا“۔

(جواہر البحارج ج ۳ ص ۲۳۵، از محمد مغربی، مقال رسول ص ۲۶۲)

وعند الدیلمی عن ابن عباس رفعہ اتانی جبریل فقال ان

اللہ تعالیٰ یقول لولاک ما خلقت الجنة ولو لاک ما

خلقت النار

”دیلمی کی روایت میں حضرت ابن عباس سے مرفوعاً ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں بہشت کو نہ بناتا اور نہ دوزخ کو“۔

(رزقانی ج ۱ ص ۴۴، مقام رسول ص ۲۶۵، موضوعات کبیر ص ۱۰۱)

تفسیر ضیاء القرآن ج ۵ ص ۴۷۳ مشنوی شریف دفتر پنجم ص ۲۷۷) وفی روایة

ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا” ابن عساکر کی روایت ہے۔ اے حبیب اگر

آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا“۔ موضوعات کبیر ص ۱۰۱ مطبوعہ نور محمد کراچی

امام ابن حجر کی فرماتے ہیں کہ اور روایتوں میں آیا ہے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اگر میرا

محبوب نہ ہوتا تو میں آسمان زمین، طول و عرض، ثواب و عذاب، جنت و دوزخ، سورج و چاند

کونہ بناتا (جواہر البحارج ج ۲ ص ۶۷ ص ۳۴۳) از عارف عیدروس، مقام رسول ص ۲۶۵
 امام ابن حجر کی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے جس کو صاحب شفاء
 الصدور وغیرہ نے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمد ﷺ مجھے میری عزت اور
 بزرگی کی قسم۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین اور اپنے آسمان نہ بناتا اور آسمان کو رفعت
 نہ بخشا اور زمین کو وسعت و کشادگی نہ دیتا (جواہر البحارج ج ۲ ص ۱۰۷، مقام رسول ص
 ۲۶۶) لولاک لما اظهرت الربوبیة ”لہ عزوجل نے فرمایا اے محبوب اگر آپ نہ
 ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا“۔ مکتوبات شیخ مجدد سرہندی ج ۳ ص ۲۳۲ جواہر
 البحارج ج ۲ ص ۱۰۷ عنہ شرح زیلخا مولانا محمد گھلوی ص ۷، دریکتا ص ۱۱ مقام رسول ص ۲۶۶
 عطر الوردہ ص ۱۱۸ از مولوی ذوالفقار علی دیوبندی

محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ آفتاب نبوت ص ۹۴، قاری طیب دیوبندی۔

امام ابن سبع اور امام عشرتی مولاء کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ذکر کرتے
 ہیں انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا۔ آپ کیلئے پتھر یلانا لہ
 چلاتا ہوں اور سنگریزوں والی زمین بچھاتا ہوں اور آپ کی وجہ سے موجیں بناتا ہوں اور
 آپ کیلئے آسمان کو بلندی بخشی اور ثواب و عذاب مقرر کیا۔ (زرقانی ج ۱ ص ۴۴، ج ۶ ص
 ۳۴، مقام رسول ص ۲۶۵) حضرت علی مشکل کشا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب
 کریم ﷺ کو فرمایا۔ آپ مختار اور برگزیدہ ہیں آپ کے پاس میرا نور امانت ہے اور آپ
 کے پاس میری ہدایت کے خزانے موجود ہیں۔ آپ کیلئے آپ کی بستی میں پتھر یلی زمین
 پھیلاتا ہوں اور پانی برساتا ہوں اور اسے بہاتا ہوں اور آسمانوں کو بلند کرتا ہوں اور ثواب و
 عذاب دیتا ہوں اور جنت دوزخ مقرر کرتا ہوں۔

(مطالع المسرات و عنہ جواہر البحارج ج ۲ ص ۱۹۴، ج ۲ ص ۱۰۷، مقام رسول ص ۲۶۶)

عارف باللہ عاشق رسول اللہ حضرت امام جلال الدین رومی ارشاد فرماتے ہیں۔

زانکہ لولاک ست برتویح او جملہ در انعام و در تو زلیح او

گرنبود او نیابدے فلک گردش و نور و مکانی ملک
 گرنبودے او نیا بیدے بحار ہیئت ماہی و در شاہوار
 گرنبودے او نیا بیدے زمین در درو نہ گنج و بیرون یا سمیں
 رزقہا ہم رزق خواران دے اند میوہا لب خشک باران دے اند

(مثنوی دفتر ۶ ص ۲۱۰)

”اس لئے کہ آپ کے طربے میں ”لولاک“ آیا ہے سب آپ کے انعام و بخشش سے بنے ہیں۔

اگر آپ نہ ہوتے تو آسمان کو گردش اور چمک نہ ملتی اور فرشتوں کو ٹھکانہ نصیب نہ ہوتا۔

اگر آپ نہ ہوتے تو سمندر کو مچھلی کی نعمت اور درشاہوار کی دولت نہ حاصل ہوتی۔

اگر آپ نہ ہوتے تو زمین کو اندر خزانے اور باہر چنبیلی کی زینت نہ ملتی۔

رزق بھی آپ سے رزق لیتے ہیں میوے آپ کی بارش رحمت کے پیا سے ہیں۔

باب نہم

حدیث لولاک، دیوبندیوں کی نظر میں

اتنا مستند و معتبر ائمہ اور ان کی کتابوں کے حوالوں کے بعد ضرورت تو نہ تھی کہ دوسرے لوگوں کے حوالے پیش کئے جائیں مگر حجت کے لئے ان کے حوالے پیش کرنا علماء اہل سنت کا دستور رہا ہے ہم بھی اسی طریقہ حسہ پر عمل کرتے ہوئے دیوبندی حضرات کے اکابر کے حوالے حاضر کر دیتے ہیں تاکہ حدیث لولاک کا مسلم ہونا ہر فریق سے ثابت ہو جائے اور انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

نمبر ۱: بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی م ۱۲۹۷ھ لکھتے ہیں۔
عجب نہیں جو روایت ”لولاک لما خلقت الا فلاک“ صحیح ہو کیونکہ اس کا مضمون صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (آب حیات ص ۱۸۶)
نمبر ۲: مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے لکھا ہے۔

قوله لولاہ اقتباس من حدیث لولاک لما خلقت الا فلاک و لولاک لما اظہرت الربوبیۃ (عطر الوردہ ص ۱۸)
”اس کا قول۔ لولاہ اگر وہ نہ ہوتے حدیث لولاک کا اقتباس (اثبات میں دو حدیثیں پیش کر کے دونوں کو صحیح و درست تسلیم کر لیا ہے)۔“
نمبر ۳: یہی مولوی صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔
(آپ ﷺ) ہی باعث ایجاد خلق کہ اول ما خلق اللہ نوری سب سے پہلے اللہ نے آپ ﷺ کے نور کو پیدا کیا۔

وقال مخاطبا لادم لولاہ ما خلقتک
”اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں نہ بناتا۔“

وورد ایضاً لولاک لما خلقت الافلاک
”اور یہ بھی آیا ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ بناتا۔“

(عطر الوردہ ص ۲۶، ص ۹۵)

(۴) مولوی حسین احمد مدنی صدر المدرسین مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں۔

شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں (یعنی وہابیوں کے گستاخی والے کلموں میں سے ایک کلمہ گستاخی یہ ہے کہ وہابی حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور حضور ﷺ کو اپنے جیسا کہنا گستاخی ہے) اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں (یعنی وہابیوں کی یہ کدو کاوش انکی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی ہے دینی خدمت اور ہدایت نہیں ہے) ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے (یعنی حضور ﷺ کا حق ہر وقت امت پر ہے اور ان کی ذات سے بعد وفات بھی فائدہ ہوتا ہے اب بھی وہ ہمارے محسن ہیں جو یہ نہ مانے وہ وہابی ہے اور گستاخ ہے) اور اسی وجہ سے تو سل دعا میں آپ کی ذات پاک بعد وفات ناجائز کہتے ہیں (یعنی دعا میں حضور ﷺ کا واسطہ وسیلہ پیش کرنا جائز ہے جو اس کو ناجائز کہے وہ وہابی ہے وہ گستاخ ہے) (وہابیوں) کے بڑوں کا عقیدہ یہ ہے معاذ اللہ، معاذ اللہ (پناہ بخدا، پناہ بخدا) نقل کفر، کفر نہ باشد (یعنی کفر یہ بات کو نقل کرنا کفر نہیں) کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے یہ بھی نہیں کر سکتے یہ بھی وہابیوں کی گستاخی ہے)

ان ہمارے حضرات اکابر کے اقوال و عقائد کو ملاحظہ فرمائیے یہ جملہ (دیوبندی) حضرات حضور پر نور ﷺ کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الہیہ و میزاب رحمت

غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے بیٹھے ہیں ان (دیوبندیوں) کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جہتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہونگی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرضیکہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ، واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے یہی معنی لولاک لما خلقت الافلاک (اگر آپ نہ ہوتے میں آسمان کونہ بناتا) اور اول ما خلق اللہ نوری (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا) اور ”انا نبی الانبیاء (میں نبیوں کا بھی نبی ہوں) کے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص ۷۷)

دیوبندیوں کے مادر علمی مدرسہ دیوبند کے صدر مدرس نے نہایت وثوق سے وہابیوں کی گستاخیوں کو گنا ہے ان میں سے چند گستاخیاں آپ کے سامنے ہیں۔ یعنی وہابی لوگ ایک ایسا فرقہ ہیں جن کی بنیاد گستاخی ہے۔ ان کی گستاخیوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے عرب شریف کے علماء اعلام اور عجم کے فضلا کرام نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں، مثلاً امام مکہ المکرمہ علامہ سید رحلان زینی کی کتاب

الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ و دیگر علماء کی
کتابیں علماء المسلمین و الوہابیوں، المنحة الوہیہ
فی رد الوہابیہ، فتنة الوہابیہ، خلاصة الکلام جز ثانی،
الفجر الصادق الحمل المتین، الحقائق الاسلامیہ فی
الرد علی المزاعم الوہابیہ، الکوکبة الشہابیہ،

رد وہابی الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ

وہابیوں کے گستاخ ہونے کی شہادت تو انکی حلیف پارٹی کے صدر مدرس نے دیدی ہے اور اپنے بڑے دیوبندیوں کی حمایت انہوں نے اس معنی میں کی ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ نبوت کے لئے بے ادب و گستاخ نہیں ہیں حالانکہ انہوں نے بھی اس میں کوئی کمی نہیں

کی بلکہ جس طرح دیوبندی وہابیوں کو گستاخ قرار دے گئے ہیں اب خود وہابی نجدی، دیوبندیوں کو کافر و مشرک و مرتد وغیرہ کہنے لگے

چنانچہ مفتی نجد (سعودیہ عربیہ) حمود بن عبد اللہ التویجری متوفی ۱۳۱۳ھ اپنی کتاب ”القول البلیغ فی التحدیر من جملة التبلیغ“ میں لکھتے ہیں۔ ما فعله محمود حسن انما هو کفر صریح (ص ۱۲۱) محمود حسن دیوبندی نے جو کچھ کیا ہے وہ کفر ہے (۲) تھانوی صاحب اور اس کے ایک مرید کی خبر لیتے ہوئے لکھتے ہیں، هذا کفر من المرید بفتح المیم و شیخہ شرمہ لانه اقره علی الکفر (ص ۱۱۲) یہ مرید کا کفر ہے اسے مرید کہنا مناسب ہے اور اس کا پیر اس سے زیادہ برا ہے کیونکہ اس نے اسے کفر پر برقرار رکھا۔ (۳) تھانوی کے خلیفے عبد الناجد دریابادی نے تھانوی کو اپنی نماز میں حاضر ناظر مانا اور انکا تصور کر کے نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا کہ یہ عمل محمود ہے یا نا محمود ہے، تھانوی نے جواب دیا یہ عمل محمود ہے نجدیوں نے کہا یہ عمل نماز میں شرک باللہ اور کفر ہے (ص ۱۱۷)

(۴) مولوی حسین احمد مدنی نے لکھا ہے یا رسول اللہ کہنا جائز ہے اس پر تقی الدین ہلالی نجدی نے کہا۔ وینک یا مشرک۔ اے مشرک تیری بربادی ہو (۸۹) (۵) مولوی یوسف بنوری کے بارے میں لکھا۔

الدجال البنوری (ص ۱۳۱) یعنی نجدیوں نے دیوبندیوں کی خوب مرمت کی اور انہیں اسلام کے گھر سے باہر نکال کر دم لیا۔ دراصل وہابی نجدی کے ہوں یا ہندوستان کے وہ اپنے سوا کسی دوسرے کو مسلمان ماننے کیلئے تیار نہیں اور ان کی نظروں میں ان کے علاوہ تمام کلمہ گو معاذ اللہ کافر و مشرک ہیں چنانچہ شیخ الاسلام بالنسجد الحرام علامہ سید احمد بن زینی دحلان متوفی ۱۳۰۴ھ ارقام فرماتے ہیں، وکانوا یصرحون بتکفیر الامة وہابی صراحة امت محمدیہ کی تکفیر کرتے ہیں (الدر السنیہ ص ۵۲، خلاصۃ الکلام ج ۲ ص ۲۳۷) اب ہندوستانی وہابی کی عبارت ملاحظہ ہو۔ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے۔ اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں

(تفویہ الایمان دہلی ص ۵ و ص ۱۰ کراچی) فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۳۳۹ پر ہے کہ وہابی اپنے بغیر کسی اور کو مسلمان نہیں بلکہ سب کو مشرک کہتے ہیں ”اور ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جو غیر مشرک کو مشرک کہے تو وہ خود مشرک ہو جاتا ہے“ (الحدیث)

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سوال: دیوبندی وہابیوں سے سوال یہ ہے کہ، کیا آج بھی حضور ﷺ امت کیلئے واسطہ و وسیلہ ہیں؟ اور کیا آج بھی کائنات پر آپ کی رحمتیں برس رہی ہیں؟ اور کیا یہ صحیح ہے کہ آپ نہ ہوتے تو کائنات نہ ہوتی؟ اور کیا یہ درست ہے کہ سب سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو سچے دل سے کلمہ پڑھ کر جماعت اہل سنت کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔

دیوبندیوں کے حکیم امت و مجد ملت جناب اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ امام حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔
(نشر الطیب ص ۱۳)

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

محمد ﷺ نہ ہوتے خدائی نہ ہوتی خدا نے یہ دنیا بنائی نہ ہوتی
جے تو نہ جلوہ گر ہوندا جہان سارا پدہر ہوندا
ہو دن دا بند در ہو ندا اے کنجی میم لائی ہے
مولوی نقیب احمد دیوبندی، شیخ سعدی کے شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ترا عزو لولاک تمکین بس است ثنائے تو طہ و یسین بس است
قولہ ترا لولاک آہ اے عزت تو لولاک و
قدر تو زین کافی است واین

ممکن است اشارہ بحدیث لولاک لما
خلقت الا فلاک آمد ائی این شرف
تو کافی است کہ اللہ تعالیٰ در شان تو این کلام مبارک
فرمودہ و ثنائے تو این کافی کہ خدا ترا در قرآن بطہ و
یسین یاد کرد (حاشیہ بوستان ص ۲۰ مطبوعہ پشاور)

قاضی سجاد حسین دیوبندی فتح پوری مندرجہ بالا شعر کے تحت لکھتے ہیں۔
لولاک، حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں
زمین و آسمان پیدا نہ کرتا۔ طہ و یسین سورۃ طہ و یسین میں آنحضور ﷺ کی تعریف ہے۔
(بوستان ص ۱۰ مطبوعہ ملتان)

بانی مدرسہ دیوبند بھارت جناب محمد قاسم نانوتوی دیوبندی م ۱۲۹۷ھ نے لکھا ہے۔
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زہبار
کہاں وہ مرتبہ کہاں عقل نارسا اپنی کہاں وہ نور خدا، اور کہاں یہ دیدہ زار
ع، غ ہے گل اس نور کے آگے زبان کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار
جہاں کے جلتے ہوں پر، عقل کل بھی پھر کیا لگی ہے جان جو پہنچیں وہاں میرے افکار
مگر کرے میری روح القدس مددگاری تو اسکی مدح میں بھی کروں رقم اشعار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عاز
(قصائد قاسمی)

مسک دیوبند کا حامی مولوی ظفر علی خان کہتا ہے۔

گر ارض سماء کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو

یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

(ارمغان نعت و چمنستان)

باب دہم

حدیث لولاک پر اعتراض و جوابات

سوال: ”لولاک لما خلقت الافلاک“ کو صنعانی نے ”مقاصد“ میں موضوع قرار دیا ہے، لہذا یہ روایت قابل استدلال نہ رہی۔ (دیکھو تذکرۃ الموضوعات، فتنی، ص ۸۶)

جواب نمبر ۱

صنعانی کون ہے؟ اس حدیث کو موضوع قرار دینے والا؟ اس کی حیثیت بیان کریں؟ اور اس حدیث کے موضوع ہونے کی وجہ بیان کریں؟

جواب نمبر ۲

امام کعبہ حضرت علی قاری مکی علیہ رحمۃ الباری نے اپنی تذکرۃ الموضوعات میں اس حدیث کو لکھنے کے بعد صنعانی کے قول کی تردید کر دی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

لکن معناه صحیح

لیکن یہ حدیث معنی کے لحاظ سے صحیح ہے (تذکرہ صفحہ نمبر ۱۰۱)

جواب نمبر ۳

گزشتہ صفحات میں ہم نے اکثر آئمہ اسلام کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے ان سب کے سامنے ایک صنعانی کے اپنے قول کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے کون ہے جو اکثر کو چھوڑ کر اکیلے کی بات پر کان دھرے۔

جواب نمبر ۴

یہ حدیث محبوب خدا ﷺ کی فضیلت ظاہر کرتی ہے اور افلاک کے مخلوق ہونے کی طرح آپ کے مخلوق ہونے اور عظیم المرتبت ہونے پر دلالت کرتی ہے لہذا اس کا موضوع ہونا علم و عقل کی روشنی میں ناقابل تسلیم ہے۔

جواب نمبر ۵

جب اکثر محدثین و علماء نے اس حدیث کو قبول کر لیا ہے پھر اس حدیث کو موضوع قرار دینے والا دراصل رسول کریم ﷺ کی قصر شان کرنے والا بے ادب، موذی و گستاخ تو ہو سکتا ہے کوئی عاشق رسول اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کا غلام نہیں ہو سکتا۔

جواب نمبر ۶

اس حدیث کی تابید بہت سی احادیث سے ہو جاتی ہے۔ لہذا اس کو موضوع قرار دینا درست نہیں۔

جواب نمبر ۷

استاذ العلماء علامہ منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث معنی اور مفہوم کے اعتبار سے صحیح ہے اگرچہ ان کلمات سے انکی تخریج نظر سے نہیں گزری، امام علی قاری نے اسی طرح اپنی موضوعات میں فرمایا ہے۔ (مقام رسول ص ۲۶۱ حاشیہ ۱)

جواب نمبر ۸

دیوبندی وہابی علماء نے بھی اس حدیث پر جرح نہیں کی بلکہ اس کو قبول کیا ہے اور اسے دلیل وثبوت کے طور پر اپنی کتابوں میں لکھ کر اس کا درست ہونا اور حجت ہونا تسلیم کیا ہے لہذا اس کو موضوع قرار دینا یکطرفہ فیصلہ اور ذاتی و نجی رائے ہے جو بذات خود موضوع ہے۔

جواب نمبر ۹

علامہ امام نور الدین علی بن سلطان محمد المعروف ملا علی قاری مکی نے لکھا ہے دیلمی کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً موجود ہے کہ حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور کہا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) لولاک ما خلقت الجنة اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت کو نہ بناتا لولاک ما خلقت النار اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں جہنم کو نہ بناتا اور ابن عساکر کی روایت میں ہے۔ لولاک ما خلقت الدنيا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا (تذکرۃ الموضوعات ص ۱۰۱) بہشت اور

دوزخ کی نسبت آپ کی طرف اس لئے کی گئی ہے۔ کہ بہشت غلامان رسول ﷺ کے لئے اور جہنم دشمنان مصطفیٰ ﷺ کی خاطر معرض وجود میں آئی چنانچہ امام المسلمین سیدی و سندی اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے۔

خلد تو گھر ہے غلامان رسول اللہ کا اور جہنم دشمنان مصطفیٰ کے واسطے اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا رورو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال نے خوب طبع آزمائی فرمائی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں

تعجب تو یہ ہے کہ فردوس اعلیٰ بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ
تماشہ تو دیکھو کہ جہنم کی آتش لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ
جواب نمبر ۱۰

حضرت امام محمد المہدی قاسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا ”لولا محمد ما خلقتک“ ترجمہ: اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ اور دوسری روایت میں آیا ہے۔ لولا محمد ما خلقتک ولا خلقت السماء ولا ارضا ترجمہ: اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ آسمان و زمین کو (مطالع المسرات ص ۲۶۳) مندرجہ بالا دس جواہروں سے ثابت ہوا کہ ”لولاک“ والی حدیثیں اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ بالکل صحیح و درست ہیں اور ان میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں، قرآن مجید کی متعدد آیات کی طرح ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اول الخلق اور حقیقتہ الحقائق ہیں بلکہ آپ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

محمد سر قدرت ہیں کوئی رزائی کیا جانے

شریعت میں تو بندہ ہیں حقیقت میں خدا جانے

حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

چنانچہ حبیب خدا در اللہ المکنوں سر اللہ الخزون ﷺ نے اپنے یار غار و رفیق فی المرار حضرت سیدنا صدیق اکبر کو مخاطب کر کے فرمایا یا ابابکر والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی ترجمہ: اے ابوبکر قسم اس ذات پاک کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ حقیقۃ مجھے میرے رب کی سوا کوئی نہیں جانتا۔ یعنی میری حقیقت کو میرا رب جانتا ہے۔ امام عبدالقادر جزائری اس حدیث کے تحت ارقام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی حقیقت کے سمندر کا کوئی ساحل و کنارہ نہیں امام عبدالسلام فرماتے ہیں مخلوق آپ کی حقیقت کے ادراک سے عاجز ہے۔ امام قسطلانی شارح بخاری اور علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں واصفان رسول کریم آپ کی حقیقت تک نہ تو پہنچ سکے اور نہ ہی اسے احاطہ میں لا سکے۔ علامہ علی قاری مکی فرماتے ہیں مخلوق نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اور اس کے محبوب کو نہ پہچان سکے اور وہ آپ کو کیسے پہچان سکتے کیونکہ ان کی آنکھوں کو بشریت کے پردے نے ڈھانپ لیا ہے۔ امام مناوی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حقیقت کو اس طرح بنایا ہے کہ ہماری عقلیں اس کی معرفت سے قاصر ہیں اور (جب سے آپ معرض وجود میں آئے) اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حقیقت پر وصف نبوت کا فیضان فرمادیا تھا۔ امام عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں۔ آپ کی حقیقت کو کسی نے اپنے فہم سے نہ جانا اور نہ وہاں اپنے علم سے کسی شئی کا احاطہ کیا۔ حضرت امام سید عبداللہ میر غنی فرماتے ہیں۔ کسی نے حقیقت محمدیہ سے ایک ذرہ کا بھی ادراک نہ کیا اور نہ ادراکات کے ذریعہ سے کھوج لگانے والا آپ کے کمال حال کے سمجھنے میں کامیاب ہوا موصوف نے اس کی وجہ بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے۔ یہ سب اپنے عجز و نقص کے دریا میں ڈوبنے لگے اور کسی پہلے و پچھلے نے آپ کی حقیقت کا ادراک نہ کیا اور یہ کسی کیلئے ممکن نہ ہو سکا کیونکہ آپ کا خلق قرآن ہے اور آپ کی ذات از نور ذات رحمن ہے، آپ کو احسان کے جملہ مراتب حاصل ہیں آپ ہی حبیب اکرم اور مخصوص باجلی اعظم ہیں ﷺ امام احمد الصاوی فرماتے ہیں مخلوق کے افہام آپ کی

حقیقت کے ادراک سے عاجز ہیں اس لئے تو آپ نے اعلان فرمادیا تھا کہ میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ امام ابو العباس فاسی فرماتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ اس مقام و مرتبے پر فائز ہے کہ وہاں نہ تو عرفان کی رسائی ہے اور نہ ادراک کی اور نہ ہی کسی کو اس میدان میں اترنے اور کامیاب ہونے کی امید ہے۔ کیونکہ آپ کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اس لئے کہ آپ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور ایسا راز جو محض نور الہی ہے جس کے ادراک سے خاص الخاص کی عقلیں بھی عاجز ہیں۔ حقیقت محمدیہ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے غیبوں میں سے ایک غیب ہے اور اس میں جو معارف و علوم و اسرار و فیوض و تجلیات و عطیات و بلند احوال اور پاکیزہ اخلاق ہیں ان پر کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ علامہ ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں۔

لا يعلم حقيقة و صفه الا خالقه ﷺ

حضور ﷺ کی وصف حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (المواہب ص ۲۲) مقام رسول سے ماخوذ مندرجہ بالا بیانات سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے رسول کریم اول الخلق ہیں اور اگر آپ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور آپ کی حقیقت تک پہنچنا کسی کے بس میں نہیں۔

علامہ ابن تیمیہ کا عقیدہ

امام الوہابیہ علامہ ابن تیمیہ حرائی متوفی ۷۲۸ھ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضور ﷺ کے مقام رفعت کو چھونا کسی کے علم و عقل کے اختیار میں نہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

كان من ربه بالمنزلة العليا التي تقاصرت العقول و

اللسنة عن معرفتها و نعتها و صارت غايتها من ذلك

بعد التناهي في العلم و البيان الرجوع الى عيها و

صمتها

یعنی حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے پاس ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ عقلیں و زبانیں اس

کی معرفت اور اس کی صفت سے قاصر ہیں۔، علم و بیان میں انتہاء تک پہنچنے کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ سوائے چپ اور عجز کے کچھ حاصل نہ ہوا (الصارم المسلول ص ۲) علامہ ابن تیمیہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے قائم مقام بنایا۔ آپ کا حکم دراصل اللہ تعالیٰ کا حکم ہے آپ کی نبی دراصل اللہ تعالیٰ کی نبی ہے۔ آپ کی اخبار دراصل اللہ تعالیٰ کی اخبار ہے اور آپ کا بیان درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بیان ہے۔

(الصارم المسلول ص ۴۱)

ہمارے مرشد کریم غزالی زماں رازی دوران امام اہلسنت حضرت علامہ قبلہ کاظمی کریم قدس سرہ العزیز عبد مازون کی تعریف کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔ عبد مازون وہ غلام ہے جو مالک کی ملک اور اس کے قبضہ میں ہے۔ اس کی قابلیت، صلاحیت، استعداد اور خوبی کی وجہ سے اس کے مالک نے اپنے کاروبار میں اسے مختار و مازون بنا دیا ہو..... اس کا بیچنا، خریدنا، لینا، دینا سب کچھ اس کے مالک کا بیچنا، خریدنا لینا دینا متصور ہوگا..... اللہ تعالیٰ کے محبوبین و مقربین بمنزلہ عبد مازون کے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے قرب کے مطابق مازونیت کا شرف عطا فرماتا ہے، ساری کائنات میں رسول کریم ﷺ کے برابر کوئی اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں لہذا آپ سب سے بڑھ کر اس کے عبد مازون ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ (النجم)

”اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔“

وَمَا تَرَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (الانفال: 17)

”اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نے پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔“

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء: 80)

”جن نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔“

پھر فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (فتح: 10)

(بیشک وہ جو آپ کی بیعت کرتے ہیں بلاشبہ وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے) حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ”اللہ يعطى وانا قاسم“ (اللہ تعالیٰ سب کچھ دینے والا ہے اور میں سب کچھ تقسیم کرنے والا ہوں) مختصر یہ کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبد ماذون ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ آپ کا قول اللہ تعالیٰ کی وحی و فرمان ہے اور آپ کا فعل مبارک اللہ تعالیٰ کا فعل مبارک ہے۔ آپ کی خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی خرید و فروخت ہے۔ آپ کا دینا و لینا، اللہ تعالیٰ کا دینا و لینا ہے۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۱۱)

شیخ محقق حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔
وے ﷺ خلیفہ مطلق و نائب کل جناب اقدس است مے کند و مے دہد ہر چہ خواہد باذن وے۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں اس کے اذن سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں دیتے ہیں (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۳۱۵)
شیخ محقق اشعۃ کی ج ۱ ص ۲۴۲ میں امام محمد بکری مصری سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ متولی امور مملکت الہیہ ہیں کون و مکان کے تمام امور آپ کے سپرد ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے مختار عام ہیں اور آپ کی سلطنت کا دائرہ سب سے بڑا ہے۔ امام ربانی علامہ شعرانی امام سیوطی سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہین کا مالک بنا دیا ہے جسے چاہیں زمین الاٹ کریں یا جسے چاہیں جنت عطا فرمادیں۔

(ملخصا کشف الغمہ، و مقام رسول ص ۳۳۵)

امام اہل سنت غزالی زمان علامہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں، عالم اجسام میں حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں لیکن عالم حقائق میں خلیفۃ اللہ الاعظم اور اول خلائق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔ تخلیق آدم سے پہلے آپ ہی منصب خلافت اور مسند نبوت پر متمکن ہوئے جیسا کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا۔

کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد رواہ ابو نعیم وابن سعد والطبرانی جامع صغیر ج ۲ ص ۹۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نبی تھا اور آدم علیہ السلام جسم و روح کے درمیان تھے..... اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم حضور ﷺ ہی ہیں، آدم علیہ السلام کی معرفت آپ کی خلافت کا ظہور ہے۔ جیسا کہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی نے فرمایا، ترجمہ: در حقیقت حضور ﷺ ہی اللہ کی مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں اور زمینوں اور بلند آسمانوں میں سب سے پہلے امام آپ ہی ہیں، اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو نہ آدم پیدا ہوتے نہ ان کے علاوہ کوئی اور چیز۔ (التبیان ص ۱۳۰، ۱۳۱، ضیاء القرآن)

مندرجہ بالا اقوال سے ثابت ہوا کہ اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد عربی ﷺ کی حقیقت کو کسی پر ظاہر نہیں کیا اور آپ کو خلافت عظمیٰ عطا فرما کر ساری مخلوق کا حاکم و مطاع بنا دیا ہے اور بھیک مانگنے والوں کو سرکار کا در دکھا دیا ہے۔ چنانچہ، مقتداء و ہابیت پیشوائے غیر مقلدیت نواب آف غیر مقلد میاں صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔

عن ربیعة بن کعب الاسلمی بفتح راو کسرہ باء کتبت
او ابو فراس ست بکسر فاوسین در آخر معدودست،
در اهل مدینہ و اصحاب صفہ صحابی قدیم است خادم
رسول خدا ﷺ و ملازم در گاہ در سفر و حضر بود از
قدمائے صحابہ مات سنة ثلاث و ستین روی عنہ
جماعة (رضی اللہ عنہ قال) گفت بودم من کہ شب مے
کردم با پیغمبر خدا ﷺ پس آنحضرت را آب وضو
طیار مے داشتم مے کردم حاجتها و خد مہتامے دیگر
آنحضرت ﷺ مانند جامہ و مسواک و شانہ و جزآن
پس (قال لی النبی) گفت مرا آنحضرت ﷺ (سل)

بطلب هر چه می خواهی از خیر دنیا و آخرت اواز
اطلاق این سوال که فرمود بخواه و تحصیص نکرد به
مطلوبے خاص، معلوم میشود کہ کار همه بدست
همت کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم هر چه خواهد و هر کرا
خواهد باذن پروردگار خود بدهد

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری بدرگاہش هر چه می خواهی تمنا کن
فقلت اسالک مرافقتک فی الجنة فقال او غیر ذلک
فقلت هو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرة
السجود رواه مسلم (مسک الختام ج ۱ ص ۵۲۱، ص ۵۲۲)

خلاصہ یہ کہ حضرت ربیعہ سلمیٰ اصحاب صفہ میں سے تھے صحابی قدیم حضور ﷺ کے
خادم اور آپ کے سفر و حضر کے ملازم تھے ۶۳ھ میں وصال فرما گئے حضور ﷺ کیلئے وضو کا
پانی اور کپڑے و مسواک و کنگھا وغیرہ تیار رکھتے تھے ایک رات وضو کا پانی لائے تو سرکار نے
فرمایا ربیعہ مانگ لے۔ یعنی دنیا و آخرت کی جو چیز ضرورت ہو طلب کر اور سوال کو مطلق رکھ کر
فرمایا مانگ اور مطلوب کو مخصوص نہ کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت کے تمام کام
حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں اور جس کے لئے چاہیں باذن اللہ عطا فرمائیں۔

(اے مسلمان) اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی کا آرزو مند ہے تو بارگاہ رسالت مآب
ﷺ میں حاضر ہو کر جو چاہے مانگ لے۔ حضرت ربیعہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ میں تو آپ سے یہی مانگتا ہوں کہ مجھے بہشت میں آپ کی رفاقت و غلامی مل
جائے، آپ نے فرمایا اس کے علاوہ کیا چاہئے؟ میں نے عرض کیا یہی کافی ہے فرمایا، تم
سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو، (نسائی شریف ج ۱ ص ۱۱۳، مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۳،
مشکوٰۃ ص ۸۴) سید الصالحین والاکاملین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح جملہ ائمہ اسلام
مثلاً شیخ الاسلام حضرت علی قاری کی متوفی ۱۰۱۲ھ شیخ المسلمین حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث

دہلوی م ۱۰۵۲ھ و دیگر علماء اہل سنت بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی اپنے حبیب ﷺ کی جھولی مبارک میں رکھ دی۔ جو چیز درکار ہو، حضور ﷺ کی بارگاہ عرش پناہ سے حاصل کرو۔

(دیکھو مرقاة شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۵۰، مقام رسول ص ۳۱۰، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۹۶)

مانگ جو تیرا جی چاہے

طبرانی معجم اوسط اور خرائطی مکارم اخلاق میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ ﷺ سے جب کوئی شخص کچھ سوال کرے اگر حضور کو منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے کسی کو لایعنی نہ نہ فرماتے ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے پھر سوال کیا سکوت فرمایا پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس ﷺ نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا سل ہامشنت یا اعرابی اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں فغبظناہ فقلنا الان یسال الجنة یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ اعظم ﷺ نے فرمایا دیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا، اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں۔ فرمایا عطا ہوا، عرض کی حضور سے زاد راہ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دریا اترنے کا حکم ہوا کنارے دریا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیئے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی الہی یہ کیا حال ہے ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر معلوم

ہے کہا ہاں۔ فرمایا تو مجھے بتادے عرض کی لا واللہ حتی تعطینی ما اسئلك خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمادیں فرمایا ذَالِكْ لَكَ تیری عرض قبول ہے فانت فانی اسئلك ان اکون معك فی الدرجة التي تكون فیها فی الجنة پیرزن نے عرض کی تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں میں آپ کے ساتھ ہوں اس درجے میں جس میں آپ ہوں گے قال سلی الجنة موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جنت مانگ لے یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر قالت لا واللہ الا ان اکون معك پیرزن نے کہا خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں فجعل موسیٰ یرددها فوحي اللہ ان اعطاها ذلك فانه لن ينقصك شئنا فاعطاها ”موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اس سے یہی رد و بدل کرتے رہے اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے وہی عطا کر دو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں۔“ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے جنت میں اپنی رفاقت اسے عطا فرمادی۔ اس نے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر بتادی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرما گئے۔ اقول وباللہ التوفیق بحمدہ تعالیٰ اس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جان و ہاپی پر کو کب شہابی ہے۔

خود حدیث کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں رحمت پر نبی ﷺ کا ہاتھ پہنچتا ہے جو چاہیں جسے چاہیں عطا فرمادیں۔

اولاً حضور اقدس ﷺ کا اعرابی سے ارشاد کہ جو جی میں آئے مانگ لے۔ حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علمائے کرام نے عموماً استفاد کیا یہاں صراحتہ خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وبارک علیہ وعلیٰ الہ قدر وجودہ وتوالہ ونعمہ وافضالہ۔

یہی اعتقاد صحابہ کرام کا تھا کہ حضور کا رخاۃ الہی کے مختار کل ہیں
 ثانیاً یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام
 انعام کا ارشاد اکرام ہمیں نصیب ہوتا۔ حضور تو اسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے
 جنت مانگے گا، معلوم ہوا کہ بجز اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس ﷺ کا
 ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزان رحمت دنیا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب
 سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جس چاہیں بخش دیں ﷺ۔ ثالثاً خود حضور اقدس ﷺ کا اس
 وقت اس اعرابی کے تصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگنے
 بیٹھا پیرزن اسرائیلیہ کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو
 ہم تو زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اسے عطا فرما دیتے
 ﷺ۔ رابعاً ان بڑی بی پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں بھلا انہوں نے موسیٰ علیہ الصلاۃ
 والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسے اعلیٰ درجے عطا کر دینے
 پر قادر مان کر شرک کیا تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو تسلیم کو کیا ہوا کہ یہ با آن شان غضب و
 جلال اس شرک پر انکار نہیں فرماتے اس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا
 تھا تو ان چیزوں کا جو اپنے اختیار کی ہوں بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ خدا کے گھر
 کے معاملے ہیں ان میں میرا اختیار تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن جدید
 نام کے تقویۃ الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر و کفران میں فرمائیں گے۔ ”کہ انبیاء میں
 اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو“۔ میں تو
 میں مجھ سے اور تمام جہان سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین ﷺ کی نسبت ان کی وحی
 باطنی میں اترے گا کہ جس کا نام محمد (ﷺ) ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ خود انہیں کے نام
 سے بیان کیا جائے گا کہ میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا
 مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں۔ نیز کہا جائے گا۔ ”پیغمبر نے اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا
 دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو سو یہ میرا مال موجود ہے

اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔ بڑی بی کیا تم سٹھیا گئی ہو دیکھو تقویۃ الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون محمد سید الانبیاء ﷺ اور معاملہ بھی کس کا خود ان کے جگر پارے کا اور وہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچا لینا اس کا تو انہیں خود اپنی صاحبزادی کے لئے کچھ اختیار نہیں وہ اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آسکتے تو کہاں وہ اور کہاں میں کہاں ان کی صاحبزادی اور کہا تم۔ کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخش دینا بھلا بڑی بی تم مجھے خدا بنا رہی ہو پہلے تمہارے لئے کچھ امید بھی ہو سکتی تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کر لی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے کچھ نہ فرمایا اس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔ خامساً انکار در کنار اور رجسٹری کہ سلی الجنة اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں عطا کر دیں گے تمہیں یہی بہت ہے افسوس موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کیا شکایت کی کہ امام الوہابیہ اگرچہ یہودی خیالات کا آدمی ہے جیسا کہ ابھی آخر وصل اول میں ثابت ہو چکا مگر اپنے آپ کو کہتا تو محمدی ہے خود محمد ﷺ نے اس کے جدید قرآن تقویۃ الایمان کو جہنم پہنچایا ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا اس عظیم سوال کے صریح شرک پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحۃً عطا فرمادینے کا متوقع کر دیا اب اگر وہ جل جل کر ان کی توہین نہ کرے ان کا نام سونو گستاخیوں سے نہ لے تو اور کیا کرے کیا بیچارہ کلیم کا مردود حبیب کا مارا اپنے جلے دل کا پھینچو لے بھی نہ پھوڑے مثل مشہور ہے کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان ولله العزۃ و لرسوله وللمؤمنین ولكن المنافقین لا یعملون۔ سادساً سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے۔ کلیم علیہ الصلاۃ والسلام نے امام الوہابیہ سے یہ دکھائی برتی تو اسے جائے عذر تھی کہ موسیٰ بدین خود مابدین خود حبیب ﷺ نے تقویۃ الایمان کی یہ صریح تذلیل و تضلیل فرمائی تو اسے آنسو پوچھنے کو جگہ تھی کہ وہ نبی امی ہیں پڑھے لکھے نہیں کہ تقویۃ الایمان پڑھ لیتے ان

احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے مگر پورا قہر تو خدا نے توڑا کہ بڑی بی بی کے شرک اور موسیٰ کے اقرار کو خوب مسجل و مکمل فرما دیا۔ وحی آئی تو کیا آئی کہ اعطھا ذلک موسیٰ جو یہ مانگ رہی ہے تم اسے عطا کر بھی دو اس بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے واہری قسمت یہ اوپر کا حکم تو سب سے تیز رہا یہ نہیں فرمایا جاتا کہ موسیٰ تم ہو کون بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرہ بھر اختیار ہے ہی نہیں یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ سے نہیں بچا سکتے تم ایک بڑھیا کو جنت بھٹائے دیتے ہو اپنی گرم جوشی اٹھا رکھو تقویۃ الایمان میں آچکا ہے کہ ہمارے یہاں کا معاملہ ہر شخص اپنا درست کرے بلکہ علی الرغم الثانیہ حکم آتا ہے کہ موسیٰ تم اسے جنت کا یہ عالی درجہ عطا کر دو۔ اب کیسے یہ بے چارہ کس کا ہو کر رہے جس کے لئے توحید بڑھانے کو تمام انبیاء سے بگاڑی دین و ایمان پر دوٹی جھاڑی صاف کہہ دیا کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خبط ہے اسی خدا نے یہ سلوک کیا اب وہ بے چارہ ازیں سو ماندہ ذرا آنسو راندہ سوا اس کے کیا کرنے کہ اپنی اکلوتی چہر توحید کا ہاتھ پکڑ کر جنگل کو نکل جائے اور سر پر ہاتھ دھڑ کر چلائے۔

ماز یاراں چشم یاری داشتیم

خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم

مجھے امام الوہابیہ کے حال پر ایک حکایت یاد آئی اگرچہ میں ذکر احادیث میں ہوں مگر بمناسبت محل ایک ادھ لطیف بات کا ذکر خالی از لطف نہیں ہوتا جسے گھبیس کہتے ہیں اور یہ بھی سنت سے ثابت ہے کما فی حدیث خوافة ام زرع میں نے ایک عالم سنت رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ رافضیوں کے کسی محلے میں چند غریب سنی رہتے تھے روافض کا زور تھا ان کا مجتہد پچھلے پہر سے اذان دیتا اور اس میں کلمات ملعونہ بکتا ان غریبوں کے قلب پر آرے چلتے آخر مرتا کیا نہ کرتا چار شخص مستعد ہو کر پہلے سے مسجد میں جا چھپے وہ اپنے وقت پر آیا جہی تبرا شروع کیا ان میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور اس بڈھے کو گرا کر دست دلدو نعل سے خوب خدمت کی کہ ہیں میں ابو بکر ہوں تو مجھے برا کہتا ہے۔ آخر اس نے گھبرا کر کہا

حضرت میں آپ کو نہیں کہتا تھا میں نے تو عمر کو کہا تھا دوسرے صاحب تشریف لائے اور مارتے مارتے بے دم کر دیا کہ ہیں مجھے کہتا تھا کہ یا حضرت توبہ ہے میں تو عثمان کو کہتا تھا تیسرے صاحب آرہے اور ایسی ہی تو اوضاع فرمائی کہ ہیں مجھے کہے گا اب سخت گھبرایا ہے تاب ہو کر چلایا کہ مولیٰ دوڑیے دشمن مجھے مار ڈالتے ہیں اس پر چوتھے حضرت ہاتھ میں استرا لیے نمودار ہوئے اور ناک جڑ سے اڑالی کہ مروک تو خدا کے محبوبوں اور ہمارے دین کے پیشواؤں کو برا کہے اور ہم سے مدد چاہے گا اب مؤذن صاحب درد کے مارے شرم و ذلت سے گور کنارے کسی کونے میں سرک رہے مومنین آئے نمازیں پڑھتے اور کہتے جاتے ہیں آج قبلہ و کعبہ تشریف نہ لائے جناب قبلہ بولیں تو کیا بولیں جب اجالا ہوا ارے حضرت قبلہ توبہ پڑے ہیں قبلہ خیر ہے (رو کر) خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آپڑے تھے مارتے مارتے کچھ مور نکال گئے تمہارا دیکھنا مقدر میں تھا کہ سانس باقی ہے قبلہ پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو کیوں نہ یاد فرمایا۔ جب کئی بار یہی کہے گئے تو آخر جھنجلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ یہ کون تو انہیں کے ہیں۔ دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے انہوں نے تو جڑ سے پوچھ لی۔

ماز یاراں چشم یاری داشتیم

خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم

واستغفر اللہ العظیم ولا حول ولا قوة الا باللہ العزیز الحکیم۔ سابقاً پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صورت ہے۔ فاعطاها موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے پیرزن کو وہ جنت عالیہ عطا فرمادی والحمد للہ رب العالمین مسلمانو! دیکھو تم نے کہ اللہ اور اس کے مرسلین کرام علیہم الصلاۃ والسلام وہابیت کے شرک کا کیا کیا برادن لگاتے ہیں کہ بے چارے کو اسفل السافلین میں بھی پناہ نہیں ملتی کذلک العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمون۔ الامن والعلیٰ ص ۲۲۶ تا ص ۲۳۲ ونحوہ فی تفسیر جلالین ص ۱۲۳ حاشیہ نمبر ۸ و ۹، تفسیر صاوی ج ۳ ص ۱۶۳، تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۳۲۷، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۶۶، تفسیر قرطبی ج ۱۳ ص ۱۰۸، تفسیر جمل ج ۳ ص ۲۸۱، تفسیر درمنثور ج ۴ ص ۳۹ و ج ۵ ص ۸۷، ۸۸۔ مقام رسول

ص ۱۱۳۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ اے موسیٰ تم اس کے ساتھ جنت کا اقرار کر لو، بہشتی زیور ج ۸ ص ۱۵۔ بعض روایات میں ہے کہ عجزہ نے اپنی بیٹائی و جوانی لوٹانے اور جنت میں اپنے درجہ میں رکھنے کا مطالبہ کیا جسے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے پورا فرمایا چنانچہ درج ذیل روایت میں ہے۔

حضور سید عالم ﷺ ہوازن کی غنیمتیں حنین میں تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا ارشاد ہوا صدقت فاحتکم ماشئت تونے سچ کہا اچھا جو جی میں آئے حکم لگا دے۔ عرض کی اسی دے اور اس کا چرانے والا غلام عطا ہو سید عالم ﷺ نے فرمایا یہ تجھے عطا ہوا اور تونے بہت تھوڑی چیز مانگی

ولصاحبة موسى التي دلته على عظام يوسف كانت احهم منك حين حكمها موسى فقالت حكمتي ان تردني شابة و ادخل معك الجنة اور بے شک موسیٰ جس نے انہیں یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانش مند تھی جب کہ اسے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اختیار تھا کہ جو چاہے مانگ لے اس نے کہا میں قطعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس فرمادیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں تو ہوا کہ وہ ضعیفہ فوراً نو جوان ہو گئی اس کا حسن و جمال واپس آیا اور جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا ابن حبان والحاکم فی المستدرک مع اختلاف عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم نے کہا یہ حدیث الاسناد ہے یہاں جوانی بھی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے پھیر دی۔ (الاسن والعلی ص ۲۳۲)

بزرگان دین کا یہ عقیدہ صحابہ کرام کے عقیدہ کے مطابق ہے اور قرآن مجید اس عقیدے کی تائید و تصدیق کرتا ہے چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

إِنَّا أَنْعَمْنَا عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ (الکوثر)

”اے حبیب، بیشک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی“۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کوثر سے مراد خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کو عطا فرمائی ہے۔

ابو بشر نے سعید بن جبیر سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے، سعید نے فرمایا وہ نہر بھی اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ خیر و بھلائی میں سے ایک ہے (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۴۲، ص ۹۷۴) وہابیوں کے مولوی شبیر احمد عثمانی ذیوبندی لکھتے ہیں۔ کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری، یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے؟ ”البحر المنیط“ میں اس کے متعلق چھبیس اقوال ذکر کئے ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی، دنیوی، دوتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل امت مرحومہ کو ملنے والی تھیں ان نعمتوں سے ایک بہت بڑی نعمت حوض کوثر بھی ہے۔ (تفسیر عثمانی تحت آیت) تمام دنیا کائنات کا سارا مال اور اسکی کل چیزیں قلیل ہیں۔ چنانچہ رب ذوالجلال نے اعلان فرمادیا۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (انساء: ۷۷) نرما دیجئے کہ دنیا کا سامان بہت قلیل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو الکوثر، یعنی الخیر کلہ تمام بھلائیاں و بہتریاں عطا فرمادی ہیں الکوثر مبالغہ کا صیغہ ہے جس میں تحت اثری سے لیکر عرش معلاتک تمام کائنات وغیرہ داخل و شامل ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جو عطا فرمایا ہے وہ اللہ ہی جانے یا اس کا محبوب، اعلیٰ حضرت نے کہا خوب فرمایا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہیں وہ مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں مرا تیرا

حضور ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بانٹتے ہیں اور کائنات کے داتا ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الحشر: ۷) اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں رک جاؤ۔ اس آیت میں دین و دنیا اور آخرت کی ہر چیز مراد ہے۔ فاتعمیہ اس پر دلیل ہے (۲) مفعول کا حذف اسکی دوسری دلیل ہے (۳) اس آیت کا سابق و سیاق شاہد ہے کہ دین کے علاوہ مال و دولت بھی سرکار عطا فرماتے ہیں۔ دولت مند و غنی بناتے اور نعمتوں سے مالا مال کرتے ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ أَعْنَتُهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ (التوبہ: ۷۴) اللہ و رسول نے انہیں

دولت والا غنی کر دیا اپنے فضل و کرم سے دوسرے مقام پر ہے۔ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمَتْ عَلَيْهِ (الاحزاب: ۳۷) اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے حبیب آپ نے اسے نعمت عطا فرمائی۔ تیسرے مقام پر ہے۔ وَلَوْ اَنَّكُمْ رَضُوا مَا اٰتٰهُمُ اللهُ وَرَاسُوْلُهُ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللهُ سَيُؤْتِيْنَا اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَاسُوْلُهُ (التوبہ: ۵۹) اور کتنا بہتر تھا ان کے لئے اگر وہ راضی ہوتے اللہ ورسول کے دینے (داتا ہونے) پر اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول دے گا، مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ باذن اللہ تعالیٰ داتائے کائنات ہیں آپ ہر چیز دیتے ہیں، ساری دنیا آپ کی منگتی ہے چنانچہ اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے۔ وَاَمَّا السَّآئِلُ فَلَا تَنْهٰهُمْ ۗ (الضحیٰ) اور بہر حال ہر سائل کو رحمت، محبت شفقت اور عنایات سے سرفراز فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم اس لئے دیا ہے کہ اس بے نیاز نے اپنی تمام نعمتیں اپنے محبوب کو دیدی ہیں۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا۔ وَیْتِمُّ نِعْمَتُهُ عَلَیْكَ (الفتح: ۲) اور اللہ اپنی ساری نعمتیں آپ کو دیتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد گرامی جو حجۃ الوداع کے دن نازل ہوا ملاحظہ ہو۔ الْیَوْمَ اٰكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (مائدہ: ۳) ”آج میں نے تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین“ (البیان ص ۱۶۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر اپنی نعمت پوری کر دی یعنی آپ کو اپنی نعمت کا مالک بنا دیا بلکہ اس بے نیاز نے اپنے حبیب کو اپنے خزانوں کی چابیاں دیکر پوری کائنات کا مالک و مختار بنا دیا چنانچہ ام درداء نے حضرت کعب احبار سے پوچھا کہ تم نے حضور ﷺ کے بارے میں تو ریت شریف میں کیا پڑھا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے تورات میں یہ پڑھا ہے۔ محمد رسول اللہ وَاَعْطٰی الْمَفَاتِیْحَ اِنَّ مُحَمَّدَ اللهِ كَے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے نہ درشت خو ہیں نہ سخت گو نہ بازاروں میں چلانے والے، وہ کنجیاں دیئے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے پھوٹی آنکھیں بنیا اور بہرے کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر دے یہاں تک

کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔ (مدالامن والعلی ص ۹۳ خصائص کبریٰ) حاکم باقادہ تصحیح اور ابن سعد و بیہقی و ابو نعیم روایت کرتے ہیں، ام المؤمنین محبوبہ محبوب رب العلمین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی صفت و ثناء انجیل پاک میں مکتوب ہے (آپ) نہ سخت دل ہیں نہ درشت خونہ بازاروں میں شور کرتے ہیں۔ و اعطی المفاتیح، انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں۔

(الامن والعلی ص ۹۳)

حضرت عقبہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔ بخاری ج ۲ ص ۵۸۵ و ص ۹۷۵، مسلم ج ۲ ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۵۴۷، حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں سورہا تھا ساری زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ بخاری ج ۱ ص ۴۱۸، ج ۲ ص ۱۰۳۸ و ص ۱۰۸۰، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، دلائل النبوة لابی نعیم ج ۱ ص ۶۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دنیا کی کنجیاں اہلق گھوڑے پر رکھ کر میری بارگاہ میں لائی گئیں۔ اور اس گھوڑے کو جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے اس پر سندس (نرم نازک نقش و نگار والی ریشم کی زین تھی) قال السیوطی اخرجہ احمد ابن حبان فی صحیحہ و ابو نعیم عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۵ کتاب الونی ص ۳۷۴، از علامہ ابن جوزی جامع صغیر ج ۱ ص ۱۰، کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۳، الامن والعلی ص ۹۴، مقام رسول ص ۲۸۸) مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ ازواج مطہرات و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کونین شاہ دارین رحمۃ اللعالمین ﷺ کو دنیا کی کنجیاں عطا فرما کر آپ کو کونین کا مالک و مختار بنا دیا ہے۔ آپ ہی داتاے کائنات و قاسم نعمات ہیں، قبر میں آپ کے بارے میں سوال اور اس کا جواب

دینے میں کامیابی کا انحصار، روز محشر آپ کے سجدے کے طفیل حساب و کتاب کا آغاز اور آپ کی شفاعت کبریٰ کے صدقے دخول جنت اور آپ ہی فاتح باب جنت ہوں گے اور جملہ اولاد آدم آپ کے لواءِ حمد کے تحت جمع ہو کر آپ سے پناہ ڈھونڈے گی (الحديث) مندرجہ بالا دلیلوں ثابت ہوا کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا اولاد آدم سے بہتر پانچ ہیں۔ نوح، ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان میں سے بہتر محمد ہیں (کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۳)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا اور حضرت موسیٰ کو نبی بنایا اور مجھے اپنا حبیب بنایا پھر فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں نے اپنے حبیب کو اپنے خلیل و نبی پر ترجیح دی ہے۔ (کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۲) یعنی اللہ تعالیٰ عز اشرانہ کے بعد آپ سب سے بہتر و برتر ہیں۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

سب سے بالا و الہمارا نبی ﷺ

باب یازدہم

محمد ﷺ بشر لا کا بشر

فالیاقوت حجر لا کا حجر

مسئلہ بشریت

قرآن مجید میں لفظ بشر تقریباً ۳۶ مقام پر آیا ہے اور ایک بار لفظ ”بشرین“ بھی آیا ہے۔ ان میں سے بعض جگہوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلٰٓصٰلٍ مِّنْ حَبٍۭا۟ مَّسْنُوۡنٍ ﴿۳۸﴾ (الحجر) ”اور (اے حبیب ﷺ یاد کیجئے) جب آپ ﷺ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا۔ بے شک میں ایک بشر بنانے والا ہوں بھتی ہوئی خشک مٹی سے جو بودار سیاہ گارے سے ہے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیۡنٍ ﴿۳۹﴾ (ص)

”جب آپ ﷺ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا بیشک میں مٹی سے بشر بنانے والا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا اور مالک اپنے مملوک کو جن کلموں سے یاد فرمائے زہے عزت زہے نصیب۔“

شیطان اور لفظ بشر

سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۲۹ سے آیت نمبر ۳۲ کا ما حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”جب میں آدم کو درست کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی (خاص) روح پھونک دوں تو اس کیلئے تم سجدہ کرتے ہوئے گر جانا تو سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے کہ اس نے انکار کر دیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے ابلیس

تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔ ابلیس نے کہا۔ لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ
 لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَبَآءٍ مَّسْنُونٍ ﴿۳۶﴾ (الحجر) میں نہیں ہوں کہ بشر کو سجدہ کروں
 جسے تو نے بھتی ہوئی خشک مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
 فَخَرَجْنَا مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاحِمٌ ﴿۳۷﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ﴿۳۸﴾ ”تو جنت سے
 نکل جا کہ بیشک تو مردود ہے اور یقیناً قیامت تک تجھ پر لعنت ہے“۔ (الحجر، ترجمہ البیان)
 قرآن مجید کے اس قصے سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام جو اللہ پاک کے خلیفے ہیں انہیں
 بشر کہنا شیطان کا کام ہے انہیں بشر کہہ کر ان کی سوء ادبی کرنے سے نعتیں چھن جاتی ہیں۔
 اللہ پاک ناراض ہو جاتا ہے اور نکال سردی اور لعنت ابدی کا طوق گلے میں پڑ جانے سے
 شیطان اور وہ اس معاملہ میں برابر ہو جاتے ہیں قانون الہی سب کیلئے یکساں ہے شیطان
 بشر کہے یا انسان عبادت زہد تقویٰ محبوبان الہی کی گستاخی سے برباد ہو جاتے ہیں۔ پناہ
 بخدا۔

ذرا بے ادبی محبوباں دی تے لکھ نہ رہندا گھردا

او بے ادب کمینہ پاپی کافر ہو کے مرذا

انبیاء کرام کو بشر کہنے والے کافر

نوح علیہ السلام اور کافر

حضرت نوح علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے پڑپوتے اور دنیا انسانی
 کے پہلے رسول تھے۔ چالیس سال کے بعد مبعوث ہوئے، نوسو پچاس سال دعوت توحید و
 رسالت دی اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا اس دوران قوم کے وڈیروں نے کہا۔ مَا نَرَاكَ
 إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا (ہود: ۲۷) ہم تمہیں نہیں دیکھتے مگر اپنے ہی جیسا بشر۔ ان بد بختوں نے
 حضرت نوح علیہ السلام کی بشریت کی رٹ لگائی اور علی الاعلان لوگوں کو کہنے لگے۔ مَا
 هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (المؤمنون: ۲۴) نوح تو کچھ بھی نہیں صرف تم جیسے بشر ہیں۔ ان
 کی مندرجہ بالا گستاخی و بے ادبی کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بشر کہنے والے غرق کر دیئے گئے۔ انہم

مغرقون۔ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام طوفان کے بعد ساٹھ سال اس دنیا میں رہے جب آپ کی عمر مبارک ایک ہزار پچاس سال کی ہو گئی تو آپ خلد بریں میں تشریف لے گئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی یوم القیمة وعلی نبینا والہ وصحبہ وعلی امتہ الی یوم الدین۔

حضرت ہود علیہ السلام اور کافر

ایک روایت کے مطابق حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان تین پشتوں کا فاصلہ ہے۔ یعنی آپ حضرت نوح علیہ السلام کے پڑپوتے کے فرزند اور جمد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوم عاد کی طرف مبعوث فرمایا۔ انہوں نے اس قوم کو دعوت تو حید و رسالت دی تو وڈیرے بول پڑے۔ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَا كُفْرًا مِّنَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿۱۰﴾ (المؤمنون)

”یہ رسول کچھ نہیں صرف تم جیسے بشر ہیں اسی میں سے کھاتے ہیں جس میں سے تم کھاتے ہو اور پیتے ہیں جس میں سے تم پیتے ہو۔“

وڈیروں نے لوگوں کو درغلا یا اور کہنے لگے۔ وَلَئِن آطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلُكُمْ إِنَّكُمْ إِذَا لَخُسْرًا وُن ﴿۱۱﴾ (المؤمنون)

اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کر لی تو اس وقت یقیناً تم ضرور خسارہ پانے والے ہو گے۔ ان کی مندرجہ بالا گستاخی و بے ادبی کا انجام یہ ہوا۔ فَأَخَذْتَهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَمَعْنَا لَتَقْوَمِ الظَّالِمِينَ ﴿۱۲﴾ (المؤمنون)

”تو انہیں سچی خوف ناک آواز نے پکڑ لیا اور اللہ نے انہیں ہلاک کر کے خس و خاشاک کر دیا پس دور ہو گئے (رحمت سے) ظالم۔ یعنی سیاہ بادل نے انہیں گھیر لیا اس میں سے ایک سخت آندھی چلی جس نے ان کو اڑا اڑا کر تتر بتر کر دیا اس تباہی و بربادی کے بعد سیاہ پرندوں نے ان کی لاشوں کو نوچ کر سمندر میں پھینک دیا۔ حضرت ہود علیہ السلام مؤمنوں کو لیکر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور آخر عمر تک وہاں عبادت الہی میں مصروف رہے۔“

متنبیہ

آجکل بعض لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے یہی کلمے استعمال کرتے ہیں کہ جس طرح تم کھاتے ہو اس طرح وہ بھی کھاتے تھے جس طرح تم پیتے ہو اس طرح وہ بھی پیتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ دراصل یہ کلمے قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں کہے تھے اور کھانے پینے کی دلیلوں سے ان کی بشریت کو ثابت کرنا چاہا۔ تو وہ عذاب کے مستحق بن کر چکنا چور ہو گئے۔ ایسی دلیلوں سے انبیاء کرام کو بشر کہنا گستاخی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو کر عذاب میں مبتلا ہونے کی کھلی نشانی ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام کھانے و پینے کے محتاج نہیں وہ تو اس لیے کھاتے اور پیتے ہیں کہ حکم الہی کی تعمیل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ (مومنون: 51)** اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور ان کی امت کو کھانے پینے کے آداب و طریقے اور حلال و حرام کا پتا چل جائے۔

حضرت صالح علیہ السلام اور کافر

حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان آٹھ پشتوں کا فاصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت توحید و رسالت دی اور انہیں کھراط مستقیم پر گامزن ہونے کی تلقین فرمائی۔ قوم نے معجزہ طلب کیا آپ نے حسب طلب ناقہ پیش کر دیا جو نہ کسی پیٹھ میں رہا نہ کسی پیٹ میں نہ کسی نر سے پیدا ہوا نہ کسی مادہ سے نہ حمل میں رہا نہ وہ تدریجاً کمال خلقت کو پہنچا۔ بلکہ طریقہ عادیہ کے خلاف پہاڑ کے ایک پتھر سے اچانک پیدا ہوا۔ اس کی یہ پیدائش معجزہ بنی۔ پھر ایک دن وہ پانی پیتا اور ایک دن تمام قبیلہ ثمود ایک ناقہ ایک قبیلہ کے برابر پانی پی جائے یہ بھی معجزہ ہے جب ناقہ پانی پیتا تو اس دن اس کا دودھ تمام قبیلہ کو پورا ہو جاتا یہ بھی معجزہ ہے۔ جس دن ناقہ کے پانی پینے کی باری ہوتی تمام جانور پانی نہ پیتے بلکہ روزہ رکھتے۔ یہ بھی معجزہ ہے۔ اتنا معجزہ دیکھنے کے باوجود ثمود والوں نے کہا۔ **مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلَنَا (الشعراء: ۱۵۴)** آپ تو صرف ہمارے جیسے بشر ہیں فقَالَوَا

أَبَشْرًا مِمَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذَا لَفِيَ ضَلَالٍ وَسُعُورٍ ﴿١٠﴾ (القمر) تو وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے میں سے ایک بشر کی اتباع کریں تب تو ہم یقیناً گمراہی اور عذاب میں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ جب انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہنے کی رٹ لگائی اور ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک خوف ناک آواز کا عذاب بھیجا تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر رہ گئے اور ان کی حالت یہ تھی کہ جس طرح کانٹوں کی باڑ لگانے والے کی پچی ہوئی باڑ چورہ ہو جاتی ہے وہ بھی ہلاکت کے بعد چورہ چورہ ہوئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا اب تم صرف تین دن زندہ رہوں گے پہلے دن سب کے چہرے زرد ہو جائیں گے دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ چوتھے دن عذاب آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ایک شنبہ کو دوپہر کے وقت آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس سے لوگوں کے دل پھٹ گئے اور سب ہلاک ہو گئے۔ ان کی ہلاکت کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے منہ پھیرا یعنی اس شہر کو خیر باد کہا اور فرمایا اے میرے منکر لوگوں بیشک میں نے اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کی مگر تم نے نصیحت کرنے والوں کو پسند نہ کیا۔ مردوں سے یہ انداز مخاطب ان کی سماعت کی دلیل ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام چار ہزار مومنوں کو ساتھ لیکر ملک شام میں شہرستان عوج کے شہر میں تشریف لائے اور رحلت تک یہاں رہے اور جامع مسجد میں خلد آشیان ہوئے ایک روایت میں ہے آپ حرم مکہ میں مقیم ہوئے صفا و مروہ کے درمیان جنت نشان ہوئے اور ایک روایت میں حضرت موت کا ذکر بھی آیا ہے کعب احبار کی روایت کے مطابق آپ نے ایک سو اسی سال اسی دنیا میں بسر فرمائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور کافر

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام کے خاندان میں سے تھے ان کی فصاحت و بلاغت مثالی تھی۔ حضور ﷺ نے انہیں خطیب الانبیاء کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔ اہل مدین اور اصحاب ایکہ کی طرف مبعوث کئے گئے۔ یہ لوگ رہزنی لوٹ مار

ناپ تول میں کمی کرنے اور لوگوں کی کھیتیاں اجاڑنے اور فساد پھیلانے کے گھناؤنے جرموں کا ارتکاب کرتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو مندرجہ بالا گندے کاموں سے روکا تو انہوں نے کہا۔ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (الشعراء: ۱۸۶)

”اور آپ نہیں ہیں مگر ہم جیسے بشر“۔ ان کی اس گستاخی و بے ادبی کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں ساتیان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جہنم کا دروزہ کھول دیا اس سے شدید گرمی نکلی جس سے دم گھٹنے لگا۔ سایہ کام دیتا نہ پانی۔ اس حالت میں وہ تہہ خانے میں داخل ہوئے تاکہ سکون ملے لیکن وہاں باہر سے زیادہ گرمی تھی وہاں سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا جس میں بہت ٹھنڈی اور خوش گوار ہوا تھی وہ اس کے سائے میں آئے اور ایک دوسرے کو بلا بلا کر جمع کر لیا جب سب جمع ہو گئے تو اس بادل سے آگ کے شعلے برسنے لگے اور وہ جل کر خاکستر ہو گئے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے کنارہ کر کے فرمایا اے میرے منکر لوگو بیشک میں نے اپنے رب عزوجل کے پیغام تمہیں پہنچا دیئے اور تمہاری بھلائی کیلئے تمہیں نصیحت کی تو اب میں کیوں کر غمگین ہوں کافروں پر۔ خاکستر ہو جانے والے کافروں سے حضرت شعیب علیہ السلام کی گفتگو اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مردے سنتے ہیں۔ حضرت وہب بن منبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام مؤمنوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور یہاں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک کعبہ کے مغرب میں دار بنی سہم کے قریب ہے۔

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور کافر

حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام حضرت عمران کے فرزند ان ارجمندان تھے آپ کے اور حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان چار پشتیں واقع ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ فرعون نے نہایت بے پردگی سے بنی اسرائیل پر محنت و مشقت کے دشوار کام لازم کر رکھے تھے۔ پتھروں کی

چٹانیں کاٹ کر ڈھوتے ڈھوتے ان کی کمریں و گردنیں زخمی ہو جاتیں۔ ان پر ٹیکس لاگو تھے جو روزانہ غروب آفتاب سے قبل وصول کیے جاتے جو بوجہ ناداری وغیرہ ٹیکس ادا نہ کرتا اس کے ہاتھ اس کی گردن سے ملا کر باندھ دیتے تھے اور ایک ماہ وہ اس سزا میں رہتا۔ وہ لوگ طرح طرح کی بے رحمانہ سختیوں سے دوچار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نجات کیلئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو اور ان کی دعا سے ان کے بردار اکبر حضرت ہارون علیہ السلام کو منصب رسالت پر فائز فرما کر فرعونیوں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام فرعونیوں کے پاس پہنچایا تو وہ کہنے لگے۔ اَنْتُمْ مِنْ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عِيبٌ ۗ (مومنون) کیا ہم اپنے جیسے دو بشروں پر ایمان لائیں حالانکہ ان کے لوگ (بنی اسرائیل) ہماری بندگی کرتے ہیں۔ انہوں نے ان دونوں کو بشر کہہ کر جھٹلایا تو وہ ہلاک ہوئے ان کی ہلاکت سے پہلے ان پر طوفان اور ٹڈی دل اور جوئیں اور مینڈک اور لہو وغیرہ کا عذاب آتا رہا۔ طوفان کی نوعیت یہ تھی کہ بادل آیا اندھیرا ہو گیا۔ زوردار بارش سے قبٹیوں کے گھر پانی سے بھر گئے وہ پانی میں کھڑے ہوئے تو پانی ان کی گروں تک پہنچ گیا۔ جو بیٹھ رہا پانی میں ڈوب گیا۔ پانی میں نہ چل سکتے اور نہ کچھ کر سکتے۔ پورا ہفتہ یہ عذاب ان پر مسلط رہا۔ لیکن بنی اسرائیل اس عذاب سے محفوظ رہے۔ فرعونیوں نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے دعا کی درخواست کی اور مصیبت کے ٹل جانے کے بعد ایمان لانے کا وعدہ بھی کیا۔ آپ کی دعا سے طوفان ٹل گیا زمین میں ہریالی آگئی تو وہ کہنے لگے یہ طوفان رحمت تھا اور آپ پر ایمان نہ لائے۔ جب زمین پر خوب سرسبزی و شادابی اور ایمان لانے سے ان کی سرتابی سامنے آئی تو ٹڈی دل کا عذاب آ گیا جو کھیتیاں، پھل درخت مکانوں کے دورانے چھتیں، تختے اور لوہے کے کیل وغیرہ چٹ کر گیا اور قبٹیوں کے گھروں میں ڈیرہ جما دیا۔ بنی اسرائیلی اس عذاب سے بچے رہے ایک ہفتہ کی اس مصیبت نے انہیں در رسول پر جانے کیلئے مجبور کر دیا وہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ آپ کی دعا سے یہ مصیبت

بھی ٹل گئی تو وہ اپنے وعدے سے پھر گئے اور اپنی عادتوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر جوؤں کا عذاب نازل کر دیا۔ کپڑوں، بستروں، کھانے کے برتنوں، گندم آٹے میں جوؤں، گھنوں اور کیڑوں کا راج آ گیا جو فرعونیوں کی بھنوؤں، پلکوں کو چاٹ گیا اور ان کے جسموں کو کاٹنے لگا۔ جسم پر چیچک کی طرح داغ آ گئے۔ سونا دشوار ہو گیا۔ فرعونیوں کی چنچیں نکل گئیں مگر بنی اسرائیل محفوظ رہے۔ پیغمبر کی دعا سے یہ مصیبت بھی حسب سابق رفع ہوئی۔ لیکن وہ عہد شکنی اور بد اعمالی میں دو گئے ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مینڈکوں کو روانہ کر دیا انہوں نے فرعونیوں کے ناک میں دم کر دیا جہاں وہ بیٹھتے مینڈک شور مچانے لگ جاتے وہ منہ کھولتے تو مینڈک منہ میں برجمان ہو جاتے ہانڈیوں، کھانوں، چولہوں میں مینڈک بھر جاتے لیٹتے تو اوپر مینڈک چڑھ جاتے اس عذاب سے فرعونی چلا اٹھے اور ایک بار پھر پیغمبر کی بارگاہ کا رخ کیا اور کہا اب ہم پکی توبہ کرتے ہیں، عہد و پیمان کے بعد کلیم اللہ نے بارگاہ رب العالمین میں دست طلب دراز کیے یہ تو مصیبت ٹل گئی اور نجات مل گئی۔ لیکن ان کی عادت نہ بدلی۔ عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور کفر کے سمندر میں غوطہ زن ہونے لگے۔ کلیم اللہ کی غیرت نے برداشت نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نہروں، چشموں اور کنوؤں کا پانی تازہ خون میں بدل دیا۔ فرعون کے پاس گئے اس نے کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے جادو کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے برتن بھی خون سے بھر گئے ہیں۔ فرعون نے حکم جاری کر دیا کہ فرعونی اور اسرائیلی ایک برتن سے پانی لیں جب اسرائیلی پانی لیتے تو پانی ہوتا جب فرعونی ہاتھ لگاتے تو خون بن جاتا حتیٰ کہ فرعونیوں نے کہا اسرائیلی اپنے منہ میں پانی لے کر ہمارے منہ میں ڈالیں جب پانی فرعونیوں کے منہ میں جاتا تو خون بن جاتا فرعون نے درختوں کی رطوبت چوسی تو وہ اس کے منہ میں جا کر خون بن گئی۔ مسب نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے دعا کی اپیل کی اور ایمان لانے کا پختہ وعدہ کیا۔ آپ کی دعا سے یہ مصیبت کافور ہو گئی مگر وہ ایمان کی دولت سے محروم رہے۔ بالآخر دریا قلزم میں غرق ہو کر جہنم میں گئے۔

سورۃ ابراہیم کی آیت 10 میں ہے کہ مرسلین کرام نے فرمایا، لوگو! کیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی شک ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے؟ وہ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ بخشے اور موت کے مقرر وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے تو لوگوں نے رسولوں سے کہا۔ **إِنَّ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا**۔ تم تو ہم جیسے بشر ہی ہو۔

اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے فرمایا۔ اے کافرو! ہم (نسل آدم میں ہونے سے) تم جیسے بشر ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے۔ کافروں کو اس گستاخی کی سزا یہ ملی کہ وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ **فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ مَا يُبَدِّلُ لَكُمُ الظَّالِمِينَ** (ابراہیم) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی طرف وحی فرمائی کہ ان ظالموں کو ہم ضرور ہلاک کریں گے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو اپنے جب بشر کہا تھا۔ سورۃ یس آیت 15 میں ہے کہ لوگوں نے دو رسولوں کو اپنے جیسا بشر کہا۔ **قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا**۔ تم نہیں ہو مگر ہم جیسے بشر ان کی اس گستاخی کی سزا نہیں یہ دی گئی کہ ایک چیخ سے وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ **إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خِيدُونَ** (یس) نہ تھی وہ مگر ایک چیخ جس سے اچانک وہ بچھ کر رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو بشر کہنے والے بکے کافر

سورۃ تغابن کی آیت 5 سے آیت 6 ملاحظہ ہو۔ (ترجمہ) کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہ آئی جنہوں نے (تم سے) پہلے کفر کیا تو (دنیا میں) انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھ لیا اور (آخرت میں) ان کیلئے نہایت دردناک عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ ان کے رسول ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے **فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا** وَ تَوَكَّلُوا۔ تو انہوں نے کہا، کیا بشر ہمیں ہدایت کریں گے تو وہ کافر ہو گئے اور انہوں نے روگردانی کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی کچھ پرواہ نہ کی اور اللہ بے نیاز بہت حمد کیا ہوا ہے۔ مندرجہ بالا ارشاد الہی سے ثابت ہوا کہ وہ لوگ مرسلین عظام کے تشریف لانے سے پہلے بھی کافر تھے مگر جب محبوبان خدا ان کے پاس روشن دلیلوں سے آئے اور لوگوں نے انہیں

بشر کہنا شروع کر دیا اور ان کو ہادی ماننے سے انکار کیا تو وہ پکے کافر بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر دوبارہ کفر کا فتویٰ لگا کر واضح فرما دیا کہ انبیاء و مرسلین کو بشر کہنے والے ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتے ہیں اور پکے کافر بن جاتے ہیں۔

یہود نے حضور ﷺ کو بشر کہا

سورۃ الانعام آیت ۹۱ میں ہے۔ ترجمہ۔ اور یہود نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ پہچانی جو اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا جب انہوں نے کیا۔ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بشر پر کچھ نہیں اتارا۔ یہود کی یہ گستاخی ان کو لے ڈوبی ہمارے نبی ﷺ کو یہودیوں نے بشر کہا ہے۔

کفار مکہ نے آپ ﷺ کو بشر کہا

سورۃ الانبیاء آیت ۱۷ آیت ۳ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ لوگوں کیلئے ان کا حساب قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ ان کے رب عزوجل کی طرف سے کوئی نئی نصیحت ان کے پاس نہیں آتی مگر وہ اسے سنتے ہیں اس حال میں کہ کھیل کود میں لگے ہوئے ہیں ان کے دل کھیل میں مشغول ہیں اور خفیہ سرگوشی کی ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا۔ هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ کہ یہ نہیں ہیں مگر تم جیسے بشر۔ کہا تم جادو کے پاس جاتے ہو حالانکہ تم دیکھتے ہو۔

کافروں نے ایک اصول مقرر کر لیا تھا کہ انبیاء و مرسلین کو بشر کہہ کر لوگوں کی نظروں میں انہیں اسے اپنی مثل قرار دیا جائے تاکہ کوئی ان پر ایمان نہ لائے۔ سرکار ﷺ کے زمانہ کے کافروں نے بھی اسی فارمولے پر عمل کیا لیکن وہ اپنی بڑ کو علی الاعلان کہنے سے ہچکچاتے تھے۔ کتنا بیباک و گستاخ و بے ادب ہیں وہ لوگ جو اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ﷺ بشر تھے۔ حضور ﷺ سے شب و روز معجزات دیکھنے والوں نے جب کافروں کے کلمہ بشریت پر کان نہ دھرے تو وہ کہنے لگے کہ معجزے جادو کا کھیل ہیں۔ پناہ بخدا۔

ولید کافر نے آپ ﷺ کو بشر کہا

حضور ﷺ نے حم ۱ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ (مومن) کی تلاوت فرمائی، ولید نے سن کر اپنی مجلس میں کہا، قسم بخدا۔ محمد ﷺ سے ابھی ایک کلام سنا جو آدمی کا ہے نہ جن کا، اس میں عجیب شیرینی ہے وہ کلام تازگی اور دلکش فوائد کی وجہ سے سب پر غالب رہے گا۔ کافروں کو ان باتوں سے صدمہ پہنچا اور انہوں نے مشہور کر دیا کہ ولید اپنے آبا کے دین سے پھر گیا ہے، ابو جہل ولید کے پاس آ کر کہنے لگا کہ تو نے محمد (ﷺ) کے کلام کو اس لیے پسند کیا ہے کہ تجھے ان کا پس خوردہ مل جائے۔ ولید غصے میں لال پیلا ہو کر کہنے لگا۔ اے میری قوم مجھے بتاؤ۔ کیا تم نے محمد میں کبھی دیوانگی دیکھی ہے؟ سب نے کہا ہرگز نہیں اس میں کہانت دیکھی ہے؟ سب نے کہا نہیں۔ کیا وہ شاعر ہیں؟ سب نے کہا نہیں، کیا وہ جھوٹ بولتے ہیں؟ سب نے کہا نہیں بلکہ آپ ﷺ تو صادق اور امین ہیں۔ لوگوں نے پوچھا پھر وہ کیا ہیں تو ولید نے کہا وہ جادوگر ہیں اور بشر ہیں جادو کی وجہ سے ان کا کلام دلوں میں گھر گھر جاتا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ اِنْ هَذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ (المدثر) یہ نہیں مگر بشر کا قول۔ جب اس نے حضور ﷺ کو بشر کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سَاَصْلِيْهِ سَقَمًا ۝ (المدثر) لریب ہے میں اسے دوزخ میں ڈال دوں۔ حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی نسبت سرکار ﷺ کی طرف بھی فرمائی ہے۔ اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ (الحاقہ) بیشک یہ قرآن ضرور قول ہے رسول کریم ﷺ کا اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں۔ یہاں رسول سے مراد حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ اگر ولید قرآن کو بشر کا قول نہ کہتا بلکہ رسول کریم ﷺ کا قول کہتا تو یقیناً وہ جہنم کے عذاب سے بچ جاتا اور فلاح پا جاتا مگر کلمہ بشر اس کو لے ڈوبا اور وہ جہنمی بن گیا۔ مندرجہ بالا آیات بینات سے ثابت ہوا کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا بہت بڑی بے ادبی و گستاخی ہے جو عند اللہ ناقابل برداشت ہے اور جہنمی بننے کا پیش خیمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جملہ محبوبوں کی گستاخی و بے ادبی سے بچائے۔

آمین۔ باادب بالنصیب = بے ادب بے نصیب۔

ازخدا جویم توفیق ادب

بے ادب محروم شداز فضل رب

بشریت سے انکار

سورۃ یوسف آیت ۳۱ ترجمہ ملاحظہ ہو۔ جب زلیخا نے ان کا چرچا سنا تو ان عورتوں کو بلا لیا اور ان کے لئے تکتے لگا دیئے اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دیدی (پھل وغیرہ کاٹنے کیلئے) اور یوسف علیہ السلام سے عرض کیا ان پر نکل آؤ۔ جب عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اس کو اکبر کہہ کر اس کی بڑائی ظاہر کرنے لگیں اور پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هَذَا بَشَرًا ۗ اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ اور کہنے لگیں اللہ کیلئے پاکی ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں۔ یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ۔ یعنی زنان مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بشریت کا انکار کر کے آپ کو معزز نوری فرشتہ تصور کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو تحسیناً اپنے کلام پاک میں شامل فرما کر روز روشن کی طرح واضح کر دیا کہ محبوبان الہی کو نور کہنے والے اور ان کی تعظیم و توقیر کرنے والے بہتر ہیں اور ان کو بشر کہنے والے جہنمی و لعنتی ہیں۔ (کلام)

مثلکم

مثلکم۔ دو کلمے ہیں۔ پہلا کلمہ مثل اور دوسرا کلمہ کم ہے۔ مثل کا معنی از روئے لغت ہے۔ شبہ، نظیر، مشابہت۔ اس کی جمع امثال ہے۔

(منجد الطلاب عربی ص ۱۱۷، منجد عربی اردو ص ۹۳۶، مصباح اللغات ص ۸۰۵)

کم۔ جمع مذکر مخاطب کی ضمیر ہے۔ اس کا معنی جملے کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ جو لوگ

مثلکم کو دیکھ کر حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل بننے کی دوڑ لگاتے ہیں اور

کہتے پھرتے ہیں کہ نبی ہمارے مثل تھا یا ہم نبی کی مثل ہیں (معاذ اللہ)۔ تو کیا رحمتہ

للعالمین ﷺ تمہاری شبہ و نظیر و مشابہ تھے یا تم آپ کی شبہ و نظیر و مشابہ ہو؟

سچ ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات

اتنا نہ بڑھا پاکی دامان کی حکایت

(۱) مثل کی حج مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں اور جملہ پرندوں کو بشروں

کی مثل قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ

بِحَاجَتِهِ إِلَّا أُمَّمٌ أَمْثَالُكُمْ (الانعام آیت ۳۸)

”اور نہیں کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اڑتا ہے اپنے دو بازوؤں سے

لیکن وہ تمہاری مثل جماعتیں ہیں۔“

دوسری آیت ملاحظہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ (الاعراف آیت ۱۹۴)

ترجمہ :- بیشک اللہ کے سوا تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں۔

اس آیت میں تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ کا معنی ہے تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (یونس: 104)

اس کی تفصیل تفسیر ضیاء القرآن ج ۲ ص ۱۱۴ و ص ۱۱۵ میں ملاحظہ ہو۔ نواب وحید الزمان

غیر مقلد لکھتے ہیں کہ اس سے مراد بت ہیں۔ (ترجمہ وحید الزمان ص ۲۱۱) پہلی آیت میں

زمین پر رینگنے والی تمام چیزیں مثلاً کتابلا، سوز، چوہا، سانپ، بچھو، مینڈک، کیڑا، مکوڑا، گدھا

ریچھ وغیرہ اور ہوا میں اڑنے والے تمام پرندے مثلاً کوا، گدھ، چیل، باز، شکر، چکاوڑ، الو

وغیرہ کو امثالکم بنا دیا اور دوسری آیت میں اندھے، لنگڑے، لوٹے، بے جان بے زبان گنگے

بہرے بتوں کو عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ (اعراف: 194) فرما دیا یعنی وہ امت ہونے میں تمہاری

مثل اور یہ عبد ہونے میں تمہاری مثل ہیں۔ بَشَرٌ مِثْلُكُمْ (ابراہیم: 11) پر چڑھائی کرنے

اور اپنے ایمان پر شب خون مارنے والوں کو قرآن مجید کی یہ آیتیں کیوں نظر نہیں آتیں۔

تَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْضِ مَا كَفَرْنَا بِبَعْضٍ (النساء: 150) سے ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ انہیں چاہئے کہ

اب یہ بھی کہا کریں کہ کتے، بے سوز، ریچھ، سانپ، بچھو وغیرہ امت ہونے میں ہماری مثل

ہیں اور روئے زمین کے معبودان باطلہ عبد ہونے میں ہماری مثل ہیں؟ جماعت اہل سنت

کے بچے بچے کا ایمان ہے کہ جملہ انبیاء کرام و مرسلین عظام اس دنیا میں شکل بشری میں تشریف لائے اور قانون الہی یہ ہے کہ نور جب انسانوں کی طرف مبعوث ہوا اگرچہ وہ مبعوث ہونے والا نوری فرشتہ ہی کیوں نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے بشر بنا کر بھیجے گا۔ لیکن یہ بھی ایک تسلیم شدہ قانون ہے کہ جس طرح ہر پتھر ہم مثل نہیں اس طرح ہر بشر بھی ہم مثل نہیں ہو سکتا۔ پتھر پتھر میں فرق ہے تو بشر بشر میں بھی فرق ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا۔

محمد ﷺ بشر لا کالبشر فالیاقوت حجر کالحجر
خوبی و شائل میں ہر آن نرالے ہیں انسان ہیں وہ لیکن انسان نرالے ہیں
پھرے زمانے میں چار جانب نگار یکتا تمہیں کو دیکھا
حسین دیکھے جمیل دیکھے بس اک تم سا تمہیں کو دیکھا

انابشر

اعتراضات و جوابات

سوال: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بشر بنایا ہے لہذا ہم انہیں بشر کہیں گے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے جو نبی و رسول مبعوث فرمائے ہیں وہ جامہ بشریت میں ملبوس ہوئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ الجنس یعیل الی الجنس۔ ہم شکل ہونے سے انبیاء اور عام لوگوں میں مانوسیت ہو اور اجنبیت نہ رہے۔ نیز لوگ بروز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نبیوں اور رسولوں کو جانتے پہچانتے نہ تھے۔ یعنی قانون الہی یہی ہے کہ انسان کی طرف جو رسول و نبی آئیں وہ مرد ہی ہوں چنانچہ ارشاد الہی ہے۔ وَ لَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا جَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَ لَلْبَشَرِ عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ ① (الانعام) اور اگر ہم رسول کو فرشتہ بناتے تو اسے مرد ہی کی صورت میں بناتے اور وہی شبہ ہم ان پر ڈال دیتے جو شبہ وہ (اب) کر رہے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو جواب دیا ہے جو کہتے تھے

کہ یہ ہماری مثل بشر ہے اور وہ یہ کہہ کر ایمان کی دولت سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں رسول مبعوث فرمانے کی حکمت ظاہر فرمادی اور ان سے نفع اٹھانے اور فیض پانے کی صورت یہ بتائی کہ نبی صورت بشری میں جلوہ گر ہو۔ اگرچہ دراصل وہ نود ہی کیوں نہ ہو۔ حضور ﷺ نوری صورت میں تشریف لاتے تو دیکھنے کی تاب کس میں تھی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کے انوار کی طرف دیکھا تو اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ خوفا من ذهاب بصری۔ بصارت کے چلے جانے کے ڈر سے۔ (جوہر البحار مقام رسول ص ۲۲۳)

آٹھویں صدی ہجری کے جید عالم و کامل عارف شیخ رکن الدین بن عماد الدین کاشانی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو ستر ہزار پردوں میں چھپائیں (مقام رسول ص ۲۲۳) محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا۔ اگر آپ ﷺ بشریت کا پردہ پہن کر نہ آتے تو کسی کو آپ ﷺ کے دیکھنے کی تاب و طاقت نہ ہوتی۔ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۱۰۔ مقام رسول ۲۲۲)

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳۳ھ فرماتے ہیں۔ خاتم رسل ﷺ کی ذات کی مربی و مبدأ تعین اللہ تعالیٰ کی صفت علم ہے جو تمام صفات سے اقرب اور زیادہ محبوب ہے۔ علم کا حسن و جمال اتنا لطیف اور بلند مرتبہ ہوتا ہے کہ اسے نگاہیں نہیں پا سکتیں۔ اسی لیے حضور نبی رحمت ﷺ کے کمال حسن کو نظریں صحیح طور پر نہیں دیکھ سکتیں۔ آپ ﷺ کا حسن و جمال قیامت کے دن بے نقاب ہوگا۔ اسی دن پتا چلے گا کہ حسن حسن محمدی ﷺ ہے اور جمال جمال احمدی ﷺ ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے حسن و جمال سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے (ملخصاً تفسیر مظہری عربی ج ۵ ص ۱۹۲ ضیاء القرآن ج ۲ ص ۴۵۱)۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے والدی شاہ عبدالرحیم کو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت کی وجہ سے میرا حسن و جمال لوگوں کی آنکھوں سے مستور ہے اگر آشکار ہو جائے تو اس سے زیادہ حال لوگوں کا ہو جو یوسف علیہ

السلام کو دیکھ کر ہوا تھا (درالشمین ص ۳۹) ابن عسا کر نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں سحری کے وقت سی رہی تھی۔ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی سے سوئی نظر آگئی۔ میں نے یہ بات آپ کو بتائی آپ نے فرمایا اے حمیرا۔ افسوس افسوس افسوس اس پر جس نے میرے چہرے کو نہ دیکھا۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲، ۶۳، نعمت کبریٰ ص ۴۱)

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

باپردہ ہاچوں آندی شور قیامت شد عیاں
بے پردہ گر آئی بروں سوز و ہمہ کون و مکان
”یا رسول اللہ ﷺ آپ پردوں میں تشریف لائے قیامت برپا ہوگئی۔ اگر پردے اتار کر جلوہ گر ہوتے تو کون و مکان جل جاتے۔“
دہابیوں کے مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں۔

جمال ہے تیرا معنی حسن ظاہر ہے
کیا ہے معجزہ سے تو نے اپنے کو اظہار
رہا جمال یہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار

(قصائد قاسمی ص ۷)

دہابیوں کے قاضی سلیمان غیر مقلد لکھتے ہیں۔

مسند آرائے نبوت بود او در قدس گاہ
منجدل چوں بود آدم در میان ماء و طین
”آپ ﷺ قدس گاہ میں مسند آراء نبوت تھے جب آدم پانی و مٹی میں خمیر
تھے۔“ (تفسیر سورۃ یوسف)

حضور ﷺ کے باپردہ حسن و جمال کو دیکھنے والوں کی زبانوں پر بلا ساختہ جاری ہو گیا۔ لم ارمله قبله ولا بعده۔ ہم نے آپ ﷺ کی مثل نہ آپ ﷺ سے پہلے دیکھا تھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد۔

(شفاء ج ۱ ص ۵۱، کنز العمال ج ۷ ص ۲۱، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۴)

اہل اسلام کا ایمان و عقیدہ حضور ﷺ کے بارے میں ہے۔

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ

ان سا نہیں کوئی انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

اور ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

اس کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ حضرت انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت

ابتدا ہی سے ایک الگ جماعت ہے۔ جو دنیا و انسانیت کو ہدایت دینے کیلئے یہاں تشریف

لائی اور مدرس، معلم، مزکی و مطہر کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو کر کائنات میں اپنا امتیاز برقرار

رکھا، جب اس دنیا میں کوئی ان کا استاد نہیں، مربی نہیں مگر وہ اپنے اپنے دور میں سب کے

استاد و مربی تھے تو پھر کیونکر انہیں ایک الگ گروہ نہ مانا جائے اور اس میں بھی کوئی شک

نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے لباس بشریت پہنا کر ان کو مبعوث فرمایا ہے لیکن

ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم انہیں بشر بشر کہتے پھریں انہیں بشر کہنا بے ادبی ہے اور ایمان کی

خرابی کا سبب ہے۔

جواب نمبر ۲۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو پاکیزہ بشریت سے متصف فرما کر دنیا میں

بھیجا ہے لیکن آپ کو تو نہیں فرمایا کہ تم ان کی بشریت کا اعلان کرتے پھرو۔ اگر تمہارے

پاس ایسا کوئی حکم ہے تو پیش کرو۔ هَاثُوَابُزْ هَاثَاكُم اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿البقرہ﴾ جب

تمہارے پاس ایسا کوئی حکم نہیں تو پھر سن لو انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت کی رٹ لگانا

کافروں کا طریقہ ہے (کما مر) مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کافروں والی بات کر کے

انبیاء کرام کی توہین و تضحیک کریں کیونکہ ان کی توہین و تضحیک باعث کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کفر سے بچائے۔ آمین

سوال نمبر ۲

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ میں نے اسے بشر بنایا ہے اور انبیاء کرام ان کی اولاد ہیں۔ لہذا وہ بشر ہیں اور ہم بھی انہیں بشر کہیں گے؟
جواب نمبر ۱

اللہ تعالیٰ قادر ہے چاہے تو بغیر ماں باپ کے بشر بنائے جیسے حضرت آدم و حوا علیہما السلام چاہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو روح اللہ اور کلمتہ اللہ کہلائے ہیں انہیں شکم مادر سے جلوہ فگنی کا حکم دے اور اگر چاہے تو ماں باپ کے راستہ سے اولاد عطا فرمائے اگر چاہے تو تمام وسائل کے باوجود کچھ بھی پیدا نہ فرمائے۔ اس کی لازوال قدرت سے کسی کو انکار نہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی پاکیزہ بشریت بھی سب کو تسلیم ہے۔ جہاں تک حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہنے کا تعلق ہے تو اس کے تین درجے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا ہے۔ وہ بے نیاز مالک الملک ہے اپنے بندوں کے بارے میں جو چاہے فرمائے یہ اس کی شان ملکیت و مالکیت ہے۔ تم خدا تو نہیں ہو کہ محبوبان الہی کو بشر کہتے ہو۔

(۲) شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا اور ذلت کی گھاٹی میں گر کر اکثر انسانوں یعنی کافروں کو اپنے جیسا بنایا۔ تمہیں شیطان والا کھاتا منظور ہے تو فہما۔
(۳) کافروں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہا اور اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا تمہیں کافروں کی پیروی میں انہیں بشر کہنے کا شوق ہے تو اپنا شوق پورا کر لو اور انجام دیکھ لو۔ ہمیں میلیدان ہمیں گوئی۔ لیکن یہ سن لو کہ۔

انبیاء کرام کو بشر کہنے والے ہدایت سے محروم ہوتے ہیں چنانچہ فرمان الہی ہے۔
(ترجمہ) اور لوگوں کو ایمان لانے سے نہیں روکا جب ان کے پاس ہدایت آگئی مگر اس

بات نے کہ انہوں نے کہا۔ اَبَعَثَ اللهُ بَشَرًا مِّنْ سُوْلًا ﴿٣٠﴾ (بنی اسرائیل) کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا؟ یعنی تمہاری طرح وہ رسول کو بشر ہی کہتے رہے اور ان کے منصب نبوت اور کمالات جلالت کو نظر انداز کرتے رہے۔ یہی ان کے کفر کی اصل تھی۔ وہ کافر ہو کر انبیاء کرام کو بشر کہتے رہے اور تم کلمہ پڑھ کر انہیں بشر کہتے ہو بات ایک ہی ہے مگر تم نے کلمے کا لیبل لگا لیا اور بظاہر اسلام کا جامہ اوڑھ لیا اور وہ بات کہنا شروع کر دی جو کافر کہتے تھے کلمہ نبی کا اور بات کافروں والی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سوال نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بشر بنایا ہے لہذا ہم آپ کو بشر ہی کہیں گے۔
جواب نمبر ۱

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ میرا محبوب بشر ہے اور وہ بے نیاز کیسے فرماتا کیونکہ اس نے مخلوق کی ابتدا حضور ﷺ کے نور سے فرمائی ہے۔ (کما مر) پھر وہ کیسے فرماتا کہ آپ بشر ہیں ہاں البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو فرمایا ہے کہ آپ فرمائیں میں بشر ہوں اور ایسا کہنے کی وجوہات ہیں۔ چنانچہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۹۳ ہمارے سامنے ہے اس سے پہلے جو آیات ہیں یعنی وَ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ (نمبر ۹۰) سے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ کافروں نے کہا ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ آپ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کر دیں۔ یا آپ کیلئے کوئی باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا پھر آپ اس کے درمیان نہریں جاریں کر دیں جو بہ رہی ہوں یا جیسا آپ نے کہا ہم پر آسمان کو پارہ پارہ کر کے گرا دیں یا آپ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئیں یا آپ کے لئے سونے کا گھر ہو یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ آپ ہم پر ایک کتاب اتار لائیں جسے ہم پڑھیں۔ کافروں کے ان مطالبات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مِّنْ سُوْلًا ﴿٣١﴾ آپ فرمادیجئے میرا رب پاک

ہے میں نہیں ہوں مگر بشر (اللہ کا) بھیجا ہوا رسول۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو جواب کافروں کو دیا ہے۔ تم نے اسے گاتھ باندھ لیا ہے آپ نے یہ جواب کیوں دیا؟ (۱) اس لئے کہ حکم ربانی تھا اور تعمیل ضروری تھی۔ (۲) آپ ان کے مطالبات ماننے کیلئے نہیں بلکہ رسالت ربی اور شریعت کے ابلاغ کیلئے تشریف لائے تھے۔ (۳) کافروں نے کہا آپ یہ سب کچھ کر دیں تو بھی ہم ایمان نہ لائیں گے۔ (۴) سبحان ربی اس لیے کہا کہ میں پاک رب کا رسول ہوں اس کے اذن سے یہ سب کچھ کر دوں پھر تم اپنے کفر پر ڈٹے رہے تو عذاب الہی نازل ہو جائے گا جسے کوئی بشر نہ روک سکے گا۔ دوسری آیت سورۃ الکہف کی آخری آیت ہے۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنَّمَا إِلَهُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ (الایۃ)۔ ”اے حبیب ﷺ کافروں سے فرمادیتے ہیں (والوہیت کا مدعی نہیں بلکہ معبود نہ ہونے میں) تم جیسا ہی بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ (میرا اور) تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جو اپنے رب عزوجل کے حضور حاضری کی امید رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ نیک عمل کرتا رہے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت میں (ہرگز) کسی کو شریک نہ کرنے۔“ (البیان ص ۲۵۷) آپ ﷺ کو یہ حکم محض ظاہری بشری اعراض کیلئے دیا گیا ہے ورنہ آپ کی صورت خاصہ میں کوئی بھی آپ کا ہم مثل نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان اجسادنا تنبت علی ارواح اهل الجنة۔ بے شک ہمارے جسم اہل جنت کی ارواح پر نشوونما پاتے ہیں۔ اخرجہ البیہقی عن عائشة۔ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۰۔ اور ابو نعیم محدث نے حضرت لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ انا معشر الانبیاء تنبت اجسادنا علی ارواح اهل الجنة۔ بیشک ہم گروہ انبیاء ہیں۔ ہمارے اجساد ارواح اہل جنت پر نشوونما حاصل کرتے ہیں۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۰) انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام پاک بھی جنتیوں کی رحوں کی طرح نشوونما پاتے ہیں پھر وہ ہم جیسے بشر کیسے ہو سکتے ہیں؟ لہذا انہیں بشر کہنا اور مثلیت کی رٹ لگانا صحیح نہیں بلکہ یہ کافروں کا طریقہ ہے۔ مسلمان یہ بات نہیں کہہ سکتا۔

تیسری آیت سورہ حم السجدہ کی چھٹی آیت ہے۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ
 أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ ۗ الْآيَةُ۔ فرمادیتے (اے کافر و میرے اور تمہارے درمیان حجاب
 کیوں ہو جب کہ جن فرشتہ اور معبود نہ ہونے بلکہ مامور بالتوحید ہونے میں) میں تم جیسا
 بشر ہی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ میرا اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس کی
 طرف سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور ہلاکت ہے مشرکوں کے لیے۔ (البیان
 ص ۱۵) یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انبیاء کرام اوصاف بشر سے اعلیٰ ہیں جیسا کہ
 شفاء قاضی عیاض میں ہے۔ شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی م ۱۰۵۲ھ نے شرح مشکوٰۃ میں
 فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام ظاہر بشریت کے رنگ و روپ میں ہیں مگر
 ان کے ارواح و بواطن بشریت سے بالا اور ملاء اعلیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت شاہ
 عبدالعزیز محدث دہلوی نے سورۃ النبی کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی بشریت کا
 وجود اصلاً نہ رہا اور غلبہ انوار حق آپ پر علی الدوام حاصل رہا۔ علماء اہلسنت کی طرح
 دیوبندی وہابی بھی یہی لکھتے ہیں۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ آنحضرت
 ﷺ نے اپنی ذات کو اتنا مطہر بنا لیا کہ نور خالص بن گئے اور حق تعالیٰ نے آپ ﷺ
 کو نور فرمایا اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے کہ نور
 کے علاوہ ہر جسم کا سایہ ضرور ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے متبعین کو اس قدر تزیین اور
 تصفیہ بخشا کہ وہ بھی نور بن گئے۔ چنانچہ ان کی کرامات وغیرہ کی حکایتوں سے کتابیں پر اور
 اتنی مشہور ہیں کہ نقل کی حاجت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورَاهُمْ
 يَسْلِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ (تحریم: 8) جو لوگ ہمارے حبیب ﷺ پر ایمان
 لائے ہیں ان کا نور ان کے آگے اور داہنی جانب دوڑتا ہوگا دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ يَوْمَ
 تَكْرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
 (الحديد: 12) یاد کر اس دن کو جب مؤمنین کا نور ان کے آگے اور داہنی طرف دوڑتا ہوگا
 اور منافقین کہیں گے ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ اخذ کریں۔ ان دونوں

آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی متابعت سے ایمان اور نور دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور مومنین کو میرے نور سے پیدا فرمایا۔ (امداد السلوک ص ۱۰۱ و ص ۱۰۲)۔ وہابیوں کے مولوی گنگوہی صاحب سرکار ﷺ کی نورانیت کیلئے آپ ﷺ کی بشریت کا ازالہ کرتے ہوئے حدیث پاک سے مزید دلیل پیش کرتے ہیں کہ آپ نے اس طرح دعا کی ہے کہ اے میرے اللہ۔ میرے سمع اور بصر اور قلب کو نور بنا دے بلکہ یوں عرض کیا کہ خود مجھ کو نور بنا دے پس اگر انسان کے نفس کا روشن ہونا محال ہوتا تو آنحضرت ﷺ یہ دعا کبھی نہ کرتے کیونکہ محال بات کی دعا کرنا بالاتفاق ممنوع ہے کہتے ہیں کہ ابوالحسن نوری کو نوری اس لئے کہتے ہیں کہ بارہا ان سے نور دیکھا گیا تھا اور بہترے خواص و عوام صلحاء و شہداء کی قبرستانوں سے نور اٹھتا ہوا دیکھتے ہیں اور یہ نور ان کے نفس ذاکہ کا نور ہے کہ جب نفس کا کام عالی ہو جاتا ہے تو اس کا نور بدن میں سرایت کر جاتا ہے اور بدن کا مزاج و طبیعت بن جاتا ہے اس کے بعد اگر نفس بدن سے جدا ہو جاتا ہے تب بھی وہ بدن نور کی آمد و رفت کا ایسا ہی منبع و منفذ بنا رہتا ہے جس طرح زندگی اور نفس کے باقی رہنے کے وقت بنا ہوا تھا۔ (امداد السلوک ص ۲۰۲) گنگوہی صاحب نے جو مقام حضور پر نور ﷺ کے غلاموں کیلئے مانا ہے آج کا وہابی اسے حضور ﷺ کیلئے ماننا گوارا نہیں کرتا اور فتویٰ بازی سے باز نہیں آتا۔ وہابیوں کے مولوی محمد انور کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں۔ کنز العمال میں ایک حدیث ہے کہ انبیاء کے اجساد ملائکہ کے اجساد پر نشوونما پاتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا حال حیات دنیوی میں ملائکہ کے حال کی طرح ہے بخلاف عام لوگوں کے..... انبیاء کے فضلات پینے کے چند قطروں کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۲۵۱) حضور ﷺ سے بشریت کے اعلان کرانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ بظاہر دیکھے جاتے ہیں آپ کی بات مبارک سنی جاتی ہے بظاہر کوئی جنسی مغایرت نہیں آپ ﷺ کے اور لوگوں کے درمیان کوئی حجاب نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں۔ آپ نے یہ کلمہ تواضعا فرمایا تاکہ لوگ آپ ﷺ کی طرف متوجہ رہیں اور آپ سے فیض یاب ہونے کی کوشش کریں اور یہ ظاہر ہے کہ جو کلمے تواضعا کہتے جاتے ہیں۔ بزرگوں کیلئے انہیں دھرانا گستاخی ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام نے کہا۔ مَا بَيْنَنَا وَظُلْمَتَا۔ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا۔ تو کیا ہے کوئی مسلمان جو صغی اللہ تو ظالم کہے حضرت یونس علیہ السلام نے شکم ماہی میں ۴۰ دن پڑھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۱﴾ (انبیاء) ہے کوئی انہیں ظالم کہنے والا۔ سید القوم خادم ہم۔ ہے کوئی اپنے سردار کو خادم کہنے والا۔ نہیں بلکہ وہ اسے اپنا سردار ہی کہنے میں اپنی عزت سمجھتا ہے۔ حضور ﷺ نے بحکم خدا اپنی بشریت کا اعلان فرمایا ہے لیکن کسی امتی کو یہ لائق نہیں کہ وہ آپ ﷺ کو بشر بشر کہتا پھرے۔ بشر کہنے والوں سے ہماری ایک عرض ہے کہ آپ جس ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں وہ سراپا بشر ہیں؟ جب آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ کس کے بیٹے ہیں تو جواب یہ دیا کریں کہ میں بشر کا بیٹا ہوں میری ماں بشر میرا باپ بشر۔ جو بات محبوب خدا کیلئے کہنا پسند کرتے ہو وہ بات اپنے ماں باپ اور اپنی ذات کیلئے کہنا کیوں پسند نہیں کرتے؟

جواب نمبر ۲

مندرجہ بالا آیات جس محبوب کی ذات ستودہ صفات پر نازل ہوئیں ہیں اس محبوب نے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿۱۰۱﴾ (النجم) والی زبان مبارک سے امت مرحومہ کے بہترین لوگوں یعنی صحابہ کرام کو صوم الوصال کے موقع پر عدم مثلثیت پر آگاہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ لَا تَوَاصِلُوا۔ قالوا۔ انک تو اصل۔ قال لست کا حد منکم۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۶۳) لاگ و لاگ روزہ مت رکھو صحابہ نے عرض کیا آپ ﷺ تو ایسے روزے رکھتے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک کی مثل نہیں ہوں۔

(۲) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے ارشاد فرمایا۔ لست مثلکم۔ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳) انی لست کھیئتکم۔ موطا امام محمد ص ۱۸۹، ابوداؤد ص ۳۲۲ و بخاری ج ۱ ص ۲۵۷۔

(۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث آتی ہے اس کے کلمات یہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ انی لست کھیئتکم۔ بلاشبہ میں تمہاری ہیئت میں نہیں ہوں۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳، ابوداؤد ص ۳۲۲، شفاء ج ۲ ص ۸۰۔

(۴) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ انی لست کھیئتکم۔ بیشک میں تمہاری ہیئت و شکل میں نہیں ہوں۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳)۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کے کلمے ملاحظہ ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ وایکم مثلی۔ اور تم میں سے کون میری مثل ہے؟

(بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳۔ انی لست کھیئتکم۔ موطا امام محمد ص ۱۸۹) صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا ثواب ملتا ہے، میں آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے تھے سلام کے بعد جب آپ نے میری کیفیت دیکھی تو فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اس طرح سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو سنا ہے ٹھیک سنا ہے۔ ولکنی لست کا حدمنکم۔ لیکن میں تم میں سے کسی ایک جیسا نہیں ہوں۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۲۵۳)

سبحان اللہ۔ حبیب خدا اشرف انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرمائیں میں تم میں سے کسی ایک کی مثل نہیں ہوں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی عرض کریں۔ ”انا لسنا کھیئتک۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم سے کوئی آپ ﷺ کی مثل نہیں ہے۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۳۲۵، ابوداؤد ص ۳۲۵)

یعنی آپ ﷺ سچ فرماتے ہیں کون آپ ﷺ کی مثل ہو سکتا ہے؟ کے مجال کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کرے؟ یا آپ جیسا بنے؟
جواب نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے بارے میں فرمایا ہے۔ ینساء النبی لستن کا احد من النساء۔ اے نبی کی بیویوں عورتوں میں سے کسی کی مثل نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے امہات المؤمنین کو بے مثلیت سے اس لیے متصف فرمایا کہ وہ اس کے محبوب کی گھر والیاں ہیں۔ جب وہ اپنے میکے گھر میں تھیں تو دیگر عورتوں جیسی تھیں جب ان کا تعلق زوجیت حبیب خدا سے ہوا تو وہ دنیا کی تمام عورتوں سے نہ صرف ممتاز ہوئیں بلکہ وہ ایسی بے مثل و مثال بنیں کہ خود اللہ عزوجل نے ان کی بے مثلیت قرآن مجید میں بیان فرمادی۔ مسلمانو! ذرا غور کرو جو بیبیاں ازراہ زوجیت دامن رسول کریم ﷺ سے وابستہ ہو جائیں وہ تو بے مثل و مثال بن جائیں اور محبوب الہی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری مثل و مثال ہوں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جس طرح آپ کی ازواج پاک کسی عورت کی مثل نہیں ہیں اس طرح آپ ﷺ بھی کسی مرد کی مثل نہیں ہیں۔

تاریخ اگر ڈھونڈنے ثانی محمد ﷺ
ثانی تو بڑی چیز ہے سایہ نہ ملے گا

جواب نمبر ۴

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک بندے اور ایک کتے کا ذکر فرمایا ہے ان کی مختصر داستان ملاحظہ ہو۔ وہ بندہ بلعم با عورت تھا جو دنیا کے چکر میں پھنس کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب یعنی اولیاء اللہ کا دشمن و مخالف بن گیا اور ان سے ہمسری و برابری کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے۔ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ إِنْ تَحَبَّلَ عَلَيْهِ يَلْهَثُ أَوْ تَشْرُكْهُ يَلْهَثُ (الاعراف: ۱۷۶) اس کی مثال وہ کتے کی مثل ہے اگر اسے بھگاؤ تو وہ زبان لٹکائے اور چھوڑ دو تو بھی زبان لٹکائے۔ یعنی نبیوں ولیوں

سے مقابلہ کرنے والا ان کی مثل بننے والا ان کو اپنے جیسا بشر کہنے والا اور ان سے ہمسری کا دعویٰ کرنے والا۔ ان کی مثل تو نہیں بن سکتا ہاں البتہ ایسا گستاخ و بے ادب کتے کی مثل ضرور بن جاتا ہے۔ پناہ بخدا۔ اور دوسرا واقعہ اصحاب کہف کے کتے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ **وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِمَّاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ** (الکہف: ۱۸) اور ان کا کتا غار کے دہانے پر اپنے بازو پھیلائے بیٹھا ہے۔ یعنی غار میں تین سو سال سے زیادہ عرصہ سونے والے ولیوں کی خدمت میں وہ کتا بیٹھا رہا اہل تقاسیر لکھتے ہیں کہ ولیوں کے ادب و خدمت اور ان کی زیارت کے طفیل وہ کتا مینڈھے کی شکل بن کر جنت میں جائے گا۔ (روح البیان تحت آیت ج ۵ ص ۲۲۶) نبیوں ولیوں کی مثل بننے والا بندہ جہنمی ہے اور ان کا ادب کرنے والا کتا بہشتی ہے۔

جواب نمبر ۵

اللہ تعالیٰ نے ”جن“ کو اتنی طاقت دی ہے کہ وہ ہر ایک کی شکل و مثل بن سکتا ہے۔ مگر وہ اور ان کا سردار شیطان مردود ہمارے پیارے رسول حبیب خدا ﷺ کی مثل نہیں بن سکتا اور نہ ہی وہ آپ کی مثل بن کر کسی کو یہ دھوکہ دے سکتا ہے کہ میں تمہارا نبی ہوں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ سید العلمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، عنقریب وہ مجھے حالت بیداری میں بھی دیکھے گا۔ **ولا يتمثل الشيطان بي**۔ اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے کلمے ہیں۔ **فان الشيطان لا يتمثل بي**۔ پس بیشک شیطان میرے تمثیل و صورت میں نہیں آ سکتا۔ (۳) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے۔ **وان الشيطان لا يتمثل بي**۔ اور تحقیق شیطان میرا ہم شکل و مثل نہیں ہو سکتا۔ (۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے سرکار ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا۔ **من رآني فقد رأى الحق فان الشيطان لا يتمثل بي**۔ جس نے مجھے (خواب) میں دیکھا تو اس نے حق کو دیکھا پس بلاشبہ شیطان میری صورت میں نہیں

آسکتا۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶) پہلی حدیث کے تحت بخاری شریف کا حاشیہ بین السطور میں ہے۔ ای لا یحصل له مثال صورتی ولا یتشبه به۔ دوسری حدیث کے تحت ہے تخیل الشئی له تشبه۔ تیسری حدیث کی شرح میں ہے لا یتطیع ان یصیر مرئیا فی صورتی۔ چوتھی حدیث کے تحت ہے۔ لا یصیر کائناتی مثل صورتی۔ یعنی شیطان آپ کی مثل بننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو جو بشر آپ کی مثل ہونے کا دعویٰ کرے وہ تو شیطان سے بھی بڑھ کر نکلا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جواب نمبر ۶

جن آیات کا ترجمہ جواب نمبر ۱ میں گزرا ہے وہابیوں کے قاری طیب صاحب مہتمم دیوبند انہیں آیات کو لکھ کر اور آیت قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلًا ۝ (بنی اسرائیل) کو لکھنے کے بعد رقم فرماتے ہیں۔ بہر حال سارے عجز و نیاز کے کلمات اور یہ مجبوری اور بے کسی کے عنوانات محض اس لیے ان برگزیدہ ہستیوں کیلئے تجویز کیے گئے اور ان سے کہلائے گئے کہ ان بلند پایہ حالات اور ان کے معجزات اور کرامتوں کو دیکھ کر بے بصروں کو ان کی خدائی کا دھوکہ نہ لگ جائے اور جنہیں لگ گیا ہے وہ باقی نہ رہنے پائے۔ (آفتاب نبوت ص ۲۲) یعنی نہ تو وہ اصلی بشر اور بے کس و عاجز و مجبور ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں نور بنایا اور ان کی فضیلت کو نوری فرشتوں سے بھی بڑھایا مگر بشریت وغیرہ کا اعلان محض اس لئے کرایا کہ اندھے انہیں خود خدا نہ کہنا شروع کر دیں۔

شکل بشری داہس اولاً جیویں قرآن نے چولا
متاں آکھ وچہ پوی پھولا پٹا پٹروال کیا پچھدیں

سوال نمبر ۴

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک سارے نبی و رسول شادی بیاہ و کھانے پینے اور ہوا وغیرہ کے محتاج تھے یہ احتیاج ان کی بشریت کی

دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

جواب نمبر ۱

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰﴾ (بقرہ) قدرت الہی کا انکار کفر ہے۔ وہ چاہے تو نور کو لباس بشر پہنا دے چاہے تو سراپا بشر کو نور علی نور بنا دے۔ ایک کیمیا گر مختلف دھاتوں کو سونا بنا سکتا ہے تو اس بے نیاز کی قدرت کا عالم کیا ہوگا؟ قرآن و حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو نوری و بشری صفتوں سے متصف فرمایا ہے۔ حضور ﷺ جب عالم انوار میں تھے تو اوصاف نورانیہ کا ظہور ہوتا رہا اور آپ جب عالم ناسوت میں تشریف لائے تو صفات بشریت ظاہر ہونے لگیں۔ صفات بشریہ کو دیکھ یہ کہنا کہ آپ ﷺ شادی کے کھانے و پینے اور چلنے پھرنے، ہوا و سانس وغیرہ کے محتاج تھے۔ لہذا آپ بشر ہی ہیں۔ اہل علم کے نزدیک یہ بات پاگل پن کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ کو بشر کہنے والے اور اوصاف بشریت کا محتاج ماننے والے ذرا یہ بھی دیکھیں کہ شب معراج آپ عالم عناصر سے اوپر تشریف لے گئے۔ کرہ نارسیت تمام کروں کو سر کیا اور وہاں گئے جہاں نہ زمین تھی نہ مکان نہ پانی تھا نہ غذا نہ ہوا تھی نہ فضا۔ یعنی جن چیزوں کا بشر محتاج ہے ان میں سے وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن سید البشر ﷺ تھے۔ رات کے قلیل ترین حصے میں۔ مسجد اقصیٰ پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں پر پھر وہاں سے عرش معلیٰ پر پھر وہاں سے لامکان پر اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا اور کروں کو چیرتے ہوئے جانا آنا ثابت ہے جس کا انکار ممکن نہیں (سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کے مطابق۔ عبد مقدس کا روح و جسم کے ساتھ رات کے تھوڑے سے وقت میں۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانے و آنے کا منکر کافر ہے)۔ مگر آپ کیلئے یہ سب کچھ قرآن و حدیثوں سے ثابت ہے جو آپ کی نورانیت کی اعلیٰ دلیل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات ایک مستقل معجزہ ہے قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ (النساء: 174) معجزہ وہ ہے جو نبی سے دعوائے نبوت کے

ساتھ اس کی ذات سے کسی ایسے کام یا صفت کا ظہور ہو جو عادت کے خلاف ہو اور مخلوق میں سے وہ کام نبی کے مقابلہ میں کوئی نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے بشر کی یہ عادت ڈال دی کہ وہ زمین پر رہے۔ ہوا میں سانس لے جسمانی توانائی کیلئے مادی غذا کھائے۔ مندرجہ بالا چیزوں کے بغیر بشر کا زندہ رہنا یا اس کا آسمانوں پر جانا خلاف عادت ہے۔ نوری مخلوق کی یہ عادت بنائی کہ چشم زدن میں آسمان سے زمین پر اور زمین سے آسمانوں پر جائیں کھانے پینے ہوا فضا کے محتاج نہ ہوں، اربعہ عناصر کے بغیر زندہ رہیں، ان کا زمین پر رہنا کھانا پینا وغیرہ ان کیلئے خلاف عادت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار فرماتے ہوئے کائنات میں ایک ایسی ہستی بنائی ہے جو بیک وقت نور بھی ہے اور بشر بھی۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکہف: 110) ”فرمادیجئے کہ میں (معبود نہ ہونے کی وجہ سے تمہاری مثل بشر ہوں۔ انا بشر (الحدیث) میں بشر ہوں“۔ باری تعالیٰ نے فرمایا قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُبِينٌ ۝ (المائدہ) بیشک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔ امام الوہابیہ علامہ ابن تمیمیہ نے اپنی تفسیر کبیر ص ۹۳، ج ۱ پر اور دیگر وہابیوں نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں اللہ نے فرمایا کہ آپ نور ہیں اور وہابیوں نے حدیث۔ اول ما خلق اللہ نوری کو صحیح تسلیم کیا ہے اور ترمذی شریف کی اس حدیث کو بطور دلیل اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي نورا یعنی حضور ﷺ نور علی نور ہیں۔ گنگوہی دیوبندی کا حوالہ گزر چکا ہے وہ لکھتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نور خالص تھے۔ نور خالص کو قادر مطلق نے لباس آدمیت پہنا کر دنیا، آب و گل میں فطرتی ذریعہ سے بھیج دیا۔ جب مندرجہ بالا دلائل سے دونوں صفتیں آپ کیلئے ثابت ہو گئیں اور دونوں پر ایمان لانا محقق ہو گیا تو یہ امر واضح ہو گیا کہ آسمانوں پر آپ ﷺ کا بغیر ہوا اور غذا کے زندہ رہنا آپ ﷺ کی نورانیت کی دلیل ہے اور یہ آپ کی پاکیزہ بشریت کا معجزہ ہے اور زمین پر آ کر کھانا پینا شادی کرنا وغیرہ آپ ﷺ کی منزہ بشریت کی دلیل ہے اور یہ معاملات آپ ﷺ کے نور ہونے کی وجہ سے معجزہ ہیں۔ گویا آپ ﷺ کی

ذات بابرکات نورانیت و بشریت کے اعتبار سے مجمع البحرین ہو کر سراپا معجزہ ہے۔ اے مسلمان اگر دل میں ایمان ہے تو ہمارے اس جواب میں غور و فکر کر بہت ساری گتھیاں سلجھ جائیں گی اور تیرا ایمان محفوظ رہے گا۔ یہ جواب ہم نے اپنے مرشد کریم امام اہلسنت کے اس جواب کو سامنے رکھ کر تیار کیا ہے جو انہوں نے معراج النبی نامی کتاب میں دیا ہے۔

جواب نمبر ۲

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کل کائنات کا رسول بنا کر بھیجا ہے ظاہر ہے کہ آپ فرشتوں اور نوری مخلوق کے بھی رسول ہیں اور ان پر بھی رحمت فرمانے والے ہیں اگر آپ کو نور نہ مانا جائے تو نوری مخلوق اپنی لطافت و کمالات کے اعتبار سے اپنے رسول سے بڑھ کر ہوگی اور امتی کو ذات و صفات و کمالات کی وجہ سے نبی و رسول پر فوقیت دینا کفر ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز میں آگے ہونا نص قطعی سے منع ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَبِيحٌ عَلِيمٌ** (الحجرات) اے مومنو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بہت سننے والا بہت جاننے والا ہے۔ بشر اربعہ عناصر کی پیداوار اور اکمیں کثافت کی بھرمار ملائکہ سراپا نور الا نور نہایت تیز رفتار و دیگر اعلیٰ صفتوں سے سرشار۔ ہمارا ایمان و اقرار کہ نوری مخلوق اپنی لطافت و نورانیت و کمالات و جملہ صفات میں ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کے کرم و فضل کی مرہون منت ہے کیونکہ وہ بھی امت ہے۔

جواب نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے نوری مخلوق کو بے پناہ طاقت و بیشمار خصائص سے نوازا ہے کہ ان کی گرد راہ کو بشر چھو بھی نہیں سکتا۔ اگر انبیاء کرام کو اپنی مثل بشر مان لیا جائے تو (معاذ اللہ) فرشتے ان خصائص کے اعتبار سے انبیاء کرام و مرسلین عظام سے افضل و اعلیٰ قرار پائیں گے۔ حالانکہ ایمان یہ ہے کہ انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم السلام تمام فرشتوں سے افضل و اعلیٰ برتر

وبالا ہیں۔ پھر اس بات کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ انبیاء کرام کی اصل نور علی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں لباس بشریت پہنا کر انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ ان کے پاس فرشتوں سے زیادہ طاقت ہے اور ان کی خصوصیت و فضیلتوں کی گرو راہ کو فرشتے نہ چھو سکے۔ اللہم صل وسلم وبارک علی جمیع الانبیاء والمرسلین۔

جواب نمبر ۴

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں رکھا آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں پڑھتے رہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۰﴾ (الانبیاء) ”اے اللہ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں زیادتی کرنے والوں میں سے تھا“۔ آپ علیہ السلام نے یہ تسبیح متواتر ۴۰ دن تک مچھلی کے پیٹ میں پڑھی ہے۔ امام ابوہامیہ حافظ ابن کثیر دمشقی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ قال سعید ابن ابی الحسن البصری مکث فی بطن حوت اربعین یوماً۔ امام ابو حسن بصری کے فرزند ارجمند سعید فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام شکم ماہی میں ۴۰ دن جلوہ گر رہے اس حوت کے ارد گرد دریائی جانور بھی تسبیح میں مشغول رہے۔ (تفسیر ابن کثیر عربی ج ۳ ص ۱۹۷) اس قرآنی واقعہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہوا، فضا، خوراک وغیرہ بشری ضروریات کے ہرگز محتاج نہیں۔ لبث فی بطنہ الی یوم یبعثون۔ قیامت تک اسی حالت میں شکم ماہی میں بیٹھے رہتے نہ کھاتے نہ پیتے اور نہ انہیں موت آتی۔

جواب نمبر ۵

اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے بارے میں فرمایا ہے۔ وَ لَمَثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَ اذْدَادُ وَ تَسْعَا ﴿۱۰۰﴾ (الکہف) ”اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے رہے اور انہوں نے نو برس (اس پر) زیادہ کیے“۔ تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ دسویں محرم کو کروٹیں بدلتے تھے۔ وہابیوں کے امام حافظ ابن کثیر نے لکھا

ہے کہ سلف الصالحین فرماتے تھے۔ یقلبون فی العام مرتین۔ وہ سال میں دو بار کروٹیں چنچ کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۸) حافظ صاحب اس سے قبل لکھتے ہیں۔ جعلہم فیہ احیاء۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غار میں زندہ رکھا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۷) انہوں نے غار میں تین سو سال سے زیادہ عرصہ زندگی بسر کی مگر نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ والے کھانے پینے کے محتاج نہیں ہیں وہ بغیر کھائے پئے بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب ولیوں کا یہ حال ہے نبیوں کا عالم کیا ہوگا؟

جواب نمبر ۶

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے چلے جانے کا حکم دیا آپ علیہ السلام زمین پر تشریف لے آئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۸۳ پر اور امام اہلسنت غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی التبیان ص ۱۲۹ میں انہی سے ناقل اور امام جلال الدین سیوطی انیس الجلیس اردو ص ۲۳۵ پر فرماتے ہیں۔ حضرت آدم ابوالبشر فراق وجدائی میں زمین پر آ کر دو سو سال بلکہ تین سو سال تک آہ و بکاؤ گریہ زاری کرتے رہے۔ اس دوران حضرت حوا بھی آپ سے بہت دور تھیں یہاں سوال یہ اٹھتا ہے کہ روئے زمین کے پہلے بشر جو والدین کے بغیر پیدا ہوئے تھے اس دوران کیا کھاتے رہے اور کہاں سے کھاتے رہے؟ مدلل جواب کی زحمت وہ حضرات گوارا فرمائیں جو انبیاء کرام اور اہل اللہ کو اپنے جیسا بشر مان کر انہیں کھانے پینے کا محتاج گردانتے ہیں؟ اور کھانے پینے کی رٹ لگا کر لوگوں کا ایمان برباد کرتے ہیں۔

جواب نمبر ۷

اللہ تعالیٰ نے سورہ النساء آیت نمبر ۱۵۷ و ۱۵۸ میں یہودیوں کی تردید کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ (ترجمہ) اور ان کے اس قول کی وجہ سے (بھی) ہم نے قتل کر دیا کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو حالانکہ نہیں قتل کیا انہوں نے ان کو اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا لیکن ان کیلئے (کسی کو عیسیٰ کا) ہم شکل بنا دیا گیا اور بیشک جن

لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا وہ ان کی طرف سے ضرور شک میں ہیں، انہیں ان کا کچھ علم نہیں مگر یہی کہ وہ محض گمان کی پیروی کرتے ہیں اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ (ترجمہ البیان ص ۱۵۵) قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات کے ترجمہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ ایمان و عقیدہ رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا گیا۔ (۲) آپ علیہ السلام کو سولی پر بھی نہیں چڑھایا گیا۔ (۳) آپ علیہ السلام کو طبعی موت کا ذائقہ نصیب نہیں ہوا۔ (۴) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمانوں پر تشریف فرما ہیں۔ قرب قیامت میں تشریف لائیں گے چنانچہ متفق علیہ حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ملاحظہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ حاکم عادل کی صورت میں نازل ہوں گے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کریں گے اور بے حساب مال تقسیم کریں گے کہ اسے لینے والا کوئی نہ ہوگا، اس وقت ایک سجدہ دنیا اور اس کے مال و متاع سے زیادہ بہتر ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ **وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ**۔ ”اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے۔“ (النساء: ۱۵۹) یعنی قرب قیامت میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے، اس وقت تمام اہل کتاب ان کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ آپ علیہ السلام انہیں شریعت محمدیہ ﷺ پر چلنے کا حکم دیں گے اس وقت آپ کی حیثیت دین مصطفوی ﷺ کے امام کی ہوگی اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف نازل ہوں گے وہ شادی کریں گے ان کی اولاد ہوگی، ۴۵

سال دنیا میں رہیں گے پھر وصال فرما کر میرے ساتھ قبر میں مدفون ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اٹھیں گے (اسے ابن جوزی نے کتاب الوفا ج ۲ ص ۸۱۴ پر روایت کیا ہے) مشکوٰۃ المصابیح میں باب نزول عیسیٰ علیہ السلام موجود ہے۔ مندرجہ بالا دو حدیثوں کے علاوہ بھی اس میں دو دیگر حدیثیں بخاری شریف و مسلم شریف سے موجود ہیں۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر ہیں انہیں آپ جیسا بشر کہنے والے اور کھانے پینے کا محتاج جاننے والے یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ آپ علیہ السلام وہاں کیا کھاتے کیا پیتے ہیں؟۔

سوال نمبر ۵

بشر نور سے افضل ہے۔ شب معراج نوری دیکھتے رہے اور سرکارِ رسول ﷺ بشر ہو کر عرش پر چڑھ گئے؟۔

جواب نمبر ۱

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (النور: ۳۵)** اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو زمینوں و آسمانوں کا نور فرمایا ہے اور تمہارے نزدیک بشر نور سے افضل ہے تو کیا بشر اللہ تعالیٰ کے نور سے بھی افضل ہے؟ چھوٹا منہ بڑی بات۔

جواب نمبر ۲

بخاری شریف ج ۲ ص ۹۳۵ اور صحیح ابن حبان ج ۵ ص ۱۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۰۶ اور الوافی لابن جوزی ج ۲ ص ۵۰۱ و ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۲ اور مسلم ج ۱ ص ۲۶۰ میں ہے کہ حضور ﷺ دعا مانگتے تھے اور مسلم شریف ج ۱ ص ۲۶۱ میں حضرت ابن عباس کے یہ کلمے موجود ہیں کہ **يقول في صلوته اوفى سجودف آپ نماز میں یا سجدے میں یہ دعا مانگتے تھے۔ اللهم اجعل في قلبي نوراً۔ الخ۔** الہی میرے قلب کو نور بنا میری آنکھوں کو نور بنا میرے کانوں کو نور بنا میرے بھین کو نور بنا میرے یسار کو نور بنا میرے فوق کو نور بنا

میرے تحت کو نور بنا میرے امام کو نور بنا میرے خلف کو نور بنا نور کو میرا بنا دے میری زبان کو نور بنا میرے خون کو نور بنا میرے اعصاب کو نور بنا میرے بالوں کو نور بنا میرے چہرے کو نور بنا یا اللہ نور مجھے دیدے یا اللہ میرے نور کو بڑھا دے اللھم اجعلنی نوراً۔ یا اللہ مجھے نور ہی نور بنا دے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۰۲) مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے لکھا ہے کہ آپ نے عرض کیا کہ۔ خود مجھ کو نور بنا۔ (امداد السلوک ص ۲۰۲) غیر مقلدوں کے سلمان منصور پوری نے مکمل حدیث نقل کی ہے۔ (رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۲۱۹) اگر بشر نور سے افضل ہوتا تو امام الانبیاء ﷺ اپنے نور بن جانے کی دعا کیوں مانگتے؟۔ افضل کو چھوڑ کر فاضل کا سوال کیوں کرتے؟ پھر اس میں افضل کی ناشکری بھی ہے۔ آپ ﷺ کی اس دعا سے معلوم ہوا کہ نور نور ہی ہے بشر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا (۲) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بشروں کو نور اور نوریوں کو بشر بنا سکتا ہے کیونکہ نبی کبھی محال بات کا خیال دل میں نہیں لاتا۔ اگر یہ ناممکن ہوتا تو حضور انور شافع محشر ﷺ ہرگز یہ دعا نہ مانگتے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں۔ پس اگر انسان کے نفس کا روشن (نور) ہونا محال ہوتا تو آنحضرت ﷺ یہ دعا کبھی نہ کرتے کیونکہ محال بات کی دعا کرنا بالاتفاق ممنوع ہے۔ (امداد السلوک)

سوال نمبر ۶

حضور ﷺ اصل نور ہوتے تو اللھم اجعلنی نوراً۔ والی دعا کیوں مانگتے۔

جواب۔ حضور ﷺ آخری دم تک یہ دعا مانگتے رہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ یا اللہ ہمیں سیدھی راہ چلا۔ تو کیا تم یہی کہو گے کہ اگر آپ ﷺ سیدھی راہ چل رہے ہوتے تو یہ دعا نہ مانگتے جب تم یہ نہیں کہتے اور اس کیلئے جو تمہارا جواب ہوا ہے اس دعا کیلئے بھی مان لیں۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ قرآن مجید اس بات کا شاہد ہے کہ آپ ﷺ جب اس دنیا میں آئے تو صدق ہدایت و ہدیٰ ساتھ لیکر آئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہادی بنا کر بھیجا ہے۔ اِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۷۱﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهُ مَا فِي

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط (الشوری) بیشک آپ ﷺ سیدھی راہ کے ہادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ جو آسمانوں و زمینوں کی ہر چیز کا مالک ہے۔ اِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ وَ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (رعد) ڈرسانے والے آپ ہی ہیں اور ہر قوم کے ہادی بھی آپ ﷺ ہیں۔ مگر آپ ﷺ نے تو یہ دعا بھی فرمائی بعینہ آپ اصل نور اور نور گر ہیں۔ آپ کے نور مجسم ہونے میں اہل ایمان پختہ یقین رکھتے ہیں مگر آپ نے یہ دعا اس لیے فرمائی کہ امت بھی اپنے آپ کو نور مجسم بنالے۔ چنانچہ وہابیوں کے گنگوھی میاں لکھتے ہیں انسان کے نفس کا روشن ہونا محال ہوتا تو آنحضرت ﷺ یہ دعا کبھی نہ کرتے کیونکہ محال بات کی دعا کرنا بالاتفاق ممنوع ہے۔ ابوالحسن نوری کو نوری کہتے ہیں اس لیے کہ بارہا ان سے نور دیکھا گیا تھا اور بہتیرے خواص و عوام صلحاء و شہداء کی قبرستانوں سے نور اٹھتا دیکھتے ہیں اور یہ نور ان کے نفس زاکیہ کا نور ہے کہ جب نفس کا کام عالی ہو جاتا ہے تو اس کا نور بدن میں سرایت کر جاتا ہے اور (نور) بدن کا مزاج و طبیعت بن جاتا ہے اس کے بعد اگر نفس (روح) بدن سے جدا بھی ہو جاتا ہے تب بھی وہ بدن نور کی آمد و رفت کا ایسا ہی منبع و مفتد (مرکز) بنا رہتا ہے جس طرح زندگی اور نفس کے باقی رہنے کے وقت بنا ہوا تھا۔ (امداد السلوک ص ۲۰۲) اللہم اجعلنی لورا۔ والی دعا کی حکمت سامنے آگئی اگر آپ یہ دعا نہ کرتے تو کسی کو بھی جسمانی نور انیت نصیب نہ ہوتی۔ صحابہ کرام و صالحین کا بلین کے اجسام مقدسہ بظاہر بشری حیثیت پر تھے حقیقتاً وہ نور تھے چنانچہ وہابیوں کے گنگوھی میاں لکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور فرمایا ہے اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کا سایہ ضرور ہوتا ہے اسی طرح آپ نے اپنے قبعین کو اس قدر تزکیہ اور تصفیہ بخشا کہ وہ بھی نور بن گئے۔ (امداد سلوک)

سوال نمبر ۷

ایک شے کی دو جنسیں ہوں یہ ممکن نہیں لہذا حضور ﷺ نور ہیں تو بشر نہیں بشر ہیں

نور نہیں ایک ذات کا دو جنس ہونا کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب نمبر ۱۔ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تک رسائی ممکن نہیں لہذا آپ ﷺ کی ذات پاک کو نورانیت یا بشریت میں محدود کرنا قرین علم و دانش نہیں ہے اہل علم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو جس طرح بے شمار خوبیوں و صفات سے نوازا ہے اس طرح نورانیت و بشریت مقدسہ کی صفات بھی آپ ﷺ کو عطا کر دی ہیں۔ یعنی نورانیت و بشریت آپ ﷺ کی صفات جمیلہ میں شامل کامل ہیں جب آپ ﷺ عالم نور میں ہوتے ہیں تو صفات نورانیہ ہویدا ہوتی ہیں اور جب عالم آب و گل میں رونق افروز ہوتے ہیں تو پھر ضروریات بشریت کو اپنے دامن رحمت سے وابستہ کر لیتے ہیں تاکہ انسانوں کیلئے لائحہ عمل مرتب ہو جائے۔ لوگ اس کو معمول حیات بنا کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لیں۔ ایک ذات میں کئی صفات کا پایا جانا ثابت ہے انسان کو دیکھ لیجئے کبھی خوش کبھی غمزہ، کبھی رحم و کرم کا پیکر کبھی غضب و غصے کا مجسمہ سورج کی نورانیت شک و شبہ سے بالاتر ہے لیکن جب وہ طلوع ہوتا ہے نہایت سرخ لگتا ہے کچھ دیر کے بعد پیلا ہو جاتا ہے پھر وہ سیاہی و سفیدی کے ساتھ روشن ہو کر اپنی کرنیں ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ والشمس تطلع کل آخر لیلۃ۔ حمراء یصبح لو نہایتورد۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۱۲)

جواب نمبر ۲

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عصائے کلیسی کا ذکر فرمایا ہے ایک بار اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے عرض کیا ہئی عَصَاۃ ۱۰ اَتَوَكَّلُ عَلَيْهَا وَاَهْلُهَا عَلَيَّ غَمِيۡنٌ ۱۱ وَ لِيْ فِيْهَا مَاءٌ رَّابٍۭ اٰخِرٰی ۱۲ (طہ) یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لئے اس میں اور کام ہیں۔ یعنی توشہ اور پانی اٹھانے اور موذی جانوروں کو دفع کرنے اور اعداء سے محاربہ کیلئے کام آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اسے ڈال دے تو آپ علیہ السلام نے اسے ڈال دیا۔ فَاِذَا هِيَ حَيۡةٌ تَسۡلٰی ۱۳ (طہ) تو وہ سانپ تھا دوڑتا ہوا۔ الاعراف

میں ہے فَالْتَقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿۱۰﴾ (اعراف) موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا تو وہ صحیح اثر دہا بن گیا۔ اول الخلق ﷺ کی نورانیت پر اعتراض کرنے والا بتائے کہ لکڑی سانپ کیسے بن گئی؟

جواب نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سامری کا واقعہ بیان فرمایا کہ اس نے زیوروں کو آگ میں ڈال دیا اور انہیں پھڑے کی شکل میں ڈھال دیا۔ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عَجَلًا جَسَدًا لَّهُ خَوَارِثًا (طہ: 88) پھر سامری نے لوگوں کیلئے ایک پھڑا بنا کر نکالا ایک دھڑ جو پھڑے کی طرح آواز کرتا تھا۔ قرآن نے اس پھڑے کو أَوْزًا مَرَاتِحًا زِينَةً الْقَوْمِ (طہ: 87) قوم فرعون کے زیور بھی کہا۔ اور پھڑا بھی؟۔

وہ عجل تھا پاؤزر؟ ماجوا بکم فھو جو اپنا

جواب نمبر ۴

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ (الکہف: 18) اور ان کا کتا غار کی چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ مولوی شبیر احمد عثمانی وہابی اور مولوی داؤد گوڑ کانوی غیر مقلد وہابی اپنی تفسیروں میں لکھتے ہیں۔ اصحاب کہف کے ساتھ ایک کتابھی لگ گیا تھا اس پر بھی صحبت کا اثر پہنچا اور وہ صدیوں تک زندہ رکھا گیا۔ اگرچہ کتا رکھنا برا ہے لیکن لاکھ بروں میں ایک بھلا بھی ہے۔

وللہ السعدی الشیرازی

پسر نوح بابتاں بہ نشست

خاندان نبوتش حکم شد

سگ اصحاب کہف روزے چند

پائے نیکاں گرفت مردم شد

یعنی نوح کے بیٹے نے بروں کی صحبت میں بیٹھ کر اپنے خاندان نبوت کو بھلا دیا اور

اصحاب کہف کا کتا چند دن نیوں کے ساتھ لگ کر بہت سے انسانوں سے بھی اچھا بن گیا۔ (تفسیر گوڑگانوی ص ۳۵۳۔ و تفسیر عثمانی و موضح القرآن) مولوی عبدالماجد وہابی لکھتے ہیں بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جنت میں دو جانور بھی ہونگے ایک بلعم باعور کا گدھا دوسرا اصحاب کہف کا کتا (ماجدی ج ۱، ۶۰۴) ہر مکتب فکر کے مسلمہ مفسر علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں امام مقاتل کے نزدیک دس جانور مینڈھے کی شکل میں مومنوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام کی ڈاچی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پھڑا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا دراز گوش۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔ حضرت بلقیس کا ہد ہد۔ اصحاب کہف کا کتا اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ڈاچی فکلہم یصرون علی صورة کبش ویدخلون الجنة ذکرہ فی مشکاة الانور۔ مشکوٰۃ الانوار میں ہے کہ یہ سب مینڈھے کی صورت پر داخل جنت ہوں گے۔ (روح البیان ج ۵ ص ۲۲۶) اس سے ثابت ہوا ایک جنس کا دو صورتوں میں بنا دینا اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ محال نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۷﴾ (بقرہ) بیشک اللہ ہر چاہے پر قادر ہے۔ فافہم وتذبر۔ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۲۸﴾ (اعراف)

جواب نمبر ۵

اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم بتول کو فرزند عطا کرنا چاہا اور وہ بھی بغیر عمل زوجیت کے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ حضرت جبریل امین علیہ السلام کو وسیلہ بنایا اور ان کے ذریعہ بچہ دلایا چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ (مریم) تو ہم نے ان کی طرف اپنے فرشتے (جبریل علیہ السلام) کو بھیجا تو اس نے اس مریم کے سامنے ہو بہو بشر کی شکل بنالی۔ تمام مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کا وزیر ہے جب سیدہ مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ بچہ دلاتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو پورے کا پورا بشر بنا دیتا ہے

اور جب انسان کو ہدایت دلاتا ہے تو جبریل کے آقا اور اپنے محبوب ﷺ کو جامہ بشریت میں ملبوس کر کے بھیج دیتا ہے اگر جبریل علیہ السلام کی بشریت ان کے نور ہونے کی نفی کی دلیل نہیں بن سکتی تو نور علی نور نبی کریم ﷺ کی بشریت طیبہ آپ ﷺ کی نورانیت کی نفی کی علامت بھی نہیں ہو سکتی اور ایک جنس کا دو صورتوں میں ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کی قدرت کا اظہار ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت کچھ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھا یا نہ جائے گا

جواب نمبر ۶

سورۃ ہود آیت نمبر ۴۹ سے لیکر آیت نمبر ۸۱ میں اور سورۃ الزاریات آیت نمبر ۲۴ سے لیکر آیت نمبر ۳ میں دیکھیں کہ نوری فرشتے شکل بشری میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں تشریف لائے اور آپ نے ان کیلئے خورد و نوش کا انتظام فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس وہ امر دنگر آئے تو لوطیوں نے انہیں اپنی ہوس کا نشانہ بنانا چاہا تو انہوں نے اپنی اصلی شکل ظاہر فرما کر لوطیوں کے حواس باختہ کئے۔ جس محبوب خدا مختار ارض و سماء کے غلاموں کی حالت و طاقت یہ ہے تو اس حبیب الہی باذن اللہ مالک خدائی کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا۔ فافہم و تدبر۔ ایک غیر مقلد نے کہا کہ نور، لباس بشر میں نہیں آ سکتا؟ ہم نے مندرجہ بالا آیات سے اس کی توضیح کی تو وہ شرمندہ ہو کر محفل سے بھاگ گیا۔

جواب نمبر ۷۔ متعدد حدیثوں میں آیا ہے کہ فرشتے شکل بشر دنیا میں آئے اور عام انسانوں سے گفتگو کرتے رہے ان کی مشکل کشائی و حاجت روائی کر کے وہابی عقیدوں کی بیخ کنی کر کے جماعت اہل سنت کے عقیدوں کو ترجیح دیتے رہے۔

مشکل کشا فرشتہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور پر نور ﷺ سے سنا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں اسرائیل کے تین شخص ایک کوڑھی دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا

تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمانے کا ارادہ فرمایا تو ان کے پاس ایک فرشتہ (بشکل بشر) بھیجا۔ وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھے کون سی چیز اچھی لگتی ہے اس نے کہا اچھا رنگ اور تندرست جلد اور میری یہ بیماری دور ہو جائے اور لوگوں کی نفرت سے بچ جاؤں تر فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیر کر اسے خوبصورت رنگ دے کر اور اس کی جلد کو ٹھیک کر کے اسے تندرست کر دیا۔ فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے اس نے کہا اونٹ۔ تو فرشتے نے اسے حاملہ اونٹنی دے دی اور دعائے برکت فرمادی پھر وہ فرشتہ گنچے کے پاس آ گیا اور اس سے پوچھا تجھے کیا چیز پسند ہے اس نے کہا میرا گنچ دور ہو جائے اور میرے سر پر خوبصورت بال آگ آئیں۔ فرشتے نے اس کے گنچ پر ہاتھ پھیر کر بہترین بال اگا دیئے اور پوچھا تجھے کون سا مال چاہیے اس نے کہا میں گائے کا متوالا ہوں فرشتے نے اسے گا بھن گائے عطا فرمادی اور دعا برکت کر کے اندھے کے پاس چلا آیا اور اس سے دریافت کرنے لگا تجھے کیا چاہیے اس نے کہا مجھے بینائی مل جائے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ پاؤں، فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر اسے بصارت عطا کر دی پھر پوچھا تجھے کون سا مال چاہیے۔ اس نے کہا میں بکریوں کا خواہشمند ہوں فرشتے نے اسے ایک گا بھن بکری دے دی اور دعا برکت فرما کر چلا آیا۔ تینوں کے مال میں اتنی برکت ہوئی کہ جنگل بھر گئے غیب کی خبریں دیتے والے محبوب دانائے..... علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر فرشتہ کوڑھی کے پاس اس کی ہیئت میں آ کر کہنے لگا میں مسکین ہوں، معذور ہوں سفر میں میرا سارا سامان ختم ہو گیا ہے آپ سے اللہ کے نام کا سوال ہے جس نے تجھے یہ رنگ و روپ عطا فرمایا ہے ایک اونٹ دیدے تاکہ میں منزل مقصود پر پہنچ جاؤں۔ اس نے جواب دیا ذمہ داریاں بہت نہیں (اونٹ نہیں دے سکتا) فرشتے نے کہا میں نے تجھے پہچان لیا ہے تو وہی کوڑھی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے تجھ پر اللہ نے کرم کیا تھا۔ وہ کہنے لگا اس مال کا میں باپ دادے سے وارث چلا آ رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا اگر تو غلط کہتا ہو تو تجھے اللہ تعالیٰ ویسا ہی کر دے (تو ایسا ہی ہو گیا) پھر فرشتہ گنچے کے پاس آیا اور اس

سے بھی وہی گفتگو کی گنجے نے اسے کچھ نہ دیا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو ایسا ہو جائے جیسا پہلے تھا (تو وہ ویسا ہی ہو گیا) اس کے بعد وہ فرشتہ نابینا بن کر اندھے کے پاس آ گیا اور دست طلب دراز کیا اندھے نے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے کہا تم جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو فرشتے نے کہا تمہارا مال تمہیں مبارک ہو میں تمہارا امتحان لینے آیا تھا اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو اور تمہارے ساتھیوں سے ناراض ہو گیا۔

(بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص ۱۶۵، ۱۶۶)

مالک کونین ہیں گو کچھ پاس رکھتے نہیں

دونوں جہاں کی نعمتیں ان کے خالی ہاتھ میں

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھے اچانک ایک (رجل) مرد حاضر ہوا جو عمدہ سفید لباس پہنے ہوئے تھے ان کے بال گہرے سیاہ تھے..... حضور ﷺ نے فرمایا وہ جبرئیل امین تھے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث) نیز بخاری و مسلم میں حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا واحیانا يتمثل لى الملك رجلا فيكلمنى اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۲)

باب دوازدهم

محمد صلی علیہ وسلم نور

مسئلہ نورانیت

حضور پر نور ﷺ کا نور ہونا اور تمام مخلوقات سے پہلے ہونا ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار آفتاب میروز کے انکار کی مانند ہے۔ وہابی مولوی بھی اس کے معترف ہیں کہ آپ ﷺ اول الخلق ہیں اور نور علی نور ہیں چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ احکام ابن القطان میں منجملہ ان روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا (نشر الطیب ص ۹) اس روایت سے ثابت ہوا۔ امام باقر امام زین العابدین امام حسین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خود امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایمان و عقیدہ یہی تھا کہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات نور ہی ہے اور سب سے اول

مولوی اشرف علی وہابی نے اس حدیث پاک کو صحیح مان کر اپنی کتاب میں لکھا اور مزید برآں یہ بھی فرمایا کہ اگر چودہ ہزار برس سے زیادہ کی روایت نظر پڑے تو اس میں شبہ نہ کریں اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ تھانوی صاحب حضور پر نور ﷺ کو نور مانتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ہزاروں سال پہلے آپ ﷺ کے نورانی وجود مسعود کو تسلیم کرتے تھے۔ وہابیوں کے مولوی ذوالفقار علی دیوبندی لکھتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اول مخلوق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ نے اول تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔ پھر اس نور کو پھیلا یا اور اس سے لوح و قلم و عرش و

کرسی و ملک و ملک و ملکوت و عالم و آدم کو پیدا کیا (عطر الورد ص ۲۲ و نشر الطیب) قاری محمد طیب وہابی لکھتے ہیں۔ آفتاب نبوت بشری ازل سے چمکا اور کائناتی ابد تک چمکتا رہے گا اس دوران میں نہ اس کے نور کا کسی وقت انقطاع ہوا اور نہ ہوگا، کہیں بلا واسطہ اور کہیں بالواسطہ روشنی اسی کی کام کرتی رہی اور کرتی رہے گی۔ (آفتاب نبوت نے فرمایا) سب سے پہلے میرے ہی نور کو اللہ نے پیدا کیا میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم مٹی اور پانی کے درمیان میں تھے اور ان کا ڈھانچہ خمیر کیا جا رہا تھا۔ (آفتاب نبوت ص ۲۳۹) مولوی محمد اسلم قاسمی وہابی رقمطراز ہیں۔ آپ ﷺ کا نور اس پوری کائنات سے پہلے پیدا کیا گیا اور جیسا کہ مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے آپ ﷺ کی تخلیق ہی اس پورے عالم کی تخلیق کا سبب ہے چنانچہ ابن عساکر نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ سے فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تو آپ ﷺ کو اپنا محبوب بنایا ہے میں نے اپنے لیے آپ سے زیادہ شریف و عزیز کوئی چیز پیدا نہیں کی میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ انہیں دکھاؤں کہ میرے نزدیک آپ ﷺ کا کتنا رتبہ اور مرتبہ ہے اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا اسی طرح سیرۃ النبویۃ والاخبار المحمدیہ میں حاکم کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر رسول اللہ ﷺ کا نام نامی لکھا ہوا دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تھا کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ نیز مختلف سندوں سے ایک روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کے دل میں ڈالا کہ وہ یہ کہیں۔ اے پروردگار! تو نے میرا لقب ابو محمد کیوں رکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم اپنا سراٹھا آدم نے سراٹھایا تو ان کو عرش کے پردوں میں آنحضرت ﷺ کا نور نظر آیا، انہوں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے پروردگار یہ نور کیا ہے؟ جواب ملا یہ نور میرے نبی کا نور ہے جو تمہاری اولاد میں ہوں گے۔ آسمانوں میں ان کا نام احمد ہے اور زمین میں محمد ہوگا

اگر وہ نہ ہوتے تو نہ میں تمہیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔

(سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۱۳۵ و ص ۱۳۶)

مومنوں و حید الزمان غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتدا حضرت محمد ﷺ کے نور سے فرمائی۔ اس کے بعد پانی و عرش و ہوا و نون و قلم و لوح اور عقل کو پیدا کیا۔ آسمانوں، زمینوں و مافیہا کی تخلیق کا مرکز اول نور محمدی ﷺ ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۵۶ حصہ اول) ہندوستانی وہابیوں کے پہلے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی المتوفی ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء حضور پر نور ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ہے اول ہی پیدا ہوا ان کا نور
 پہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
 کہ جب سب سے اکمل وہ انسان ہوا
 تو بے شک وہ تصویر رحمان ہوا

(ارمغان نعت ص ۱۱۴)

اسماعیل دہلوی کے بھانجے مولوی محمد علی نے اپنے اور اپنے ماموں کے پیرومرشد سید احمد بریلوی کی ستائش میں ۱۲۹۹ھ میں مخزن احمدی نامی کتاب لکھی ہے اس کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔ وہ لکھتے ہیں۔

پس از نور احمد ز ملک قدم تو در ملک ہستی نہادی قدم
 تو اول خدارانمودی سجود ز تو کائنات آمد اندر وجود

اللہ تعالیٰ کے بعد ملک قدم سے نور احمد ہی ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ملک ہستی میں قدم رکھا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے اللہ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ کی وجہ سے کائنات بنی ہے۔ (مخزن احمد ص ۳) وہابیوں کے مولوی سلیمان غیر مقلد لکھتے ہیں۔

مسند ارانے نبوت بود اور قدس گاہ منجدل چوں آدم بود در میان ماء و طین
 احتشام او ہویدا از کلام ذوالجلال نور او پیدا وہم پہاں آیات بسین

آپ قدس گاہ میں مسند نبوت پر جلوہ گر تھے جب آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان خمیر تھے۔ آپ ﷺ کی عزت و عظمت کلام ذوالجلال سے ظاہر ہے آیات مبین کے حوالے سے آپ ﷺ کا نور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی (الجمال والکمال ص ۳۵) امام اہلسنت سیدی غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

اجسام سے قبل عالم امر میں ذوات انبیاء علیہم السلام کا موجود ہونا نص قرآن سے ثابت ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ ذات محمدی ﷺ بطریق اولیٰ عالم ارواح میں موجود ہو..... رہا یہ امر کہ خلقت محمدی تمام کائنات اور خصوصاً جمیع انبیاء کرام علیہم السلام کی خلقت سے پہلے ہے تو اس مضمون کی طرف قرآن کریم کی بعض آیات میں واضح اشارے پائے جاتے ہیں اور احادیث صحیحہ میں تو صراحتاً وارد ہے کہ حضور ﷺ اول خلق ہیں اور تمام نبیاء کرام علیہم السلام سے پہلے حضور ﷺ کی ذات مقدسہ مخلوق ہوئی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (بقرہ: 253) ترجمہ۔ یہ سب رسول ہیں فضیلت دی ہم نے ان کے بعض کو بعض پر ان میں سے وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کیے۔۔۔ جن کے درجے بلند کیے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں حضور ﷺ کے درجوں کی بلندی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ درجات خلقت میں بھی حضور ﷺ کا درجہ سب سے بلند ہے اور آپ ﷺ سب سے پہلے مخلوق ہو کر سب کی اصل ہیں۔ (میلا دالنبی ﷺ)

اور محمد ﷺ اور آدم علیہ السلام

مولوی محمد اسلم قاسمی وہابی کی ترجمانی ملاحظہ ہو چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا تو یہ نور ان کی پیٹھ میں رکھ دیا یہ گویا اس وقت ہوا کہ آپ بھی نور کی صورت میں تھے..... آگے روایت آئے گی کہ آپ ﷺ کا نور ساری مخلوقات سے پہلے پراکھا گیا۔ بلکہ یہ مخلوقات آدم اور ان کی اولاد کو اسی نور سے پیدا کیا گیا۔ اس صورت میں ہاں اس کی وضاحت کرنی پڑے گی کہ آدم علیہ السلام کو آپ ﷺ کے نور سے پیدا کیا

گیا اور پھر یہ نور ان کی پیٹھ میں ڈالا گیا۔ چنانچہ گزشتہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو یہ نور ان کی پیٹھ میں رکھ دیا۔ یعنی پھر یہ نور ان کی پیشانی میں دمکتا تھا اور ان کے سارے نور پر غالب رہتا تھا۔ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۱۴ و ص ۱۱۵)

نواب آف غیر مقلد میاں صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں۔ پس آنحضرت ﷺ کہ نور او اتم و اکمل از جمیع انوار مؤمنان باشد آتش در برابر وے کجا استند نور وے کہ در ناصیہ آدم بود پس در ناصیہ خلیل تا آنکہ بناصیہ عبد اللہ رسید چہ کار ہا کر دایجا کہ خود بے واسطہ جلوہ گر باشد چہ کار کند۔ ترجمہ از روئے حدیث مؤمنوں کے نور سے جہنم کی آگ بجھ جائے گی پس حضور ﷺ جن کا نور تمام مؤمنوں کے نور سے بہت زیادہ اور بہت مکمل ہے اس کے سامنے آگ کیسے ٹھہرے گی (بلکہ گلستان بن جائے گی) جب آپ ﷺ کا نور حضرت آدم علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام تا آنکہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشانیوں میں رہ کر مشکل کشائی کر چکا ہے جب بغیر واسطہ کے جلوہ گر ہوگا تو کیا خوب مشکل کشائی کریگا۔ (بغیۃ الرائد ص ۶۰) تفسیر کبیر ج ۱ تحت آیت اسجدوا لادم (بقرہ: ۳۴) عسیدۃ الشہدۃ ص ۱۰۲ شرح قصیدہ بردہ از شیخ زاہد ص ۱۰۰ زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۹ و مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۰ مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۸ میں لکھا ہوا ہے کہ حضور ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ودیعت فرمادیا تھا۔ اس نور کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا چہرہ مبارک شمس و قمر کے نور کی طرح چمکتا تھا۔ امام ابن جوزی فرماتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام آپ ﷺ کے نور کی تسبیح پڑھنے کی آواز سنتے تھے۔ (المیلاد النبوی ﷺ) حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۔ وہابیوں کی کتاب نثر الطیب کے ص ۱۱ پر لکھا ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا سے نکاح کے وقت ۲۰ مرتبہ درود شریف پڑھا کر حق الہمبر ادا کیا۔ محدث ابن جوزی، امام قسطلانی، علامہ زرقانی اور علامہ یوسف بن اسماعیل مہمانی روایت لاتے ہیں کہ جب حضرت حوا حضرت شیث سے حاملہ ہوئیں تو نور محمدی ﷺ

پشت آدم سے بطن ہوا میں جلوہ گر ہو گیا اس لئے حضرت شیث تنہا پیدا ہوئے۔ (الوفی ج ۱ ص ۳۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں تھے تو آپ ﷺ کہا تھے فرمایا میں ان کی صلب میں تھا اور جب وہ زمین کی طرف آئے تو میں ان کی پشت میں تھا اور جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار تھے تو میں ان کی پشت میں تھا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو میں ان کی صلب میں تھا۔ میرے آباء و امہات میں سے کوئی بھی زنا کار نہ تھا میں ہمیشہ پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا ہوں جو سب سے اچھے اور مہذب لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے میری نبوت کا وعدہ لیا تو تورات میں میری بشارت دی انجیل میں میرے نام کو شہرت بخشی زمین میرے چہرے کے نور سے چمک اٹھی اور آسمان میری رویت سے روشن ہوا۔ (الشفاج ۱ ص ۲۸ و ص ۱۰۰ 'الوفی ص ۳۵' البدایہ و النہایہ ج ۲ ص ۲۵۸) قبل ازیں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار مع ترجمہ گزر چکے ہیں انہوں نے حضور ﷺ کی صدارت میں سرکار ﷺ کے مندرجہ بالا اوصاف بیان فرمائے اور سرکار ﷺ سے دعائیں لیں۔ محمد اسلم قاسمی وہابی ترجمانی کرتے ہیں کہ حضرت مدرکہ میں آنحضرت ﷺ کا نور جھلکتا تھا۔ (سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۷۷) حضرت نزار کی آنکھوں کے درمیان نور نبوی نظر آتا تھا (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۷۹) مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک جب عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے ایک دن حطیم میں سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سرمہ لگا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال کا لباس زیب بدن ہے ان کو سخت حیرت ہوئی کہ یہ کس نے کیا ہے ان کے والد انکا ہاتھ پکڑ کر کاہنان قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم دیا ہے چنانچہ انہوں نے پہلے قبیلہ سے نکاح کیا اور ان کی وفات کے بعد قاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبد اللہ آپ کے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہو گئیں۔ عبدالمطلب

کے بدن سے خوشبوء مشک آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نوران کی پیشانی میں چمکتا تھا اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شہیر کی طرف جاتے تھے اور ان کے وسیلہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب کرتے اور بارش کی دعائیں مانگتے تو اللہ تعالیٰ برکت نور محمدی ﷺ کے باران عظیم رحمت فرماتے۔ (کذافی المواہب، نشر الطیب ص ۲۰) جب ابرہہ بادشاہ خانہ کعبہ منہدم کرنے آیا تو عبدالمطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبل شہیر پر چڑھے اس وقت نور مبارک عبدالمطلب کی پیشانی میں گول بطور ہلال کے ظاہر ہو کر خوب درختاں ہوا۔ یہاں تک کہ شعاع اس کی خانہ کعبہ پر پڑی عبدالمطلب نے یہ دیکھ کر قریش سے کہا۔ پھر چلو یہ نور اس طرح میری پیشانی میں جو چمکا۔ دلیل ہے کہ ہم غالب رہیں گے۔ (نشر الطیب ص ۲۱) حضرت عبدالمطلب سفید رنگ خور و اور دراز قامت انسان تھے ان کی پیشانی سے نور نبوت اور ملکی عزت و وقار جھلکتا تھا اور وہ بچے موحّد تھے۔ (محمد رسول اللہ ﷺ ص ۱۹) حضرت عبد اللہ قریش میں سب سے زیادہ حسین اور خوبصورت تھے۔ آنحضرت ﷺ کا نوران کے چہرے میں اس طرح چمکتا تھا جیسے روشن ستارہ ہو (سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۱۳۶) آپ ﷺ کا نور حضرت عبد اللہ سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں منتقل ہو گیا (محمد رسول اللہ ﷺ ص ۲۲ و سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۱۳۸) تھانوی وہابی نے سیرۃ ابن ہشام کے حوالے سے لکھا ہے کہ حمل رہنے کے وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصری علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۶) اس نور کا دیکھنا اس قصہ کے علاوہ ہے جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقع ہوا..... محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اس میں سے عطا اور ابن عباس بھی ہیں کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہیں کہ جب آپ یعنی نبی ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا۔ (کذافی المواہب، نشر الطیب ص ۲۲ و ص ۲۳) مولوی محمد اسلم قاسمی وہابی لکھتے ہیں۔ پھر وہ مبارک دن آ گیا۔ بارہ ربیع

الاولی پیر کے روز بیس اپریل ۱۷۷۵ء کو صبح کے وقت جناب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں ولادت ہوئی اور دنیا و آخرت کی برکتیں لے کر ایک سراپا نور بچہ دنیا میں تشریف لے آیا۔ آپ ﷺ ہی پیغمبر آخر الزمان رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے۔ (سیرت پاک ص ۶۲) جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ سے ایک نور سائکتا معلوم ہوتا تھا۔ (نشر الطیب ص ۱۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرے انور میں آفتاب چل رہا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸) اور جب آپ ﷺ مسکراتے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک مثل تلوار کے (شفاف) تھا انہوں نے کہا نہیں بلکہ مثل آفتاب اور ماہتاب کے تھا..... حضرت ام معبد نے کہا آپ سب سے زیادہ جمیل اور سب سے زیادہ شیریں اور حسین معلوم ہوتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے میں نے آپ ﷺ جیسا نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو دیکھا۔ (نشر الطیب ص ۶۰) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے چاندنی رات میں حضور پر نور ﷺ کو دیکھا پس میں کبھی رسول کریم ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو آپ کے اوپر سرخ جوڑا تھا۔ فاذا ہوا حسن عندی من القمر آپ چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (شمال ترمذی ص ۲، دلائل النبوة بیہقی ج ۱ ص ۱۹۶، درامی، مشکوٰۃ ص ۵۱۸) الامام احمد رضا خان نے کیا خوب فرمایا ہے۔

یہ جو مہر و ماہ پید ہے اطلاق آتا نور کا

بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

دہانی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ محض بشر ہیں اور آپ میں معاذ اللہ نورانیت نام کی کوئی شئی موجود نہیں اور وہ بھلے مانس سرکار کی پیدائش بچپن لڑکپن جوانی و شادی و اولاد اور کھانے پینے وغیرہ کو دلیل بنا کر مسلمانوں کے ایمان پر شب خون مارتے ہیں مسئلہ بشریت میں ان

کی دلیلوں کے تار پوکھیر دیئے گئے ہیں، یہاں اتنا کہنا مناسب ہے کہ گزشتہ صفحات میں حضور نور مجسم ﷺ کی نورانیت اور بشریت سے اولیت کے دلائل و ہایوں کے کبراً اور معتمد حضرات کی کتب سے منقول ہیں۔ اگر آپ ﷺ نور نہیں ہیں تو تھا نوی صاحب ذوالفقار علی قاری طیب، محمد اسلم، مولوی اسماعیل، محمد علی وہابی، وحید الزماں، قاضی سلمان، علامہ ابن جوزی، نواب صدیق خان بھوپالی، علامہ ابن کثیر اور محمد رضا مصری وغیرہ وہابیوں اور ان کے بااعتماد بزرگوں نے آپ ﷺ کی نورانیت کا اقرار کر کے اس کی صفت و ثناء کیوں کی ہے؟ کیا یہ سب جھوٹے ہیں اور افترا پر مبنی قصے لکھ رہے ہیں؟ یا کیا یہ سب آپ ﷺ کو نور علی نور مان کر ضلالت کفر و شرک کے گڑھے میں گر گئے ہیں؟ یا سرکار ﷺ کی نورانیت کے منکر و دشمن قعر مذلت میں اپنا ٹھکانہ بنا رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اپنے حبیب کریم ﷺ کو نور فرمایا ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

پہلی آیت

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُبِينٌ ﴿۱۰﴾ (المائدہ) ”بیشک جلوہ گر ہوا تمہارے

پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب“۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو چیزوں کی مجیبت کا ذکر فرمایا ہے۔ (نمبر ۱) نور (نمبر ۲) کتاب مبین۔ جمہور مفسرین نے نور کے بارے میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو نور بنایا ہے لہذا اس آیت میں آپ کی نورانیت کا واضح اعلان فرمایا ہے۔ ہمارے استاذ کریم شیخ المناظرین علامہ منظور احمد فیضی متوفی کم جمادی الاخری ۱۴۲۲ھ اپنی کتاب مقام رسول میں اس آیت کے تحت ائمہ اہلسنت کی کتب کے حوالوں کا انبار لگا دیا ہے اور فخر العلماء مولانا ضیاء اللہ قادری علیہ الرحمہ نے الانور الحمدیہ میں ائمہ اہلسنت کی ۱۸ تفسیروں کے حوالے دیکر آپ ﷺ کی نورانیت کا استدلال مستحکم کیا ہے۔ فقیر پر تقصیر صرف وہابیوں کے حوالوں پر اکتفا کرتا ہے تاکہ سرکار ﷺ کی نورانیت کے منکر پر اس کے گھر کا اثاثہ سامنے آجائے اور وہابی اس عقیدہ کو صرف بریلوی سنی مسلمانوں کا عقیدہ نہ کہے۔ بلکہ جس عقیدے کو وہ بریلوی سنی

مسلمانوں کا ہی عقیدہ سمجھتا ہے اس میں اس کے اپنے کبرا علماء بھی بریلوں کے ساتھ ہیں اور وہابی توپ کے شریک کفر یہ گولے کی زد میں یہ بھی ہیں۔

دلیل نمبر ۱: وہابیوں کے پیش رو علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ النور هو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت محمد ﷺ ہی نور ہیں۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۹۳)

دلیل نمبر ۲: مولوی شبیر احمد عثمانی وہابی لکھتے ہیں نور سے خود نبی کریم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۴۶ نمبر ۱۱ پاک کمپنی)

دلیل نمبر ۳: مولوی عبدالماجد وہابی نے لکھا ہے یعنی بالنور محمد و کتاب مبین هو القرآن الذی انزلہ علی نبینا۔ (اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو نور بنایا ہے اور کتاب مبین قرآن ہے جسے اس نے ہمارے نبی ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔

(تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۲۴۴ نمبر ۷۳)

دلیل نمبر ۴: مولوی عبدالماجد وہابی تفسیر قرطبی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ ”نور قبل محمد“ (ﷺ) (نور کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ ہیں)۔

(تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۲۴۴ نمبر ۷۳)

دلیل نمبر ۵: مولوی رشید احمد گنگوہی وہابی نے لکھا ہے۔ نور سے مراد حبیب خدا ﷺ کی ذات مراد ہے۔ (امداد السلوک ص ۲۰۱)

دلیل نمبر ۶: مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ یہ ایک مختصر سی آیت ہے اس میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں کا عطا فرمانا اور ان دونوں نعمتوں پر اپنا احسان ظاہر فرمانا بیان فرمایا ہے ان دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور ﷺ کا وجود باجود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے ایک کو لفظ نور سے ذکر فرمایا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا ہے۔

(میلاد النبی ﷺ ص ۶) (طبع تالیفات اشرفیہ ملتان) اشرف الموعظ ص ۱۴۸

دلیل نمبر ۷: اسی کتاب میلاد النبی ﷺ کے ص ۵ تمہید کے آخری میں ہے۔

نبی خود نور اور قرآن نور نہ ہوں کیوں مل کے پھر نور علی نور
دلیل نمبر ۸: تھانوی صاحب فرماتے ہیں۔

لهذا اشهرني الاسلام فضل ومنقبته تفوق علي المشهور
ربيع في ربيع في ربيع ونور فوق نور فوق نور

(ربیع الاول کے مہینے کی اسلام میں فضیلت ہے اور منقبت کی وجہ سے تمام مہینوں سے
فوقیت والا ہے) اول ربیع سے مراد ہیں۔ حضور ﷺ اور دوسرا ربیع ہے موسم بہار اس وقت
یہ موسم تھا یا یہ کہا جاوے کہ آپ ﷺ کے پیدا ہونے سے بہار آگئی تھی چنانچہ اس سن کو
لوگوں نے۔ سنة الفتح والا بتہاج کہا ہے اور تیسرے ربیع سے مراد ہے مہینہ اور دوسرے
مصرے میں نور فوق نور الخ سے حضور ﷺ ہی مراد ہیں کہ آپ ﷺ میں انوار مجتہ
(مجموعہ انوار) متزائدہ (بہت زیادہ) تھے۔ میلاد النبی ﷺ ص ۳۶ از تھانوی صاحب)

دلیل نمبر ۹: تھانوی صاحب ایک بار پھر لکھتے ہیں۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ نور سے مراد
حضور ﷺ ہوں اور اس تفسیر کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی قد جائکم رسولنا
فرمایا ہے تو یہ قرینہ ہے اس پر کہ دونوں جگہ جاء کم کافاعل ایک ہو۔ (النور ص ۳۱)

دلیل نمبر ۱۰: تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں۔ نور کی حقیقت ہے۔ ظاہر بنفسہ
مظہر لغيرہ (اپنی ذات سے ظاہر ہو اور دوسری چیزوں کو ظاہر کر دے) تو حضور ﷺ کی
شان مظہر کے بہت مناسب ہے کہ مراد نور سے آپ ﷺ ہوں۔ (النور ص ۳۱)

دلیل نمبر ۱۱: دیوبندی وہابیوں کی تفسیر معارف القرآن ج ۴ ص ۴۲ میں بحوالہ
روح المعانی ج ۶ ص ۸۷ و تفسیر قرطبی ج ۶ ص ۱۱۸ لکھا گیا ہے۔ نور سے آنحضرت ﷺ
کی ذات بابرکات مراد ہے۔ (الانوار الحمدیہ ص ۳۸)

دلیل نمبر ۱۲: مولوی مشتاق احمد وہابی بتصدیق مولوی کفایت اللہ مولوی محمود حسن
مولوی شبیر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع وہابی لکھتے ہیں۔ حسب روایت شفاء قاضی عیاض نور سے
مراد حضرت رسول اکرم ﷺ ہیں اور کہا تفسیر روح المعانی میں۔ قد جاء کم من اللہ نور

هو نور الانوار و النبی المختار ﷺ والی هذا اذهب قتاده اختاره الزجاج۔
 (بیشک آگیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور وہ نور الانور نبی مختار ہی ہیں۔
 حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس المفسرین کا یہی مذہب ہے اور استاذ المفسرین زجاج
 نے اس تفسیر کو پسند کیا ہے) غرض نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور ﷺ کی ذات پاک
 پر اسی وجہ سے ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ اور روشن چراغ ہیں نور اور چراغ ہمیشہ ذریعہ وسیلہ
 صراط مستقیم کے دیکھنے اور خوفناک طریق سے بچنے کا ہوتے ہیں۔ پس حضور ﷺ سراسر نور
 یقیناً تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے واسطے اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے وسیلہ
 ہیں اور ایسا وسیلہ کہ حالت حیاۃ میں بھی وسیلہ تھے اور بعد وفات بھی قیامت تک وسیلہ ہیں
 کیونکہ جو نام اللہ کریم نے اپنے کلام قدیم میں آپ ﷺ کا تجویز فرمایا وہ تمام زبانوں میں
 حضور ﷺ کی ذات پاک کے واسطے ثابت ہے بلکہ آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے
 سے پہلے آپ کے جدا مجد عبدالمطلب کو قریش مصیبت کے وقت ہی نور کے سبب حل
 مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے۔ (التوسل ص ۲۲ و ص ۲۳۔ انور محمدیہ)

غیر مقلد وہابیوں کے حوالے

دلیل نمبر ۱: مولوی ثناء اللہ غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔ تمہارے پاس اللہ کا نور
 محمد ﷺ اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی ص ۱۱)

دلیل نمبر ۲: مولوی وحید الزماں غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے۔ نور سے مراد حضرت محمد
 ﷺ یا دین اسلام۔ (تبویب القرآن ص ۱۲۹)

دلیل نمبر ۳: میاں صدیق حسن غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔ مراد نور سے حضرت ہیں یا
 اسلام یا قرآن۔ (ترجمان القرآن ج ۱ ص ۸۵۷)

دلیل نمبر ۴: قاضی شوکانی غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔ نور سے مراد محمد رسول اللہ
 ﷺ ہیں۔ (الانوار الحمدیہ ص ۴۷)

دلیل نمبر ۵: نواب صدیق حسن غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے۔ زجاج نے فرمایا۔ نور

سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (الانور الحمد یہ ص ۷۷)۔

دلیل نمبر ۶: قاضی سلیمان غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔ اس آیت میں وجود باجود نبی کریم ﷺ کو نور بتلایا گیا ہے۔ (شرح اسماء الحسنی ص ۱۵۱)

دلیل نمبر ۷: قاضی صاحب دوبارہ لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نور ہے اور اس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا ہے۔ (شرح اسماء الحسنی ص ۱۵۳)

دلیل نمبر ۸: قاضی صاحب تیسری بار لکھتے ہیں۔ اسی (نبی کریم ﷺ) کا مبارک نام سورہ مائدہ میں نور بتلایا گیا ہے خازن و معالم (تفسیروں) میں نور کو نبی ﷺ ہی کی ذات بتایا ہے۔ (رحمۃ العالمین ج ۳ ص ۲۱۹)

دلیل نمبر ۹: حافظ محمد لکھو کوئی غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے۔ نور سے مراد محمد ﷺ یا اسلام جو دین ربانی ہے۔ (تفسیر محمدی ص ۲۳)

دلیل نمبر ۱۰: غیر مقلدوں کی من پسند تفسیر موضح القرآن قدیم میں ہے۔ نور روشنی سے حضرت رسول خدا ﷺ کی ذات بابرکات یا مقدس دین اسلام مراد ہے اور بیان کرنے والی کتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ (موضح القرآن بر حاشیہ قرآن سن ۱۳۳۸ھ)

دلیل نمبر ۱۱: موضح القرآن جدید میں ہے۔ اے اہل کتاب ہمارا رسول محمد ﷺ جس کی آمد کا شدت سے تمہیں انتظار تھا وہ تمہارے پاس آچکا ہے بہت سی ایسی باتیں جو تم کتاب الہی سے چھپایا کرتے تھے انہیں کھول کر تمہارے سامنے دکھا رہا ہے اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کر جاتا ہے۔ تمہارے پاس ایک روشنی (محمد ﷺ) کہ کفر کی تاریکی کو دور کرتی ہے اور ایک کتاب مبین (قرآن مجید) آچکی ہے۔

(موضح الفرقان تسہیل موضح القرآن ص ۱۳۱ حاشیہ نمبر ۱۵)

ائمہ مسلمین کا عقیدہ = اجمالی دلائل

مسلمانوں کے اماموں کا عقیدہ یہ تھا کہ حبیب خدا اول الخلق حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سر اپا نور تھے یعنی آپ ﷺ ظاہری باطنی حسی معنوی نور تھے ذات بھی نور

صفات بھی نور و ہایوں کے جنہو ہی صاحب امداد السلوک ص ۲۰۱ پر لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی نورانیت کی وجہ سے آپ ﷺ کی متعلقہ تمام چیزیں بھی لطیف و نور بن گئیں۔ امام احمد الصاوی تفسیر جلالین کی شرح میں میں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام نور اس لئے رکھا ہے کہ آپ عقلوں کو روشنی بخشتے ہیں رشد و ہدایت کی راہ ہموار فرماتے ہیں۔ لافہ اصل کل نور حسی و معنوی۔ آپ ﷺ ہر محسوس و غیر محسوس نور کی اصل و بنیاد ہیں (تفسیر صاوی ج ۱ ص ۲۵۸، تفسیر جلالین میں ہے ہونورا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم) علامہ قاسی فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا نور محسوس و غیر محسوس ظاہر ہے واضح ہے آنکھوں و عقلوں کو جلا بخش رہا ہے۔ قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ (مائدہ: ۱۵) میں اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام نور رکھ دیا ہے۔ (مطالع المسرات ص ۲۲۰)

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۷۲ پر ہے۔ قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ۔ رسول یعنی محمد۔ یعنی محمد رسول اللہ نور ہیں۔ صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کو نور مجسم مانتے تھے اور اس آیت والے نور سے سرکار پر انوار کی ذات پاک جانتے تھے امام حکیم ترمذی متوفی ۲۵۵ھ نوادر الاصول میں لکھتے ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ نورا اضاء العالمین۔ رسول اللہ ﷺ نور تھے اپنی ضیا پاشیوں سے عالمین کو چمکا رکھا ہے۔ (جوہر البحار مترجم ج ۱ ص ۱۸۹) حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی کو مات کر رہا تھا۔ میں نے اس روز چہرہ اٹھائیں دیکھیں۔ (۱) آپ ﷺ سب سے پہلے سجدہ ریز ہوئے۔ (۲) جب سجدے سے سر اٹھایا تو فصیح و بلیغ زبان میں فرمایا لا الہ الا اللہ ابی رسول اللہ (ﷺ) (۳) آپ ﷺ کے چہرہ انور کے نور سے گھر کو منور و روشن دیکھا۔ (۴) آپ ﷺ کو نہلانے کی ضرورت نہ تھی یعنی آپ طیب ظاہر پاک و صاف پیدا ہوئے۔ (۵) آپ ﷺ مخنثون و ناف بریدہ تشریف لائے (۶) آپ کے کندھوں کے درمیان لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (شواہد النبوة ص ۵۶)

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جس روز سے ہم نے آپ ﷺ کو لیا ہمیں کبھی چراغ جلانے کی ضرورت نہ رہی آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی چراغ سے زیادہ نورانی تھی۔ اگر ہمیں کہیں چراغ کی ضرورت پیش آتی تو ہم آپ ﷺ کو وہاں لے جاتے آپ ﷺ کے نور کی برکت سے تمام مقامات روشن ہو جاتے۔ (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۱۳) آپ جس خطے پر قدم مبارک رکھتے تو اسے بقعہ نور بنا دیتے۔ (مقام رسول ﷺ ص ۲۲۴) امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ خدا عزوجل کے محبوب ﷺ جب مسکراتے تو آپ ﷺ کے دندان پاک بجلی اور برف کے اولوں کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے آپ ﷺ جب کلام کہتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک کے درمیان سے نور نکلتا ہوا نظر آتا۔ (کتاب الشفاء ج ۱ ص ۳۹) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نور علی نور ﷺ کی پنڈلیوں کی نورانیت وچمک دمک کو میں ابھی بھی دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری شریف الانوار الحمد یہ ص ۹۶)

اعتراضات و جوابات

اعتراض نمبر ۱۔ آپ جس آیت کو حضور ﷺ کی نورانیت کی دلیل قرار دیتے ہیں اس کے آگے جو آیت ہے اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ یھدی بہ اللہ۔ اس میں ضمیر واحد ہے جو نور اور کتاب دونوں کی طرف راجع ہے۔ لہذا نور و کتاب ایک چیز ہے۔ یعنی کتاب ہی نور ہے۔

ازالہ نمبر ۱

غیر مقلد و ہابیوں کے مستند مفسر علامہ امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں۔ نور اور کتاب دو الگ الگ چیزیں ہیں نور اور کتاب سے قرآن مجید مراد لینا غلط ہے۔ چنانچہ ان کی عبارت ملاحظہ ہو۔ هذا ضعيف لان العطف يوجب المغايرة بين المعطوف والمعطوف عليه۔ نور اور کتاب کو ایک چیز کہنا ضعیف و کم زور کہانی ہے کیونکہ عطف سے معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت ہوتی ہے (یعنی

اس آیت میں واو عاطفہ ہے جو نور اور کتاب کو دو الگ چیزیں ثابت کرنے کیلئے آئی ہے (مفتاح الغیب تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۹۵۔ الذکر الحسین ص ۱۲، الانور الحمد یہ ص ۷۳۔ مقام رسول ص ۲۲۳)۔ امام موصوف فرماتے ہیں۔ ان المراد بالنور محمد و بالکتاب القرآن۔ بلاشبہ اس آیت میں نور سے مراد محمد ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۹۵۔ الذکر الحسین ص ۱۲) آپ ﷺ کو نور نہ ماننا معتزلیوں کا عقیدہ ہے۔ اگر آپ معتزلی ہیں تو اس کا اعلان کریں۔

ازالہ نمبر ۲

پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کی تفسیر میں ہے کہ اس آیت میں نور سے مراد حضرت محمد عربی ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے ان کے بعد جمہور مفسرین نے یہاں نور سے مراد سرکار کی ذات برکات کو قرار دیا اور یہ تفسیر صحیح ہے۔ اگر یہ تفسیر صحیح نہ ہوتی تو علامہ ابن تیمیہ اور اس کے متبعین مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی شبیر احمد عثمانی، مولوی عبد الماجد دریا آبادی اور قاضی سلیمان غیر مقلد وغیرہ وہابی اس آیت میں نور سے مراد ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ کی ذات پاک کو نہ مانتے۔ کیا ان سب کوہ ضمیر کے مرجع کا پتہ نہ چلا اور یہ سب کے سب بھٹروں کی طرح اندھے چاہ میں گرتے رہے اور حضور پر نور ﷺ کو نور مان کر اپنے دین و ایمان کو برباد کرتے رہے۔ نور کے دشمنوں علامہ مرحوم کافرمان سن لو۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقہان حرم ہے توفیق

ازالہ نمبر ۳

واحد کی ضمیر سے یہ مان لینا کہ نور و کتاب ایک چیز ہے تو پھر اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کے وسیلے سے ہدایت دی ہے۔ اپنے محبوب ﷺ کے وسیلے جلیلہ سے ہدایت نہیں دی۔ یہ مان کر آپ نے ہادی سبل ختم رسول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کرنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا۔ پناہ بخدا۔ اس سے بڑھ کر اور گستاخی کیا ہوگی؟ حالانکہ قرآن مجید تو فرماتا ہے۔ **إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ مَّا وَكَلَّكَ قَوْمٌ هَادٍ ۝**۔ آپ ہی تو ڈرسانے والے اور ہر قوم کو ہدایت دینے والے ہیں۔ پھر فرمایا **إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۵۲**۔ اے محبوب آپ ﷺ تو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔ پہلی آیت سورہ الرعد نمبر ۷ اور دوسری آیت سورہ الشوریٰ نمبر ۵۲ نے ثابت کر دیا کہ آپ ﷺ باذن اللہ ہادی ہیں لہذا نور سے مراد آپ ﷺ ہی کی ذات مراد ہے اور آپ ﷺ ہی یھدی بہ اللہ کے صحیح مصداق ہیں۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی عملی تفسیر پیش فرما کر اسے صحیفہ ہدایت و منبع رحمت ثابت کر دیا۔

ازالہ نمبر ۴

ہم بھی مانتے ہیں کہ قرآن ہادی ہے۔ **إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ (بنی اسرائیل: ۹)** بیشک یہ قرآن وہ ہدایت دیتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔ لیکن قرآن کی ہدایت رہن منت ہے ہادی دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کیونکہ اس کے شارح و حقیقی عامل آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ مثلاً قرآن میں صرف نماز پڑھنے کا حکم ہے اس کے احکام کے ہادی آپ ﷺ ہیں وغیرہ من الارکان۔ لہذا ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس خطہ ارض پر آپ ﷺ کو مرکزی ہادی بنایا ہے اور قرآن مجید و بیت اللہ شریف وغیرہ آپ کی وجہ سے ہادی ہیں اگر آپ کو یہ منصب نہ ملتا تو اوروں کے ہادی بننے کا کوئی امکان نہ تھا۔

ازالہ نمبر ۵

الحمد لله على احسانه۔ آپ نے بڑے کھلے دل سے قرآن مجید فرقان حمید کو ہادی مان لیا ہے اگر آپ اسے ہادی مانتے سے انکار کر دیتے تو کوئی آپ کا کیا بگاڑ لیتا۔ مگر اب یہ بھی مان لیں کہ قرآن پاک ہمارے پیارے رسول پاک علیہ التحیۃ والثناء کا قول مبارک ہے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا **دِيَا هِيَ اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ (الحاقہ) بیشک**

یہ (قرآن) ضرور رسول کریم کا قول ہے۔ آپ کے بڑے پیشوا جناب ابن تیمیہ حنبلی م ۷۲۷ھ لکھتے ہیں۔ فقال فی الحاقہ..... فالرسول ہنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال فی التکویر..... فالرسول ہنا جبریل۔ (التفسیر الکبیر لابن تیمیہ ج ۲ ص ۳۵۲) یعنی سورۃ الحاقہ میں رسول سے مراد حضرت محمد ﷺ اور سورۃ التکویر میں رسول سے مراد حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں۔ نیز اس کے لیے تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۷۱ و ۱۷۹ ملاحظہ ہو وغیرہ من التفسیر

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس محبوب کا قول اور جس کے وزیر و امتی و خادم دربان کا قول ہدایت کا سرچشمہ ہے اس محبوب رب کریم کی ذات بابرکات علیہ التحیات کیونکر ہادی نہیں؟۔ جب آپ ﷺ کا قول ہادی ہے تو آپ ﷺ بھی ہادی ہوئے۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ قرآن مجید تمام علوم ظاہری و باطنی دینی دنیوی و اخروی ارضی و فلکی بصری و سمعی وغیرہ کا خزانہ ہے جس محبوب خدا علیہ التحیۃ و الثناء کے قول کا عالم یہ ہے صاحب قول کے علم کا مرتبہ و مقام کیا ہوگا؟ یا رسول اللہ ﷺ۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹائے نہ گھٹے گا جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا ازالہ نمبر ۶

ضمیر واحد جن دو چیزوں کی طرف راجع ہو آپ کے نزدیک وہ دونوں چیزیں ایک چیز ہو جاتی ہیں تو پھر اس آیت کے جواب کا کیا بنے گا؟ وَمَا تَقْتُمُوا إِلَّا أَنْ أَعْتَبَهُمُ اللَّهُ وَرَأْسُوهُمْ مِنْ قَضِيْبِهِ (توبہ: 74) اور نہ برا لگا انہیں مگر یہی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ فضلہ میں ہ ضمیر واحد۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ دونوں کی طرف راجع ہے بتائیے اللہ اور رسول کیا ایک ذات کا نام ہے؟۔

ازالہ نمبر ۷

آپ نے ضمیر واحد سے جس تلبیس کی راہ اپنائی تھی وہ تو ہباء منشور ہو گئی ہے۔ اب درج ذیل آجوں کی ضمیر واحد کا فیصلہ کریں اور یہاں بھی خود ساختہ قانون

استعمال کر کے دکھائیں تاکہ پتہ چلے کہ مرواں چنیں کنند۔ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿۲۴﴾ (النور) اور جب وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے تو اس وقت ان میں سے ایک گروہ روگردانی کر لیتا ہے۔ لیحکم میں ہو۔ ضمیر واحد چھپی ہوئی ہے اور یہاں بھی اس ضمیر سے پہلے اللہ و رسول موجود ہیں جس طرح وہاں اس ضمیر سے پہلے نور اور کتاب ہیں اور۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (الانفال: ۲۴) اے مومنو! اللہ و رسول کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو جاؤ جب تمہیں بلائے اس چیز کی طرف جو تمہیں زندہ کر دے گی۔ اس آیت میں دعا۔ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اور اس میں بھی ہو ضمیر مستتر ہے اور اس سے پہلے اللہ اور رسول ہے۔ تو کیا مندرجہ بالا دونوں آیتوں کی یہ ضمیر بھی یہ ثابت کرے گی کہ اللہ و رسول ایک ہستی کا نام ہے؟ آپ نے نور اور کتاب کو ایک شئی محض ضمیر واحد کی وجہ سے کہا تھا اب اپنا ساختہ قانون یہاں لاگو کر کے دکھائیں؟ یا پھر جس طرح اللہ و رسول الگ الگ ہستیوں کے نام ہیں اس طرح نور اور کتاب کو بھی دو چیزیں تسلیم کر لیں۔ یہی بھی واحد کا صیغہ ہے۔

ازالہ نمبر ۸

از روئے قرآن مجید اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا انعام ایک، فضل ایک، فیصلہ ایک بلاوا ایک اس طرح نور اور کتاب کی ہدایت بھی ایک اس لئے ضمیر واحد آئی تاکہ معلوم ہو کہ جو ہدایت نور علی نور نبی پاک ﷺ کی ہے وہی ہدایت قرآن مجید کی ہے۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشہ دیکھے دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ازالہ نمبر ۹

وہ دلائل و شواہد جن سے ہمارے پیارے نبی ﷺ کی نورانیت ثابت ہوتی ہے۔ آپ نے انہیں پس پشت ڈال کر اور اپنے بزرگوں کے نورانیت والے اقوال پر پانی پھیر کر محض اپنی ہٹ دھرمی اور چودھر ہٹ والی ضد کو اپنے سینے میں ڈال کر قرآن کے لفظ نور سے

قرآن یا اسلام مراد لینا شروع کر رکھا ہے اور اتنا بھی نہ سوچا کہ قرآن آپ ﷺ کا قول مبارک ہے اور رہتی دنیا تک آپ کا چمکتا دمکتا معجزہ ہے اور اسلام آپ ﷺ کی اداؤں کا نام ہے تو جس کے قول و معجزہ اور اداؤں کا نور ہونا محقق ہے اس محبوب کی نورانیت جسمانی و روحانی کا عالم کیا ہوگا؟۔ آپ کو اس بات سے انکار نہیں کہ قرآن مجید ہر حالت میں نور ہے وہ تختی پر ہو یا کاغذ پر۔ کپڑے پر ہو یا پتھر پر پتے پر ہو یا گتے پر مجلد ہو یا محدود ملفف ہو یا مغلف قرآن پاک کا ان حالتوں میں ہونا اس کے نور ہونے کے منافی نہیں تو یہ بھی بگوش ہوش سن لیں کہ صاحب قرآن حبیب خدا مختار دوسرا ﷺ اول الخلق اور مجسم نور بھی ہر حالت میں نور ہیں اور صفات بشریہ کے ظہور کی وجہ سے آپ ﷺ کی نورانیت میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ قرآن مجید کو نور ماننے سے پہلے صاحب قرآن محبوب رحمان ﷺ کو نور مان لیں وہ اس لیے کہ کتاب کو پڑھنے سے پہلے دونوروں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ (۱) آنکھ کا نور (۲) سورج کا نور ان دو میں سے کوئی ایک نور نہیں تو کتاب نہیں پڑھی جاسکتی لہذا قرآن پاک کی تفہیم کیلئے نور علی نور نبی ﷺ کی نورانیت و روشنی کی شدید ضرورت ہے اس کے بغیر قرآن سمجھنا۔ اس خیال است و محال است و جنوں کے مترادف ہے۔

وہابیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے برسوں پہلے کہا تھا۔

نبی خود نور اور قرآن نور نہ ہوں کیوں مل کے پھر نور علی نور

نور و کتاب حضور ﷺ ہیں

امام مکہ المکرمہ حضرت علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری ارقام فرماتے ہیں۔

وای مانع من ان يجعل النعتان للرسول صلى الله عليه وآله وسلم فانه نور عظيم لكمال ظهوره بين الانوار و كتاب مبین حيث انه جامع الجميع الاسرار و مظهر الاحكام والاحوال والاخبار ترجمہ:- اور کون سی رکاوٹ ہے اس بات سے کہ دونوں صفتیں یعنی نور اور کتاب مبین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ہوں

بلاشبہ انوار کے مابین اپنے کمال ظہور کے لحاظ سے آپ ﷺ ہی نور عظیم ہیں اور آپ ﷺ ہی کتاب مبین ہیں اس حیثیت سے کہ آپ ﷺ تمام اسرار و رموز کے جامع ہیں اور احکام و احوال و اخبار کے مظہر آپ ہی ہیں۔ (شرح شفا علی ہاشم نسیم الریاض جلد ۱ ص ۱۱۳۔ مقام رسول ﷺ ص ۲۲۵ و ۲۲۶ روح المعانی تحت آیت)۔

مکمل آیت

سورۃ المائدہ کی مکمل آیت ملاحظہ ہو۔ یَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝ (المائدہ) ”اے کتاب والو! بیشک آگیا تمہارے پاس ہمارا رسول ﷺ بیان فرماتا ہے تمہارے لئے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپاتے تھے کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے بیشک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب“۔ (البیان)

مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ تورات و انجیل کے عالم ہیں۔ (۲) آپ معاف کرتے اور درگزر فرماتے ہیں۔ (۳) آپ ﷺ نور ہیں۔ (۴) آپ کی کتاب روشن ہے۔ وہابیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ نور سے مراد حضور ہوں اور اس تفسیر کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا فرمایا ہے تو یہ قرینہ (دلیل) ہے اس پر کہ دونوں جگہ جَاءَكُمْ کا فاعل ایک ہو۔ نور کی حقیقت ہے۔ خود ظاہر ہو اور غیر کو ظاہر کر دے۔ حضور ﷺ کی شان مظہر کے بہت مناسب ہے کہ مراد نور سے آپ ﷺ ہوں۔ (النور ص ۳۱) علامہ آلوسی اور علامہ علی قاری کی توجیہ بھی خوب تر ہے کہ کتاب مبین بھی آپ ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا تھا۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آگینہ تیرے محیط میں حباب

دوسری آیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ مِثْلُ نُورِهَا كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ۗ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۗ نُورٌ عَلَى نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَ يُضِرُّ اللَّهُ إِلَّا مَثَالًا لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٥٠﴾ (النور)

”اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں چراغ ہو وہ چراغ (شیشہ کے) فانوس میں ہو وہ فانوس گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے (وہ چراغ) برکت والے درخت زیتوں (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ مشرق کے رخ پر ہے نہ مغرب کے وہ بلکہ کسی آڑ کے بغیر کھلے میدان میں ہے قریب ہے کہ اس کا تیل (آپ ہی) روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور ہے نور۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے نور تک پہنچا دیتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

(البیان فی ترجمۃ القرآن)

اس آیت مبارکہ میں مثل نورہ سے مراد سرور کشور رسالت ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ ذیل میں دلیلین ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر ۱: حضرت علامہ امام قاضی عیاض (جو سب کے معتمد ہیں) متوفی ۵۴۴ھ ارقام فرماتے ہیں۔ حضرت کتب احبار (متوفی ۳۲ھ) اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۹۵ھ) نے فرمایا۔ مندرجہ بالا آیت میں مثل نورہ سے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی مراد ہے۔ (کتاب الشفاء ج ۱ ص ۱۰۱۔ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ (الحدیث) ملتان)

دلیل نمبر ۲: صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کا سینہ مبارک مشکوٰۃ ہے اور آپ کا قلب پاک فانوس ہے اور چراغ وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا ہے وہ شرقی ہے نہ غربی۔ یہودی ہے نہ عیسائی روشن ہے شجرہ مبارک یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نور علی نور ہے یعنی حضرت ابراہیم کا قلب بھی نور اور حضرت محمد ﷺ کا دل مبارک بھی نور ہے۔

(تفسیر خازن ج ۳ ص ۵۴ و تفسیر خزائن العرفان ص ۵۶۷۔ تاج کینی F/۲۷۸)

دلیل نمبر ۳: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۳۲ھ سے پوچھا۔ مثل نورہ کمشکوٰۃ کی تفسیر بتاؤ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت میں اپنے نبی ﷺ کی مثال بیان فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کا سینہ پاک مشکوٰۃ ہے زجاجہ آپ ﷺ کا دل مبارک ہے اور مصباح آپ ﷺ کی نبوت ہے جو نبوت کے مبارک شجر سے روشن ہے اور نور محمد ﷺ کی چمک و نورانیت کا عالم یہ ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا اعلان نہ فرمائیں تب بھی لوگوں پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ ہی نبی ہیں۔

(تفسیر خازن ج ۳ ص ۵۴۔ تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۱۱، خزائن العرفان)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا تیری صورت کیلئے آیا ہے سورہ نور کا

دلیل نمبر ۴: حضرت سہل بن عبد اللہ تسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۸۳ھ فرماتے

ہیں۔ مندرجہ بالا آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین والوں کا ہادی ہے پھر

فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ کے نور کی مثال جب وہ اصلاب میں تھا تو طاق کی مانند تھا اور

مصباح سے آپ کا قلب پاک مراد ہے اور زجاجہ سرکار ﷺ کا سینہ اقدس ہے گویا وہ

موتی کی طرح چمکتا ہو اور روشن ستارہ ہے کیونکہ وہ ایمان و حکمت سے لبریز ہے۔ شجرہ مبارک

یعنی نور ابراہیمی سے منور ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے نور کو شجرہ مبارک سے

تعبیر کیا اور قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے اس سے مراد یہ ہے کہ حضور پر نور و سراپا

نور و نور علی نور ﷺ کی نبوت قبل کلام و اعلان لوگوں کے سامنے خود بخود ظاہر ہو جائے۔ (شفاء ج ۱ ص ۱۰ و نسیم الریاض و شرح شفا للقاری ج ۱ ص ۱۰۸ تا ص ۱۱۳ و زرقانی علی المواہب ج ۶ ص ۲۳۸ و ص ۲۳۹۔ مقام رسول ﷺ ص ۲۲۷)۔
دلیل نمبر ۵: علامہ امام ابو طاہر محمد بن یعقوب صاحب القاموس متوفی ۸۱۷ھ ارقام فرماتے ہیں۔

مثل نوره محمد صلی الله علیه وسلم فی اصلا ب آباءه علی هذا الوصف۔ مثل نوره۔ سے حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے جو نوری۔ ص ف پر آپ ﷺ کے آباء کی پشتوں میں جلوہ فگن رہا۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس ص ۲۲۰)

تو قد من شجرة مباركة يقول كان نور محمد في ابراهيم

تو قد من شجرة مباركة يقول كان نور محمد ﷺ

مبارک درخت سے چمکتا ہے فرماتے ہیں کہ وہ نور محمد ﷺ ہے جو حضرت ابراہیم

علیہ السلام میں تھا۔ (تفسیر ابن عباس ص ۲۲۰)

دلیل نمبر ۶: علامہ الحسین الکاشفی متوفی ۹۱۰ھ اور علامہ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳ھ ارقام فرماتے ہیں۔

روح الارواح میں ہے (مثل نوره) نور محمدی ہے اور مشکوٰۃ حضرت آدم علیہ السلام اور

زجاجہ حضرت نوح علیہ السلام اور زیتون حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

(تفسیر حسینی ص ۷۸۰ مطبوعہ تاج کمپنی و تفسیر روح البیان ج ۶ ص ۱۵۶)۔ استاذ محترم شیخ

القرآن والحديث رئیس المحققین والمناظرین علامہ منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے مقام

رسول ﷺ میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر کبیر ج ۶ ص ۳۰۳ اور امام

جلال المملہ والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۳۸ و ۳۹ اور تفسیر حقیانی

ج ۵ ص ۲۲۲ کے حوالے بھی آپ ﷺ کی نورانیت کیلئے مندرجہ بالا آیت کے تحت

لکھے ہیں۔ مندرجہ بالا اٹھارہ حوالوں سے ثابت ہوا کہ از روئے قرآن مجید حضور سرایا

نور ﷺ نور علی نور ہیں۔

دلیل نمبر ۷: شیخ الاسلام امام مسجد حرام علامہ علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ ارقام فرماتے ہیں۔ مثل نورہ ای نور محمد فنور وجہہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتی لاینفک عنہ ساعة فی اللیالی والایام۔ مثل نورہ سے حضرت محمد عربی ﷺ کا نور مراد ہے۔ پس آپ ﷺ کے چہرہ انور کا نور ذاتی ہے جو رات و دن میں کبھی بھی آپ سے جدا نہیں ہوا۔ (جمع الوسائل شرح شمائل ج ۱ ص ۵۶)

دلیل نمبر ۸: شیخ الامام محمد المہدی الفاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ (مثل نورہ) ای نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقۃ النور ہو الظاہر بنفسہ المظہر لغيرہ۔ مثل نورہ سے حضور ﷺ کا نور ہے اور نور کی حقیقت یہ ہے کہ خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کر دے۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۴)

اپنے بیگانے سب جانتے ہیں کہ سید العالمین شفیع المذنبین ﷺ کا جسمانی طور ظاہر تھا جس کا نظارہ سب کرتے تھے آپ ہی نے اللہ عزوجل کی ذات و صفات قول و فعل کو ظاہر کر دیا اور قرآن مجید و دین اسلام کی حقیقتوں کو اجالا فرمایا۔ جنت و دوزخ کے پہاں رازوں کو آشکار کیا۔ برزخی احوال، حشر و نشر اور ملائکہ و سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات سے آگاہی بخشی، مشکوٰۃ باب المعجزات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی چرواہے کو بھیڑیے نے حضور پر نور ﷺ کے بارے میں بتایا۔ رجل فی النخلات بین الحرتین بنجر کریمہ ماضی و ما کائن بعد کم۔ ایک محبوب دو پہاڑوں کے درمیان نخلستان مدینہ میں تمہیں ماضی کی خبریں دیتا ہے اور اس کی بھی جو تمہارے بعد ہونے والا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ نے پوری کائنات اور خالق کائنات رب تعالیٰ کی ذات کو ایسا ظاہر کیا کہ اب شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اللہم صل وسلم وبارک علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ و صحبہ و علی جمیع الانبیاء و المرسلین الی یوم الدین

مثل نورہ اور وہابی

دلیل نمبر ۹: وہابیوں کے مستند مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی۔ **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** (النور: 35) کے تحت لکھتے ہیں حضور ﷺ رات کی تاریکی میں اپنے رب عزوجل کو۔ **انت نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ**۔ کہہ کر پکارتے اور اپنے کان، آنکھ، دل، ہر ہر عضو بلکہ بال بال میں اس سے نور طلب فرماتے تھے اور آخر بطور خلاصہ فرماتے۔ **واعظم لی نوراً۔ یا واجعلنی نوراً۔** یعنی میرے نور کو بڑھا بلکہ مجھے نور ہی نور بنا دے۔ (تفسیر عثمانی ص ۷۳) **اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ** (بقرہ: 186) قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو جب مجھ سے دعا مانگے۔ (ترجمہ: محمود حسن دیوبندی) مسلمانوں کا ایمان ہے کہ سرکار ﷺ کی ہر دعا درجہ اجابت پر پہنچی اور سرکار ابد قرار ﷺ نور علی نور ہیں چنانچہ وہابیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔ **آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کو اتنا مطہر بنا لیا کہ نور خالص بن گئے۔**

(امداد السلوک ص ۲۰۱)

وہابیوں کے مولوی سلیمان غیر مقلد (اللهم اجعل فی قلبی نور الی آخرہ۔ بخاری ج ۲ ص ۹۳۵) مکمل حدیث مع ترجمہ لکھنے سے پہلے لکھتے ہیں۔ **حبیب اللہ ﷺ کی دعائے ذیل پر غور کرو اور دیکھو کہ مجیب الدعوات سے رزانہ کسی شے کا سوال ہے؟ کیا ذات سبحانی کسی کا سوال رد بھی فرماتی ہے؟ (رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۲۱۹) موصوف مکمل حدیث مع ترجمہ لکھنے کے بعد۔ حضرت کعب بن زہیر کے قصیدہ "بانت سعاد" کا مصرعہ لکھتے ہیں۔**

ان الرسول کنور لیستضاء به

بیشک رسول اللہ ﷺ نور ہیں آپ ﷺ سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

(رحمۃ للعالمین ص ۲۱۹ ج ۳)

دلیل نمبر ۱۰: مولوی محمد لکھوکوی غیر مقلد وہابی مثل نورہ کی تفسیر تنظیم لکھتے ہیں۔

ابن عباس نے کعب احباروں وچہ معالم لیایا
جو نور اللہ دا نبی محمد سینہ طاق ٹھہرایا
تے دل اسدا قندیل جو شیشہ اندر طاق نکایا
تے دیوا نور نبوت دل وچ رکھ نبوت آیا

معلوم ہوا دیوبندی غیر مقلد وہابی بھی ہمارے پیارے رسول حبیب خدا مطلوب دوسرا
ﷺ کو نور مانتے تھے اور آپ ﷺ کی نورانیت کی تمام دلیلوں کو حق تصور کرتے تھے۔
اب آجکل کے وہابیوں کو چاہئے کہ وہ بھی ہمارے پیارے سب کے سہارے نبی کریم علیہ
الرحمۃ والتسلیم کو نور مان کر اپنے بڑوں کی لاج رکھ لیں اور ضد چھوڑ کر قدرت خدا اور نورانیت
مصطفیٰ ﷺ کا سچے دل سے اقرار کر لیں ورنہ کہنے والے کہیں گے۔

گرنہ بیند بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب راچہ گناہ
آنکھ والا تیرے جلووں کا تماشا دیکھے دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
دلیل نمبر ۱۱: قاری محمد طیب مہتمم دیوبند لکھتے ہیں۔ زمین کا سورج آفتاب نبوت نور
السموات والارض سے تربیت یافتہ ہو کر نوری ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۳۱)
تیسری آیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۱۰۱﴾ وَدَاعِبًا إِلَىٰ

اللَّهِ بِذُنُوبِهِمْ وَإِنَّا جَامِعٌ لِّمُنِيرًا ﴿۱۰۲﴾ (الاحزاب)

”اے غیب کی خبریں بتانے والے ہم نے آپ ﷺ کو مشاہدہ کرنے والا اور
خوشخبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ کی
طرف اس کے حکم سے بلائے والا اور روشن کرنے والا آفتاب“۔ (البیان)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ہمارے طیب ﷺ

کو سات صفتوں سے متصف فرمایا ہے۔

دلیل نمبر ۱: آخری صفت ہے **سِرَاجًا مُنِيرًا**۔ اس کا معنی مولوی محمود الحسن دیوبندی وہابی نے کیا ہے۔ چمکتا ہوا چراغ۔ اس کے تحت مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی وہابی لکھتے ہیں۔ پہلے جو فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مومنین کو اندھیرے سے نکال کر اجالے میں لاتی ہے یہاں بتلادیا کہ وہ اجالا اس روشن چراغ سے پھیلا ہے۔ شاید چراغ کا لفظ اس جگہ اس معنی میں ہو جو سورہ نوح میں فرمایا۔ **وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا** (نوح) (اللہ تعالیٰ نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا) یعنی آپ ﷺ آفتاب نبوت و ہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی سب روشنیاں اس نور اعظم میں محو و مدغم ہو گئیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۶۴ حاشیہ نمبر ۱۰) عثمانی صاحب کے نزدیک ہمارے پیارے رسول ﷺ نبوت و ہدایت کے سورج اور نوار اعظم ہیں اور آپ ﷺ کا نور سب پر غالب ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

دلیل نمبر ۲: مولوی رشید احمد گنگوہی وہابی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ منیر روشن کرنے والے اور دوسروں کو نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ پس اگر کسی دوسرے کو روشن کرنا انسان کیلئے محال ہوتا تو ذات پاک ﷺ کو بھی یہ کمال حاصل نہ ہوتا کیونکہ آنحضرت ﷺ بھی تو اولاد آدم ہی میں ہیں مگر آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کو اتنا مطہر بنا لیا کہ نور خالص بن گئے اور حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور فرمایا اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کا سایہ ضرور ہوتا ہے۔

(امداد السلوک ص ۲۰۱)

دلیل نمبر ۳: مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ آپ ﷺ ایک روشن چراغ ہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کی ذات ہر حالت طالبان انوار کیلئے سرمایہ ہدایت

ہے۔ (ترجمہ قرآن و مختصر بیان القرآن از تھانوی صاحب)

دلیل نمبر ۴: مولوی عبد الماجد وہابی نے لکھا ہے۔ احقر کے نزدیک چراغ سے تشبیہ دینے میں یہ نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو چراغ تک رسائی آسان ہے پھر چراغ سے ہر وقت نور حاصل کرنا ممکن ہے پھر اس سے نور حاصل کرنے میں اکتساب اور قصد کو بھی دخل ہے۔

(تفسیر ماجدی ج ۲ ص ۸۵۱)

دلیل نمبر ۵: قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں۔ سراج کے معنی محض چراغ ہی کے نہیں بلکہ سورج کے بھی آتے ہیں..... لغت اور تفسیر کے علاوہ اگر عین قرآن پر نظر کی جائے تو اس سے نمایاں طور پر واضح ہوتا ہے کہ یہاں سراج منیر کے معنی آفتاب ہی کیلئے گئے ہیں اور ذات بابرکات نبوی ﷺ کو آفتاب ثابت کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم کی اصطلاح میں سراج لقب ہی آفتاب کا ہے اور اس سے سورج مراد لیا جانا چاہئے۔

(آفتاب نبوت ص ۲۵)

دلیل نمبر ۶: موصوف لکھتے ہیں۔ حاصل یہ ہوا کہ اگر سورج کا مخصوص لقب سراج ہے اور وہی سراج حضور ﷺ کا بھی لقب ہے تو قرآنی اصطلاح کے مطابق حضور ﷺ آفتاب ثابت ہوئے جو تشبیہ کا حاصل ہے اور خلاصہ یہ نکل آیا کہ اگر سورج فلکی آفتاب ہے تو حضور ﷺ ملکی آفتاب ہیں۔ (آفتاب نبوت ص ۲۶)

دلیل نمبر ۷: مہتمم دیوبند لکھتے ہیں۔ الحاصل اولاً لغت سے پھر تفسیر سے اور پھر عین قرآن سے ثابت ہوا کہ سراج منیر میں سراج کے معنی آفتاب کے ہیں اور یہاں اس کا مصداق ذات بابرکات نبوی ہے تو حضور ﷺ کی ذات اقدس بلحاظ لغت و تفسیر و قرآن آفتاب ثابت ہوئی۔ (آفتاب نبوت ص ۲۶)

دلیل نمبر ۸: قاری صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔ آفتاب نبوت کو حق تعالیٰ نے سراج فرما کر اس کا لقب وہاج کی بجائے منیر ذکر فرمایا۔ جو چاند کی شان ہے۔ چنانچہ چاند کو قرآن میں منیر فرمایا۔ (وقمر امنیرا۔ اور والقمر نوراً) جس میں روشنی کے ساتھ

ٹھنڈک بھی ملی ہوئی ہے اس لیے منیر کے معنی ٹھنڈی روشنی والے کے ہوئے اور ثابت ہوا کہ اس آفتاب روحانی ذات نبوی میں روشنی تو سورج کی سی ہے جس میں چاند کا سادھیمائین نہیں کہ ظلمت شب کا فورانہ ہو سکے مگر ٹھنڈک چاند کی سی ہے جس میں سورج کی سی سوزش اور تپش نہیں کہ اذیت دہ ثابت ہو جس کا حاصل یہ نکلا کہ مادی سورج نار ہے اور روحانی سورج نور۔ اس سے دونوں آفتابوں کی روشنی و نورانیت کی نوعیتوں کا فرق واضح ہو گیا ہے کہ ایک ناری ہے اور ایک نوری۔ (آفتاب نبوت ص ۲۸)

دلیل نمبر ۹: قاری صاحب لکھتے ہیں۔ روحانی آفتاب..... نورانیت کا پیکر ہے..... چنانچہ آپ ﷺ کے جسم مبارک جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاذبیت نظر آتی ہے بات کرتے وقت بنص حدیث آپ ﷺ کے دانتوں سے نور چھٹتا ہوا نظر آتا، ناک مبارک کا نور کی وجہ سے بلند نظر آتا، چہرہ مبارک کا چمک دمک میں سورج جیسا محسوس ہونا بنص حدیث ”کان الشمس تجری فی وجہہ“ گویا آفتاب آپ ﷺ کے چہرے میں گھوم رہا ہے۔ چودھویں رات کے چاند سے چہرہ مبارک کا مقابلہ کر کے صحابہ کا چہرے کے نور کو چاند پر فوقیت دینا اور حقیقت محمدی ﷺ کو حدیث میں نور کہا جانا سب اسی کے علامات و آثار ہیں کہ یہ روحانی آفتاب ان انوار کے ہجوم کی وجہ سے اسی مخزن نور سے مناسبت رکھتا ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۲۹ و ص ۳۰) آفتاب نبوت نور السموات والارض سے تربیت یافتہ ہو کر نوری ہے دیوبندی وہابیوں کی طرح غیر مقلد وہابیوں نے بھی ہمارے پیارے رسول ﷺ کو اس آیت کی رو سے روشن چراغ مان لیا ہے۔ ذیل میں ان کے ترجمے بطور دلیل پیش خدمت ہیں۔

دلیل نمبر ۱۰: نواب آف غیر مقلد و حیدر الزمان حیدر آبادی رقم طراز ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا نیوالا اور روشن کرنے والا چراغ (حاشیہ نمبر ۱) جس سے کفر و ضلالت کی تاریکیوں میں واضح ہدایت ملتی ہے نور سے مراد وہ روشنی ہے جو شریعت اسلامیہ سے حاصل ہوتی ہے۔ (ترجمہ و تفسیر حیدر الزمان ص ۵۰)۔

دلیل نمبر ۱۱: غیر مقلد وہابیوں کے امام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا۔ (ترجمہ قرآن ثناء اللہ ص ۵۰)

دلیل نمبر ۱۲: غیر مقلد وہابیوں کے محمد ابراہیم میر لکھتے ہیں۔ قرآن شریف میں سراج کا لفظ صرف دو ہستیوں کے لئے آیا۔ آفتاب عالمتاب کیلئے جیسے کہ فرمایا۔ **وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا** (نوح) یعنی خدائے تعالیٰ نے آسمانوں میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔ نیز (فرقان پ ۱۹ میں) فرمایا۔ ترجمہ۔ یعنی بہت بلند شان والا ہے خدا جس نے بنائے آسمان میں ستارے اور بنایا اس میں چراغ (سورج) اور بنایا چاند روشنی والا۔ اس طرح سورت نباء میں فرمایا (ترجمہ) یعنی اور بنایا ہم نے چراغ سورج چمکتا۔ عربی زبان میں ضمیر لازم بھی ہے اور متعددی بھی۔ لازم کا مفاد یہ ہے کہ وہ روشنی ہے اور متعددی کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے کو روشنی دینے والا ہے آفتاب کی بھی یہی شان ہے کہ وہ اپنے آپ میں بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشنی دیتا ہے یعنی ستاروں کو چاند کو اور زمین کو۔ اس طرح حق تعالیٰ نے ذات اقدس آنحضور سرور کائنات ﷺ کی نسبت بھی فرمایا **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا** (احزاب) یعنی اے بزرگ شان والے نبی ہم نے آپ ﷺ کو اپنی توحید کا شاہد کر کے اور جنت کی خوشخبری دینے والا کر کے اور دوزخ سے ڈرانے والا کر کے اور خدا کی طرف اس کے اذن سے بلانے والا کر کے اور روشنی دینے والا آفتاب کر کے بھیجا ہے۔ (سراجا منیرا ص ۸ و ص ۹)

دلیل نمبر ۱۳: میر صاحب لکھتے ہیں۔ تفسیر معالم میں اس آیت کے ذیل میں کہا ہے۔ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام سراج فرمایا ہے کیونکہ آپ ﷺ سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ مانند چراغ کے کہ اس سے اندھیرے میں روشنی حاصل ہوتی ہے۔ (سراجا منیرا ص ۱۰)

دلیل نمبر ۱۴: میر صاحب پھر لکھتے ہیں۔ خدانے آپ ﷺ کی ذات سے شرک کے اندھیروں کو آشکار کر دیا اور ہدایت پائی آپ ﷺ سے گمراہوں نے جس طرح کہ

رات کے اندھیرے آشکارا ہوتے ہیں روشن چراغ سے اور راہ دکھائی دیتا ہے۔

(سراجا منیرا ص ۱۰)

دلیل نمبر ۱۵: میر صاحب ایک بار پھر لکھتے ہیں۔ امدادی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور نبوت سے باطنی بصیرتوں کی روشنی کو جس طرح کہ چراغ کی روشنی سے ظاہری آنکھوں کو امداد پہنچتی ہے۔ (سراجا منیرا ص ۱۰)

دلیل نمبر ۱۶: میر صاحب نتیجہ پیش کرتے ہیں۔ الغرض حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور نبوت اور فیض و برکت کو روشن چراغ سے یا آفتاب عالمتاب سے تشبیہ دی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح جسمانیات و مادیات پر روشن چراغ یا آفتاب کی روشنی پڑتی ہے اور ان پر سے ظلمت کے پردے چاک ہو جاتے ہیں اور چیزوں کی اصلیت و حقیقت بغیر کسی قسم کے اشتباہ کے نمایاں ہو جاتی ہے اور دماغ انسانی وحشت و تردد کی حیرانی و سرگردانی سے آرام پاتا ہے اس طرح آنحضرت ﷺ کے نور نبوت سے شرک و کفر، بدعت و ضلالت رسوم جاہلیت و توہمات اور نفسانی خواہشات کی کدورتیں اور ظلمتیں دور ہو گئیں..... آپ ﷺ کے امتیوں میں اصحاب صلاحیت اور ارباب یمن و برکت ہمیشہ قائم رہیں گے جو آنحضرت ﷺ کے انوار قدسیہ سے حسب استعداد بہرہ اندوز ہوتے رہیں گے۔ (سراجا منیرا ص ۱۰ اوص ۱۱)

دلیل نمبر ۱۷: جماعت اسلامی کے بانی جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ (ترجمہ) اے نبی ﷺ ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔ (تفہیم القرآن ج ۳ ص ۱۰۸)

ائمہ اہلسنت کے حوالے

نور کے منکروں کے حوالوں کے بعد ائمہ اہلسنت کے حوالے ملاحظہ کریں اور

صادقین کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

دلیل نمبر ۱: امام احمد بن محمد الصاوی متوفی ۱۲۴۱ھ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ سراج ہیں آپ ﷺ سے انور ظاہری و باطنی حاصل کئے جاتے ہیں۔

(الصاوی علی الجلائین ج ۳ ص ۲۶۴ و جلائین ص ۵۵ حاشیہ نمبر ۲۲)

دلیل نمبر ۲: عارف باللہ امام اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ھ سراجا منیرا کی پانچویں وجہ میں ارقام فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ ساری کائنات کے تمام جہانوں کو روشن فرما رہے ہیں جس طرح چراغ ہر طرف سے روشنی بکھیرتا ہے نیز آپ ﷺ اپنی ساری امت کو ہر جہت سے منور فرما رہے ہیں۔ (تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۱۹۷ و ۱۹۸)

دلیل نمبر ۳: موصوف آگے چل کر فرماتے ہیں۔ منیراً کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ ایسے چراغ ہیں آپ ﷺ کی مثل کوئی دوسرا چراغ نہیں ہے کیونکہ دوسرا چراغ کبھی روشن ہوتا ہے اور کبھی بجھ جاتا ہے اور آپ ﷺ اول سے آخر تک روشن ہیں کسی آندھی سے آپ ﷺ کا نور مغلوب نہیں ہوتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ: **يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ** (توبہ) ترجمہ: وہ اپنے منہ سے (پھونکیں مار کر) اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے خواہ کافر کتنا ہی برا منائیں۔ (البیان)

ہر کہ بر شمع خدا آرد پفو
شمع کے میرد بسوزد پوزاد
کئے شود دریا ز پو زسگ نجس
کے شود خورشید از پف منظمسن
نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۱۹۸)

دلیل نمبر ۴: امام موصوف فرماتے ہیں۔ (سراجا منیرا میں اور دوسرے چراغوں میں

ایک فرق یہ بھی ہے) کہ دوسرے چراغ شب کو روشن ہوتے ہیں اور دن کو ان کا نور نہیں ہوتا مگر آپ ﷺ نے دنیا ظلمت کی شب کو اپنی دعوت کے نور سے روشن کر دیا ہے اور قیامت کے دن کو اپنی شفاعت کے نور سے روشن کریں گے۔

شد دنیا رخس چراغ افروز شب ماگشت زالتقاش روز
باز فردا چراغ افروز کہ ازاں جرم عاصیاں سوزد

(روح البیان ج ۷ ص ۱۹۸)

آپ ﷺ کے چہرے انور نے دنیا روشن کر دی آپ ﷺ کے کرم سے ہماری رات دن بن گئی قیامت کے دن آپ ﷺ کے روشن چراغ سے عاصیوں کے جرم جل جائیں گے۔

دلیل نمبر ۵: کشف الاسرار میں ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے سورج کو چراغ فرمایا اور ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کو سراج فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آسمان کا چراغ ہے اور آپ ﷺ زمین کے۔ وہ دنیا کا چراغ ہے آپ ﷺ دین کے وہ منازل فلک کا چراغ ہے اور آپ ﷺ محافل ملک کے وہ آب و گل کا چارغ ہے اور آپ ﷺ جان و دل کے وہ چراغ خواب سے بیدار کرتا ہے تو آپ ﷺ خواب عدم سے بیدار کر کے عرصہ گاہ وجود میں لے آئے۔ (تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۱۹۹)

از ظلمات عدم راہ کہ بزوی جرد گرنشدے نور تو شمع روان ہمہ

دلیل نمبر ۶: آپ ﷺ کو (اس آیت میں) شمس یا قمر یا کوکب نہیں کہا گیا بلکہ آپ ﷺ کو سراجا منیرا فرمایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن شمس قمر و کوکب ختم ہو جائیں گے۔ (ملخصاً روح البیان ج ۷ ص ۱۹۹) اور آپ معدوم ہونے سے پاک ہیں۔

دلیل نمبر ۷: شیخ الاسلام و المسلمین امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے ”سراجا منیرا“ کا ترجمہ کیا ہے چکا دینے والا آفتاب اس کے تحت زبدۃ المفسرین علامہ سید نعیم الدین متوفی ۱۳۶۷ھ تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں۔

سراجاً کا ترجمہ آفتاب قرآن کریم کے بالکل مطابق ہے کہ اس میں آفتاب کو سراج فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ نوح میں۔ **وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا** (نوح) اور آخر پارہ کی پہلی سورہ میں ہے۔ **وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَاجًا** (النباء: 13) اور درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ ﷺ کے نور نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خلق کے لئے معرفت و توحید الہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور ضلالت کی وادی تاریک میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے انوار ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نور نبوت سے ضمائر و بصائر اور قلوب و ارواح کو منور کیا حقیقت میں آپ ﷺ کا وجود مبارک ایسا آفتاب عالمتاب ہے جس نے ہزاروں آفتاب بنا دیئے اسی لئے اس کی صفت میں منیر ارشاد فرمایا گیا۔

(تفسیر خزائن العرفان ص ۶۷۶ حاشیہ نمبر ۱۱۳)

عارف باللہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۶ھ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کلمے کہ چرخ فلک طور ادست ہمہ نور ہا پر تو نور ادست

دلیل نمبر ۸: بیہقی وقت سند المفسرین حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ نقشبندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

سماہ سراجا لانه يستضاء به ويهتدى به اكالسراج يستضاء

به ويهتدى به في ظلمة اليل يعني انه صلى الله تعالى عليه

وسلم كان بلسانه داعيا الى الله وبقلبه وقالبه كان مثل

السراج يتلون المؤمنون بالوانه ويعنورون بلنواره۔

یعنی آپ ﷺ کا اسم سراج ہے اس لیے کہ آپ ﷺ سے نور اور ہدایت حاصل

کی جاتی ہے۔ آپ زبان فیض رساں سے داعی تھے اور قلب پاک و قالب شریف

کے لحاظ سے سراج منیر تھے مومن آپ ﷺ کے رنگوں میں رنگ جاتے ہیں اور

آپ ﷺ کے نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر مظہری ج ۷ ص ۳۵۴)

دلیل نمبر ۹: ضیاء امت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب! میں نے تجھے سراجاً منیراً بنا کر بھیجا ہے ان دو لفظوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر جن انعامات و لطائف کی بارش فرمائی ہے اس کی بیکر اینوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ آفتاب اور آفتاب بھی عالمتاب روشن اور اتنا روشن کہ دوسروں کو نور و ضیاء کا منبع و مصدر بنا دینے والا۔ اہل دل نے یہاں بہت کچھ لکھا ہے۔ میں فقط عارف باللہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی کا ایک جملہ لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں فرماتے ہیں۔ انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان بلسانہ داعیاً الی اللہ تعالیٰ و بقلبہ و قالبہ کان مثل السراج یعلون المؤمنون بالوانہ و یتنورون بانوارہ۔ یعنی حضور ﷺ زبان فیض ترجمان سے تو داعی تھے اور اپنے قلب مبارک اور قالب منور کی وجہ سے سراج منیر تھے اہل ایمان اس آفتاب کے رنگوں میں رنگے جاتے ہیں اور اس کے انوار سے درخشاں و تاباں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس نور مجسم ﷺ کے انوار سے درخشاں فرما کر رزاق حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۲ ص ۸۲)

دلیل نمبر ۱۰: شیخ الامام محمد المہدی الفاسی فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا نام اللہ تعالیٰ نے سراج رکھا ہے اس لیے کہ آپ ﷺ کا امر واضح ہے اور آپ ﷺ کی نبوت روشن آپ ﷺ جو کچھ ساتھ لائے اس سے مومنوں اور عارفوں کے قلوب منور ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنی ذات کے لحاظ سے نور ہیں اور دوسروں کو منور کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ چمک دمک میں سراج کامل ہیں۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۴)

دلیل نمبر ۱۱: شیخ ابو عبد اللہ محمد العربی الفاسی فرماتے ہیں (آپ ﷺ سراج ہیں) اور سراج وہ ہوتا ہے جو حامل نور ہو۔..... خلاصہ یہ کہ ظلمات جہالت آپ ﷺ کی وجہ سے روشن کر دی گئیں انوار بصائر نے آپ ﷺ کے نور سے اقتباس کیا۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۴)

دلیل نمبر ۱۲: حضور ﷺ فی نقسہ منیر ہیں سب سے پہلے ان کے نور کو اللہ تعالیٰ نے

پیدا کیا اور آپ ﷺ دوسروں کو روشن و منور کرتے ہیں۔ فہو منیر فی نفسہ اول ما خلق اللہ تعالیٰ نورہ و منیر لغيرہ۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۶)

دلیل نمبر ۱۳: ہمارے استاذ محترم امام المناظرین حضرت علامہ فیضی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں۔ چونکہ سراج کے ضوفشانی صرف دن کو ہوتی ہے اور قمر منیر کی نور افشانی صرف رات کو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نور علی نور منور و منیر جن کے انوار دن اور رات کو نمایاں ہیں صرف سراج نہ فرمایا اور صرف منیر نہ فرمایا بلکہ سراجا منیرا فرما کر آپ ﷺ کے انوار کی ہر وقت ضیاء باری کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مقام رسول ص ۲۲۸)

دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی

سچ تو یہ ہے کہ روئے یارشمس بھی ہے قمر بھی ہے

دلیل نمبر ۱۴: علامہ امام راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ فرماتے ہیں۔ ہر روشن کر دینے والی چیز کو سراج کہا جاتا ہے۔ (مفردات ص ۲۳۵)

دلیل نمبر ۱۵: امام احمد قسطلانی (شراح بخاری) متوفی ۹۲۳ھ (مواہب اللدنیہ ص ۱۷۱ ج ۳) میں فرماتے ہیں۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ روشن کرنے میں سراج کا بل ہیں۔ (وہاج) جلانے والے نہیں بلکہ آپ سراج منیر ہیں۔ آپ ﷺ بغیر جلانے کے روشن کر دیتے ہیں۔ بخلاف وہاج کے (الانوار احمدیہ ص ۵۵ و ۵۶)

دلیل نمبر ۱۶: علامہ امام محمد بن عبدالباقی متوفی ۱۱۲۲ھ زرقانی علی المواہب ج ۳ ص ۱۷۱ میں فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کا اسم شریف سراج اس لیے رکھا گیا ہے کہ ایک چراغ سے کئی چراغ روشن کیے جاتے ہیں اور پہلے چراغ کی روشنی میں کئی نہیں آتی۔ (الانوار احمدیہ ص ۵۵)

سراجا منیرا کے جلوے

۱۔ محدث ابن عساکر اور مدائنی نے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے حضرت اسید بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے اور سینے پر اپنا ہاتھ مبارک

پھیرا تو ان کا چہرہ وسینہ اتنا روشن ہو گیا کہ وہ جب اندھیرے کمرے میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۵)

۲۔ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کیلئے نشانی مانگی جسے دیکھ کر وہ مسلمان ہو جائیں۔ آپ نے کہا۔ یا اللہ اسے نور دیدے۔ تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمکنے لگا، طفیل نے کہا۔ مجھے خطرہ ہے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ مثلہ ہے یا برص کا داغ ہے۔ تو آپ ﷺ نے وہ نور ان کے عصا میں پھیر دیا تو وہ چمکنے لگا صحابہ کرام حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنور (نور والا) کہہ کر پکارتے تھے۔

(شفاء شریف ج ۱ ص ۲۱۶، البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۳)

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں حضور ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا متوفیہ ۲ھ تھیں ان کے وصال کے بعد حضور پر نور ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا متوفیہ ۷ھ کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دی تو صحابہ کرام انہیں ذوالنورین (دونوروں والا) کہتے تھے اور آج تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ لقب زبان زد خاص و عام ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۲۷)

شیخ الاسلام حضرت علامہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ الرحمن نے کیا خوب فرمایا۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا

ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

۳۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اندھیری رات میں بارش کی وجہ سے نماز عشاء پڑھ لینے کے بعد حضور پر نور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے جب وہ جانے لگے تو آپ ﷺ نے انہیں ایک شاخ کھجور کی دی اور فرمایا اسے ساتھ لے جاؤ یہ تمہارے لیے دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی اور جب گھر میں داخل ہو گے تو تمہیں ایک سیاہ چیز نظر آئے گی اسے اتنا مارنا کہ وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ حضرت قتادہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل پڑے تو وہ شاخ ان کیلئے روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے اور سیاہ چیز کو پالیا اور اسے اتنا پیٹا کہ وہ گھر سے نکل گئی۔

(کتاب الشفاج ص ۲۱۹، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

۴۔ حضرت بشر اپنے والد نعماد یہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے بشر کے سر اور چہرے پر اپنا نورانی ہاتھ مبارک پھیرا اور اسے دعادی آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کا اثر یہ ہوا کہ ان کا چہرہ چاند کی طرح چمکنے لگا اور جس بیمار پر اپنا ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۲)

۵۔ ابو عبس بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ نمازیں سرکار ﷺ کی اقتداء میں ادا کیا کرتے تھے پھر وہ بنو حارثہ کی طرف لوٹ جاتے تھے وہ ایک بارش والی اندھیری رات میں واپس جا رہے تھے تو ان کیلئے ان کی لاٹھی روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ بنو حارثہ کے گھر پہنچ گئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰ عن الجاکم والبیہقی و ابی نعیم)

۶۔ بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے دو صحابی آپ ﷺ کی بارگاہ سے ایک اندھیری رات میں نکلے۔ ان دونوں کی لکڑیاں دو شعلوں کی مانند روشن تھیں جب ان کے راستے مختلف ہوئے تو ایک ایک مشعل ان کے ساتھ رہی یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچ گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰ البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۲)

۷۔ ابن سعد اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ اور بیہقی و ابو نعیم نے من وجہ آخر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عباد بن بشر اور حضرت اسید بن حضیر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہے اور کچھ رات گزارنے کے بعد واپس لوٹنے لگے رات سخت اندھیری تھی اور ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں ان دونوں کے لیے ایک لاٹھی روشن ہو گئی دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب ان دونوں کے راستے بدلے تو دوسرے کی

لاٹھی بھی روشنی ہوگئی اور ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چل کر گھر پہنچ گیا۔

(مشکوٰۃ شریف البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۱۵۲، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰ و ۸۱)

۸۔ امام ابو نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر فاروق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور گفتگو چلتی رہی یہاں تک کہ رات آگئی پھر یہ دونوں روانہ ہوئے

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے رات اندھیری تھی ان کے

پاس ایک عصا تھا تو وہ روشن ہو گیا اور ان پر نور تھا یہاں تک کہ وہ سب اپنے گھر پہنچ گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

۹۔ بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی و ابو نعیم نے حمزہ اسلمی سے روایت بیان کی انہوں

نے بتایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے اور اندھیری رات میں ہم

ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تو میری انگلیاں روشن ہو گئیں یہاں تک کہ سب نے اپنا

سامان جمع کر کے سواریوں پر لاد لیا اور ہماری کوئی چیز گم نہ ہوئی اور میری انگلیاں روشنی

دیتی رہیں۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱۔ والبدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۱۵۲)

۱۰۔ ابو نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلیہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پہلو میں شب بسر

فرمائی جب میں بیدار ہوئی تو آپ ﷺ کو اپنے قریب نہ پا کر پریشان ہوئی پھر میں

نے آپ ﷺ کی آواز سنی کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں تو میں بھی وضو کر کے آپ

ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے لگی آپ ﷺ نے رات کو جس قدر اللہ نے چاہا دعا فرمائی

پس آیا ایک نور جس نے سارے گھر کو روشن کر دیا وہ نور ماشاء اللہ ٹھہرا۔ پھر وہ چلا گیا

آپ ﷺ دعا مانگنے لگے تو دوبارہ نور آ گیا جس کی روشنی پہلے سے زیادہ تھی اگر میں

رائی کے دانے کو چننا چاہتی تو ایک ایک کر کے چن لیتی۔ پھر وہ نور چلا گیا۔ میں نے عرض

کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسا نور تھا؟ جسے میں نے دیکھا فرمایا: اے عائشہ کیا تم نے نور

دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی امت مانگی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تہائی امت عطا فرمادی میں نے اس کی حمد و ثناء کی اور اس کا شکر ادا کیا پھر میں نے بقیہ امت کا سوال کیا تو اس نے مجھے دوسری تہائی عطا فرمادی پھر میں نے تیسری تہائی کا سوال اٹھایا اس نے مجھے وہ بھی عطا فرمادی میں نے اس کی حمد بیان کی اور شکر یہ بجالایا۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

۱۱۔ حاکم نے صحیح فرما کر اور بیہقی و ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز عشاء ادا کر رہے تھے آپ ﷺ جب سجدے میں جاتے تو امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اچھل کر آپ ﷺ کی پشت پاک پر آجاتے آپ ﷺ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو انہیں نرمی کے ساتھ اتار دیتے نماز پڑھ لینے کے بعد ایک کو ادھر اور دوسرے کو ادھر کر دیا میں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں انہیں ان کی امی کے پاس پہنچا دوں؟ فرمایا نہیں۔ پھر ایک نور چمکا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں اپنی امی کے پاس چلے جاؤ تو وہ دونوں اس کی روشنی میں اپنے گھر چلے گئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱۔ جامع صغیر ج ۲ ص ۱۲۳ البدیہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۲ و ج ۸ ص ۲۰۷)

۱۲۔ امام ابو نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اندھیری رات میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ میں نے عرض کیا میں ان کے ساتھ جاتا ہوں۔ فرمایا نہیں۔ پھر آسمان سے ایک نور چمکا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی روشنی میں چل کر اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

چوتھی آیت

اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے۔ **يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ** ﴿۶۷﴾ (التوبہ)

”وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ نہ مانے گا مگر یہ کہ پورا کر دے اپنے نور کو اگرچہ کافر نہ پسند کریں۔“ (البیان) مندرجہ بالا آیت میں باری تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد عربی ﷺ کو نور فرمایا ہے اور نور کے منکروں اور اس کے بجھانے والوں کو کافر قرار دیا ہے کیونکہ کافر حبیب خدا علیہ التحیۃ والثنا کو نیست و نابود کرنے کے منصوبے بناتے رہے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے جتن کرتے رہے مگر رب ذوالجلال نے اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت فرما کر اور ”واللہ یعصمک من الناس“ (مائدہ: 68) کی نوید سنا کر دشمنوں کی دال نہ گلنے دی۔ مکے کے مشرک اور مدینہ المنورہ میں بنسے والے یہودی اس منصوبے کو پروان چڑھانے میں لگے رہے کہ بانس کو ختم کر دو بانسری بچنے سے خود بخود رک جائے گی یعنی نہ رہے گا بانس اور نہ بچے کی بانسری معاذ اللہ۔

دلیل نمبر ۱: علامہ قاضی ثناء اللہ متوفی ۱۲۲۵ھ ارقام فرماتے ہیں۔ نور سے مراد ہیں وہ دلائل و براہین جو اللہ تعالیٰ کی توحید و تقدیس پر دلالت کرتے ہیں یا قرآن یا رسول اللہ ﷺ کی نبوت (تفسیر مظہری ج ۴ ص ۱۹۵) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی سب سے بڑی دلیل حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی ذات اقدس ہے کیونکہ قرآن نے آپ ﷺ کو ”برہان من ربکم“ فرمایا ہے۔

دلیل نمبر ۲: صدر الافاضل فخر الامثل حضرت علامہ سید نعیم الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ نور سے مراد ہیں۔ دین اسلام یا سید عالم ﷺ کی نبوت کے دلائل ہیں۔

(خزائن العرفان علی ترجمہ کنز الایمان ص ۳۰۸ تحت آیت)

دلیل نمبر ۳: عمدۃ المفسرین حضرت علامہ محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک اسلام کے اس روشن چراغ کو بجھانے

کی کتنی کوششیں کی گئیں یہودیت عیسائیت اور شرک و کفر نے سر جوڑ کر علانیہ مقابلے بھی کئے اور سازشوں کے خطرناک جال بھی بچھائے لیکن اسلام کا نور درخشان ہی رہا اور رہے گا اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہی اور بڑھتی ہی رہے گی۔ خداوند عالم کا وعدہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نبوت مصطفوی ﷺ کے آفتاب جہان تاب کو گرہن نہیں لگا سکتی۔

(ضیاء القرآن، ج ۲ ص ۱۹۹)

دلیل نمبر ۴: الامام الشیخ محمد المہدی القاسمی فرماتے ہیں۔ فہو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور اللہ الذی لا یطفء ویابی اللہ الا ان یتم نورہ۔ حضور پر نور ﷺ اللہ تعالیٰ کے وہ نور ہیں جو بجھائے نہیں جاسکتے اور اللہ تعالیٰ نہیں مانتا مگر یہ کہ وہ اپنے نور کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۴)

دلیل نمبر ۵: استاذ العلماء مناظر اسلام علامہ منظور احمد فیضی رحمہ اللہ خاتم الحافظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ کی تفسیر در منثور ج ۳ ص ۲۳۱ اور علامہ امام شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ کی نسیم الریاض ج ۲ ص ۳۹۶ اور علامہ امام محمد بن عبدالباقی متوفی ۱۱۲۲ھ کی زرقانی علی المواہب ج ۳ ص ۱۴۹ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس آیت میں نور سے حضور پر نور ﷺ کی ذات پاک مراد ہے۔ (مقام رسول ص ۲۲۸)

وحید الزمان غیر مقلد کی تائید

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور قرآن یا دین یا پیغمبر کی کو اپنے منہ سے جھوٹی باتیں بنا کر بھادیں اور اللہ تو ماننے والا نہیں جب تک اپنے نور کو پورا نہ کرے گو کافر برا مانیں۔ (ترجمہ قرآن وحید الزمان)

پانچویں آیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ یُرِیدُونَ لِیُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِاَقْوَابِهِمْ وَاللّٰهُ صَدِّمٌ تُوْمًا
وَلَوْ كُفِّرُوا كُفْرًا ۗ ﴿۸﴾ (الصف) ”وہ اپنے منہ سے (پھونکیں مار کر) اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے خواہ کافر کتنا ہی برا منائیں۔“

(البیان) اس آیت میں بھی نور سے مراد ذات باریکات سرور کائنات ﷺ ہے۔ کیونکہ کافر ضلالت کے گھٹا ٹوٹپ اندھیرے میں زندگی بسر کرنا معراج حیات تصور کرتے تھے اور نور نبوت کی تاب نہ لا کر شہرہ چشم بن جاتے تھے نور نبوت کو بھانے کیلئے ہر قسم کے پاڑے بیلے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے غلط عزائم کا پردہ چاک فرما کر انہیں متنبہ کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل فرمائے گا۔ یعنی چارواگ عالم کو اس سے روشن و متور کر دے گا۔ یعنی

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دلیل نمبر ۱: علامہ امام احمد بن محمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۴۱ھ فرماتے ہیں۔ آیت میں نور سے مراد قرآن مجید ہے۔ قیل هو القرآن اور اسلام ہے۔ وقیل الاسلام اور حضرت محمد رسول ﷺ ہیں۔ قیل محمد ﷺ (تفسیر صاوی علی الجلائین ج ۳ ص ۱۹۲)

دلیل نمبر ۲: امام صاوی فرماتے ہیں۔ ۳۰ دن وحی نہ آئی تو کعب بن اشرف نے یہودیوں سے کہا۔ ابشروا فقد اطفاء اللہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے نور کو بجھا دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کا ناطقہ بند کر دیا اور فرمایا اللہ اپنے محبوب ﷺ کے نور کو پورا کرنے والا ہے یعنی اسے پوری دنیا میں پھیلانے والا ہے۔ (الصاوی علی الجلائین ج ۳ ص ۱۹۲)

دلیل نمبر ۳: مفسر قرآن حضرت علامہ حسین الکاظمی متوفی ۱۹۱۰ھ ارتقام فرماتے ہیں۔ آیت مندرجہ بالا میں نور اللہ سے مراد اللہ کا دین و کتاب ہے یا نور خدا اور رسول اللہ ﷺ۔ (تفسیر حسینی ص ۱۲۶۲)

دلیل نمبر ۴: استاذ العلماء والمناظرین علامہ فیضی صاحب رحمہ اللہ ارتقام فرماتے ہیں۔ ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۳ھ) نے موضوعات کبیر کے آخر میں فرمایا ہے قرآن کریم میں ہر جگہ نور سے مراد حضور (ﷺ) ہیں۔

(بحوالہ نور العرفان لمفتی احمد یار خان مقام رسول ص ۲۲۹)

دلیل نمبر ۵: فقیر الی اللہ القدر سراج احمد سعیدی قادری غفر اللہ الذنب الجلی والخی اہل قرآن کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ سورہ توبہ آیت نمبر ۳۲ جو مندرجہ بالا آیت سے پہلے مع تفاسیر درج ہے اس سے قبل قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے اور اس کے بعد ہمارے پیارے رسول ﷺ کا ذکر مبارک ہے اور سورہ القف آیت ۸ جس کا ذکر ہو رہا ہے اس سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے میلاد کی بشارت دیتے ہیں اور آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے بعد وہی آیت ہے جو سورہ توبہ میں بھی ہے اور سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری مع ہدی و دین حق کا ذکر ہے خلاصہ یہ کہ سیاق و سباق کی روشنی میں نور اللہ سے مراد حبیب خدا ﷺ ہیں۔

وہابیوں کی تائید

دیوبندیوں کے مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی وہابی لکھتے ہیں۔ منکر پڑے برامانا کریں۔ اللہ اپنے نورک پورا کر کے رہے گا۔ مشیت الہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نور آفتاب کو منہ سے پھونک مار کر بجھانا چاہے۔ یہی حال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مخالفوں کا اور ان کی کوششوں کا ہے۔ (تنبیہ) شاید۔ بانواہمہم“ کے لفظ سے یہاں اس طرف بھی اشارہ کرنا ہو کہ بشارات کے انکار و اخیاء کے لئے جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں وہ کامیاب ہونیوالی نہیں ہزار کوشش کریں کہ فارقلیط آپ نہیں ہیں لیکن اللہ منوا کر چھوڑنے گا کہ اس کا مصداق آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر عثمانی ص ۳۲۷-۳۲۸ ف ۶)

۲۔ نواب آف غیر مقلد جناب وحید الزمان وہابی لکھتے ہیں۔ ایسے (کافر) لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ تعالیٰ کے نور قرآن یا اسلام یا حضرت محمد ﷺ کو بجھادیں اور اللہ تعالیٰ تو اپنا نور پورا کر کے رہے گا گو کافر برامانیں۔ (ترجمہ قرآن وحید الزمان ص ۶۵۹)

ثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے رسول حبیب خدا اشرف انبیاء ﷺ مکمل نور ہیں آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اور آپ ﷺ کا دین و شرع متین اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید فرقان حمید سب نور ہیں۔ ان میں سے کسی ایک چیز کی

نورانیت کا انکار کرنا یا اسے بچھانے کیلئے برسر پیکار ہونا۔ ولو کرہ الکافرون میں شامل ہونے کے مترادف ہے۔ بتغیر لیسرا شعرا ملاحظہ ہوں۔

تیری شرع پاک میں ہے ذرہ ذرہ نور کا
تو ہی عین نور ہے تیرا سب ترانہ نور کا
تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارہ نور کا
انبیاء اجزاء ہیں تو باکل جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

چھٹی آیت

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ① (النجم)

”قسم روشن ستارے (وجود محمدی) کی جب وہ (شب معراج عرش بریں پر عروج

فرما کر زمین کی طرف) اتر آئے۔ (البیان)

اس آیت میں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ہمارے ﷺ کو انجم فرمایا ہے اور

انجم کا ایک معنی از روئے قرآن ولغت ستارہ ہوتا ہے اور ہم سب اس بات کو مانتے ہیں کہ

ستارے نور ہیں۔ اگر حبیب الہی علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہ ہوتے تو علام الغیوب مولیٰ کبھی

بھی آپ ﷺ کو ستارہ نہ فرماتا۔ آپ کے انجم ہونے کی دلیلیں ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر ۱: علامہ امام محی السنۃ علاء الدین الخازن متوفی ۷۴۱ھ ارتقام فرماتے ہیں۔

قبل النجم هو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وهو نہ نزولہ لیلۃ المعراج

من السماء۔ نجم سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے اور ہوی سے مراد شب

معراج آپ کا آسمان سے اترنا ہے۔ (تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۹۰)

دلیل نمبر ۲: علامہ امام حسین اکاشفی متوفی ۹۱۰ھ فرماتے ہیں۔ از امام جعفر صادق رحمہ اللہ مرویست کہ مراد از ستارہ وجود محمد است کہ فرود آید از آسمان شب معراج۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نجم سے مراد حضرت محمد ﷺ کا وجود مسعود ہے جب آپ ﷺ شب معراج آسمان سے اترے۔ (تفسیر حسینی ص ۱۱۹۵)

دلیل نمبر ۳: لباب میں ہے کہ النجم سے مراد حضرت محمد ﷺ کا وجود مبارک ہے جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔ از ہوی ہر دو معنی اخذ میتوان کرد۔ (تفسیر حسینی ص ۱۱۹۵) ہوی کے دو معنی ہوتے ہیں چڑھنا بھی اور اترنا بھی۔

دلیل نمبر ۴: محققین علماء کے نزدیک نجم سے حضور ﷺ کے دل پاک کی قسم ہے جو فلک توحید پر ماسوی اللہ سے الگ تھلگ جلوہ گر تھا۔ (تفسیر حسینی ص ۱۱۹۵)

دلیل نمبر ۵: امام احمد بن محمد الصاوی المالکی متوفی ۱۲۲۱ھ ارقام فرماتے ہیں۔ النجم سے حضرت محمد ﷺ کی ذات پاک مراد ہے اور ہوی کا معنی ہے نزل من المعراج۔ آپ ﷺ جب معراج سے تشریف لائے۔ (الصاوی علی الجلائین ج ۴ ص ۱۲۹)

دلیل نمبر ۶: علامہ امام شیخ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ھ فرماتے ہیں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نجم سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جب آپ معراج سے تشریف لائے ہوی سے یہی مراد ہے۔ (تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۲۱۱)

دلیل نمبر ۷: بیہقی وقت علامہ ثناء اللہ متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں۔ وقال جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی محمد صلی اللہ والہ وسلم اذ انزل من السماء لیلۃ المعراج والہوی النزول۔ (تفسیر مظہری ج ۹ ص ۱۰۳) ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر ۸: شیخ الاسلام و المسلمین امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۴۰ھ) وَالنَّجْمُ إِذَا هَوَىٰ ۝ (النجم) کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اس پیارے چمکتے تارے محمد ﷺ کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ (کنز الایمان ص ۸۳)

دلیل نمبر ۹: صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین متوفی ۱۳۶ھ ارقام فرماتے ہیں۔
 سب سے بہتر تفسیر وہ ہے جو حضرت مترجم قدس سرہ نے اختیار فرمائی کہ نجم سے مراد ہے
 ذات گرامی ہادی برحق سید انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی۔ (خازن خزائن العرفان ص ۸۳)
دلیل نمبر ۱۰: عمدة المفسرین حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ امام
 آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ کی تفسیر روح المعانی کے حوالے سے ارقام فرماتے ہیں۔ حضرت امام
 جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے یعنی النجم سے مراد ذات پاک مصطفیٰ علیہ الطیب
 التحیۃ والثناء ہے۔ **اِذَا هُوَ ۱**۔ سے مراد حضور ﷺ کا شب معراج آسمان سے واپس
 زمین پر نزول فرمانا ہے۔ اس کے بعد آلوسی فرماتے ہیں کہ **اِذَا هُوَ ۱** سے یہ مراد لینا
 بھی جائز ہے کہ حضور ﷺ کا شب معراج وہاں تک عروج کرنا جہاں مکان کی سرحدیں ختم
 ہو جاتی ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن، ج ۵ ص ۹)

دلیل نمبر ۱۱: علامہ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ (متوفی ۵۴۳ھ) ارقام فرماتے
 ہیں۔ امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ النجم۔ کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ حضرت محمد
 ﷺ ہیں۔ ہوئی۔ کے معنی وہ انوار سے کشادہ یعنی لبریز ہو کر کھل گیا اور فرمایا کہ غیر اللہ
 سے جدا ہو گیا (یعنی خالق کی بارگاہ میں پہنچ گیا)۔ (کتاب الشفاء ج ۱ ص ۲۱ و ص ۲۳)

دلیل نمبر ۱۲: علامہ امام محمد المہدی القاسمی فرماتے ہیں۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هُوَ اِنَّهُ
 مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مطالع المسرات ص ۱۱۸) شیخ المحققین علامہ منظور احمد
 فیضی علیہ الرحمہ نے شرح شفا للقاری والخفاجی ج ۱ ص ۲۰۱ و ص ۲۱۴ اور المواہب اللدنیہ
 للقسطلانی ج ۱ و شرح للورقانی، ج ۲ ص ۲۱۶ کے حوالے بھی نقل فرمائے ہیں یعنی ۱۵ دلیلوں و
 حوالوں سے ثابت ہوا کہ اس آیت میں نجم اور ہوی سے مراد حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی
 ذات اقدس و اطہر ہے۔

کیا خبر کتنے ستارے کھلے چھپ گئے
 پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

لامکان تک اجالا ہے جس کا
 ہرماں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ
 اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
 دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی ﷺ
 عرش و کرسی کی تھیں جلوہ بندیاں
 سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی ﷺ
 بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
 شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ

ساتویں آیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔ وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ (الفجر)

”قسم فجر کی اور دس راتوں کی“۔ (البیان) علامہ امام قاضی عیاض اندلسی متوفی
 ۵۴۳ھ فرماتے ہیں۔

قال ابن عطاء فی قوله تعالیٰ والفجر و لیا ل عشر الفجر محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم لان منه فجر الايمان۔ ترجمہ۔ امام ابن عطاء۔ اللہ تعالیٰ کے
 فرمان۔ وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ (الفجر) کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ فجر سے مراد حضور
 ﷺ کی ذات گرامی ہے کیونکہ آپ ﷺ سے ایمان (کا نور) پھوٹ کر نکلتا ہے۔
 (کتاب الشفاج ص ۲۲) ایمان کے نور ہونے میں شبہ کی کچھ گنجائش نہیں اور مرکز ایمان و
 منبع ایمان و معطی ایمان حضور پر نور ﷺ کی ذات بابرکات ہے لہذا آپ ﷺ بھی نور
 ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے خوب کہا ہے۔

روح ایمان مغز قرآن جان دین ہست حب رحمة للعالمین

اصطلاح عام میں فجر اس وقت کو کہتے ہیں جس میں سورج کے طلوع ہونے کی وجہ سے
 روشنی پھیل رہی ہو اور فجر کا معنی ہوتا ہے صبح، سویرا، نور کا بڑا، سحر، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایمان کی صبح و سویرا و ایمان کے نور کا ترکا و سحر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کے شہر کو بھی دارالایمان قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد الہی ہے۔ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ (الحشر: 9) اور جو لوگ مہاجرین (کے آنے) سے پہلے (ہی) دارالہجرۃ اور دارالایمان (مدینہ طیبہ) میں مقیم ہو گئے اپنی طرف ہجرت کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ (البیان) یعنی ایمان کا نور آپ ﷺ سے ظاہر ہوا ہے اس لیے آپ کے شہر مبارک کو دارالایمان کی عظیم صفت سے متصف کیا گیا ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

لیلة القدر میں مطلع الفجر حق مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام لہذا الفجر بھی حضور ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے ظاہر ہونے والے نور ایمان و نور ہدایت کی قسم فرما کر آپ کی نورانیت ہویدا کر دی۔

آٹھویں آیت

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا۔ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النُّجُومُ الثَّقَابُ ۝ (الطارق)

”قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی اور آپ ﷺ نے کیا سمجھا وہ رات کو آنے والا کیا ہے۔ نہایت روشن تارا“۔ (البیان)

النُّجُومُ الثَّقَابُ۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی ہے۔ (دلائل الخیرات ص ۱۷) قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت میں النُّجُومُ الثَّقَابُ سے حضور ﷺ کی ذات پاک مراد ہے۔ چنانچہ ہر مکتب فکر کے مستند محدث حضرت علامہ امام قاضی عیاض اندلسی متوفی ۵۴۳ھ اپنی مشہور زمانہ و مقبول ترین تصنیف یعنی کتاب الشفاء ج ۱ ص ۲۳ میں فرماتے ہیں النُّجُومُ الثَّقَابُ ان النجم هنا ايضا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس آیت میں بھی النجم سے مراد حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ امام سلمی نے روایت فرمایا ہے کہ مندرجہ بالا آیات کریمہ حضور ﷺ کے فضل و

شرف بیان کرنے میں اس حد تک پہنچی ہیں کہ کوئی عدد و نمبر انہیں محدود و معدود نہیں کر سکتا۔ (شفاء شریف ج ۱ ص ۲۳) استاذ العلماء مناظر اعظم علامہ منظور احمد فیضی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقبول عرب و عجم کتاب مقام رسول (ﷺ) ص ۲۳۰ میں مندرجہ بالا آیات کے تحت شفاء شریف کی دو شرحوں یعنی نسیم الریاض و شرح شفاء للقاری ج ۱ ص ۲۱۵ و جلد ۲ ص ۳۹۸ کے حوالے بھی لکھے ہیں۔ الشیخ الامام محمد المہدی القاسمی فرماتے ہیں۔ وحکی ابو عبدالرحمان السلمی فی قوله النجم الثاقب انه ایضا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی امام ابو عبدالرحمان نے روایت بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان النجم الثاقب۔ میں بھی حضور ﷺ ہی مراد ہیں۔ (مطالع المسرات ص ۱۱۸)

نویں آیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا (الشمس)

”قسم سورج کی اور اس کی چمک کی“۔ (البیان) مندرجہ بالا آیت میں شمس سے مراد ہمارے رسول ﷺ کا قلب مبارک ہے اور ضحیٰ سے مراد نور نبوت ہے یعنی آپ ﷺ کی ذات بھی نور ہے اور آپ ﷺ کی صفات بھی نور ہیں چنانچہ ہر فریق کے استاذ و معتبر مفسر حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ متوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں۔ وَالشَّمْسُ یعنی قسم میخورم بافتاب کہ مثال دل پیغمبر زمان است وَضُحَاهَا۔ یعنی قسم میخورم بشعاع آنکہ مثال اشراق نور نبوت است بر کل مخلوقات۔ (تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۱۸۸)

وَالشَّمْسُ میں اللہ تعالیٰ نے آفتاب کی قسم فرمائی جو حضور ﷺ کے دل کی مثال ہے اور۔ وَضُحَاهَا۔ میں اس کی شعاع کی قسم فرمائی اس کی مثال نور نبوت کی روشنی کی ہے کل مخلوقات پر۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور پر نور ﷺ کی ذات پاک پر ہر دن شمس کے نور کی طرح نور نازل ہوتا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۵۶) صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا آپ ﷺ جب سورج کے سامنے ٹھہرتے تو آپ ﷺ کی روشنی

سورج کی روشنی پر غالب رہتی اور جب آپ ﷺ سراج کے سامنے ہوتے تو آپ کی روشنی اس پر غالب آ جاتی۔ (المواہب اللدینہ بیجوری ص ۳۰) حوالوں کی تفصیل مقام رسول ص ۲۴۹ پر دیکھیں)

ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۶ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ذیشان ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ کان الشمس تجوی فی وجہہ۔ گویا آفتاب آپ کے چہرہ مبارک میں گھوم رہا ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۳۰ از وہابیہ)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

لنا شمس وللآفاق شمس وشمسی خیر من شمس السماء
لان الشمس تطلع بعد فجر وشمسی تطلع بعد العشاء
”ایک ہمارا سورج ہے اور ایک جہان والوں کا۔ میرا سورج آسمانی سورج سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ فجر کے بعد ابھرتا ہے اور میرا سورج عشاء کے بعد۔ ام المؤمنین ایک اور مقام پر فرماتی ہیں۔“

متی یبد فی الداجی البہیم جبینہ یلح مثل مصباح الدجی المتوقد
فمن کان او من قد یكون کا حمد نظام لحق اونکال لملحد
”اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے وہ اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ۔ احمد مجتبیٰ ﷺ جیسا کون تھا اور کون ہوگا نظام حق قائم کرنے والا لحدوں کو عبرت دینے والا۔“

اور اسی نے کیا خوب منظر کشی فرمائی ہے۔

انت شمس، انت قمر، انت نور فوق نور

انت لاشک محمد انت مصباح الصدور

”یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ شمس ہیں آپ ﷺ قمر ہیں آپ نور علی نور ہیں

پیشک آپ محمد ﷺ ہیں آپ سینوں کا چراغ ہیں۔“

دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی

سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

علامہ امام عبدالرحمان جامی نقشبندی متوفی ۸۹۸ھ فرماتے ہیں۔

والشمس کنایت بود از روئے محمد ﷺ

واللیل اشارت کنذاز موئے محمد ﷺ

(مقام رسول ص ۲۳۱)

”والشمس کا مطلب ہے روئے محمد ﷺ واللیل آپ ﷺ کی زلفوں کیلئے

اشارہ ہے۔“

غشی غلام حسن شہید ملتانی متوفی ۱۲۶۵ھ فرماتے ہیں۔

والشمس چه باشد صفت وجه شریفش

واللیل چه باشد صفت موئے محمد ﷺ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدنا امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۳۴۰ھ)

فرماتے ہیں۔

ہے کلام الہی میں شمس وضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم

قسم شب تاری میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

وہا بیان دیو بند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی متوفی ۱۳۱۷ھ فرماتے ہیں۔

ذات احمد ہے وہ بحر بیکراں جس کا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان ذات پاک احمد ہے

والشمس والضحیٰ جس کے یہ ذرے ہیں سارے اولیا۔ (کلیات امدادیہ ص ۱۳۸)

دسویں آیت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَالضُّحٰی ۱ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۲ (الضحیٰ)

”قسم چاشت کی اور رات کی جب وہ (تاری کی) پردہ ڈالے۔“ (البیان)

امام المفسرین علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۶ھ تفسیر مفتاح الغیب یعنی تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۹۶ میں فرماتے ہیں کہ الضحیٰ سے حضور ﷺ کا چہرہ اقدس مراد ہے اور الیل سے آپ ﷺ کی زلف عنبرین مراد ہے (مقام رسول ص ۲۳۱)

علامہ حسین الکاشفی متوفی ۹۱۰ھ فرماتے ہیں۔ اشارۃ است بروشنی روئے محمدی ﷺ و کنایت است از سیاہی موئے دے۔ والضحیٰ سے روئے محمدی ﷺ کی روشنی کی طرف اشارہ ہے اور الیل سے آپ ﷺ کی زلفوں کی سیاہی مراد ہے۔

(تفسیر حسینی ص ۱۳۸۲)

عارف باللہ علامہ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۲۷ھ نے بھی تفسیر مندرجہ بالا کو نقل فرمایا ہے (تفسیر روح البیان ج ۱۰ ص ۲۵۳) عمدۃ المفسرین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں۔ مراد از صحنی روئے پیغمبر است ﷺ و از لیل موئے رو کہ در سیاہی ہچوں شب ست۔ صحنی سے مراد حضور ﷺ کا چہرہ تابان ہے اور لیل سے مراد حضور ﷺ کے گیسوئے عنبرین ہیں جو سیاہی میں رات کی مانند ہیں۔

(تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۷)

صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مفسرین نے فرمایا (ضحیٰ) چاشت اشارہ ہے نور جمال مصطفیٰ ﷺ کی طرف اور (لیل) شب کنایہ ہے آپ ﷺ کے گیسوئے عنبرین سے (ﷺ)۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۹۵۳ ف ۳)

فاضل اجل حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ صحنی سے مراد حضور ﷺ کی ولادت کا دن ہے اور لیل سے شب معراج مراد ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ صحنی سے مراد حضور پر نور ﷺ کا رخ انور ہے اور لیل سے زلف عنبرین اور بعض نے فرمایا کہ صحنی سے مراد نور علم ہے جو آنجناب ﷺ کو دیا گیا تھا جس کے سبب سے عالم غیب کے مخفی اسرار بے نقاب اور منکشف ہوئے اور لیل سے مراد آپ ﷺ کا عفو و درگزر کا خلق ہے۔ جس نے امت کے عیبوں کو ڈھانپ دیا۔ بعض

علماء کا ارشاد ہے کہ دن سے مراد حضور ﷺ کے ظاہری احوال ہیں جن سے مخلوق آگاہ ہے اور رات سے مراد آپ ﷺ کے احوال باطن ہیں جن کو علام الغیوب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۵ ص ۵۸۶)

علامہ حسین الکاظمی اور علامہ اسماعیل حقی نے اپنی تفسیروں میں لکھا ہے۔

واضحی رمزے زروئے ہم چوماہ مصطفیٰ است

معنی وایل گیسوئے سیاہ مصطفیٰ است

(تفسیر حسینی وروح البیان)

حضرت خواجہ منشی غلام حسین شہید متوفی ۱۲۶۵ھ فرماتے ہیں۔

اے کہ زلف سیاہ عنبرینت وایل

وے روئے تو واضحی علیک الصلاة

اے کہ شرح واضحی آمد جمال روئے تو

نکتہ وایل وصف زلف عنبر بوئے تو

(دیوان حسن مقام رسول)

گیارہویں آیت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وَلَا خِذَّةٌ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰٓئِ** (الضحیٰ) ”اور بے شک

(یہ) پچھلی (گھڑی) آپ کیلئے پہلی سے بہتر ہے“۔ (البیان) امام فخر الدین رازی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر ج ۵ ص ۵۹۸ میں اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر فتح

العزیز پ ۳۰ ص ۲۱ پر ارقام فرماتے ہیں یعنی اور البتہ ہر حالت آخر بہتر ہوگی آپ کے پہلے

معاملہ سے تاکہ آپ ﷺ کی بشریت کا اصلاً وجود نہ رہے اور غلبہ نور حق آپ ﷺ پر علی

سبیل الدوام حاصل رہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ حبیب

خدا ﷺ بلاشبہ نور ہیں گرچہ جامہ بشریت میں ملبوس ہو کر آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے

آپ ﷺ کی نورانیت کو ہویدا کرنے کیلئے قرآن مجید کی آیتیں نازل فرما کر اہل ایمان کی

رہنمائی فرمائی ہے کہ وہ اپنے ایمان کو بچانے کیلئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت کا ہرگز انکار نہ کریں اور آپ ﷺ کی دونوں صفتوں یعنی نور و بشر کو مان کر اپنا ایمان مستحکم کریں۔

صحابہ کرام و ائمہ اعلام کا عقیدہ

وہابی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو نور ماننے کا عقیدہ بزیلیوں نے گھڑ لیا ہے اسلام میں اس عقیدے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو نور ماننے والے مشرک ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی نور اور رسول ﷺ بھی نور۔ یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ پچارے علم و عقل سے پیدل خود ملائکہ کو حوروں کو سورج کو چاند ستاروں کو نور مانتے ہیں اور اپنی آنکھوں میں نور تسلیم کرتے ہیں مگر سرور کشور رسالت ﷺ کو نور ماننے سے انہیں شرک کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ جس کا اثر انکے رگ و ریشے میں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ حالانکہ وہابیوں کے پیشوا اور دیوبندی وہابی وغیر مقلد وہابی بھی حضور ﷺ کا نور مجسم ہونا تسلیم کرتے تھے۔ (کما مر) اور اسے اسلامی عقیدہ قرار دیتے تھے اب ہم صحابہ کرام و صحابیات کے چند حوالے پیش کر کے اہل اسلام کو دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ عقیدہ صحابہ کرام تابعین ائمہ مسلمین سے ثابت ہے وہ سب آپ ﷺ کو نور مجسم مانتے تھے۔ چنانچہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب صحابیہ کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

دلیل نمبر ۱: بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ کا نور چراغ کی روشنی کو مات کر رہا تھا۔ آپ ﷺ سجدہ ریز تھے سجدہ سے سر اٹھایا تو فصیح و بلیغ زبان میں فرمایا۔ لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ آپ کے چہرہ انور کے نور سے گھر منور و روشن ہو گیا۔ (چراغ کی روشنی ماند پڑ گئی) آپ ﷺ کو نہلانے کی ضرورت نہ تھی یعنی آپ ﷺ طیب و طاہر پاک و صاف پیدا ہوئے آپ ﷺ مٹھون و ناف بریدہ تشریف لائے آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (مشاہدات) (شواہد النبوة ص ۵۶)

دلیل نمبر ۲: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے بتایا کہ

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت والی رات میں حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، میں گھر میں ہر طرف نور ہی نور دیکھتی تھی، ستارے قریب تر ہو رہے تھے حتیٰ کہ ان کے گرنے کا گمان ہونے لگا جب حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے ہر شے روشن ہو گئی اور میں نے نور کے سوا کچھ نہ دیکھا۔

(دلائل النبوة ج ۱ ص ۱۱۱، امام بیہقی و دلائل النبوة ج ۱ ص ۱۳۵، امام ابو نعیم، طبرانی و ابن عساکر، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۵)

دلیل نمبر ۳: حضرت عرباض بن ساریہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ رات حین وضعته نورا اضئت له قصور الشام۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ایسا نور دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (روایت کیا اس کو احمد بن زرار طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶، ابن حبان ج ۹ ص ۱۰۶)

دلیل نمبر ۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب کے اندر کی ہر چیز روشن ہو گئی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶)

دلیل نمبر ۵: حضرت ابو العجفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری والدہ نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے بصرہ کے محلات روشن ہو گئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶)

دلیل نمبر ۶: بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی ولادت کی رات نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے اور میں نے انہیں دیکھا۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶)

دلیل نمبر ۷: بنی سعد کی مرضعہ (یعنی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے

روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں بوقت ولادت میرے بطن سے ایک شعاع ظاہر ہوئی جس سے ساری زمین روشن ہوگئی اور میں نے شام کے محل دیکھے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۶)

دلیل نمبر ۸: حضرت اسحاق بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ولادت کے وقت میرے بطن سے نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات جگمگا اٹھے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۶)

دلیل نمبر ۹: حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن قبطیہ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ ﷺ کی ولادت کے وقت میں نے دیکھا کہ میرے شکم سے شہاب (نور) برآمد ہوا جس سے ساری زمین روشن ہوگئی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۶)

دلیل نمبر ۱۰: حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا کہ مکہ پر ظلمت چھاگئی کہ اپنا ہاتھ نظر نہ آتا۔ پھر اچانک چاہ زمزم سے نور ظاہر ہوا وہ نور آسمان کی طرف بلند ہو کر بیت اللہ کو منور کرنے لگا اور سارے مکے کو بقعہ نور بنا دیا۔ نخلستان مدینہ بھی اس سے منور ہو گیا۔ خالد نے یہ خواب اپنے بھائی عمرو بن سعید کو سنایا انہوں نے کہا یہ نور بنی عبدالمطلب میں ظاہر ہوگا۔ دارقطنی اور ابن عساکر نے روایت کی کہ جب خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے یہ خواب حضور ﷺ کو سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یا خالد انا واللہ ذلک النور وانا رسول اللہ فاسلم۔ اے خالد اللہ تعالیٰ کی قسم وہ نور میں ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو نور مان کر اور رسول تسلیم کر کے ایمان کی دولت حاصل کی۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۳۲، عن ابن سعد الوافی لابن جوزی، ج ۱ ص ۸۰، ۸۱)

دلیل نمبر ۱۱: حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں جس روز سے ہم نے

آپ ﷺ کو اپنی غوش میں لیا ہمیں کبھی چراغ جلانے کی ضرورت نہ پڑی آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی چراغ سے زیادہ نورانی تھی۔ اگر ہمیں کہیں چراغ کی حاجت ہوتی تو ہم آپ ﷺ کو وہاں لے جاتے آپ ﷺ کے نور کی برکت و چمک سے تمام مقامات روشن ہو جاتے۔ (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۱۲)

دلیل نمبر ۱۲: ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بوقت سحری رہی تھیں تو ان کے ہات سے سوئی گر گئی اسے تلاش کیا نہ ملی حضور اکرم نور مجسم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کے شعاع سے سوئی مل گئی۔ الحدیث۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲، شواہد النبوة۔ النعمۃ الکبریٰ)

دلیل نمبر ۱۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں۔ اذاتکلم رأی کالنور ینخرج من بین ثنایاہ۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے دانتوں سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا۔ (شمال ترمذی ص ۲، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲، قال السیوطی اخرجہ الدرانی والبیہقی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر، قال شیخنا الفیضی، الکاف زائدۃ۔ (مقام رسول ص ۲۳۳)

دلیل نمبر ۱۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی گویا آپ کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہے۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۶، کتاب الشفاء ج ۱ ص ۳۹۔ ابن حبان ج ۹ ص ۷۴)

دلیل نمبر ۱۵: حضرت ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور چوہدویں رات کے چاند کی مثل چمکتا تھا۔ (شفاء شریف ج ۱ ص ۳۹۔ شمال ترمذی)

دلیل نمبر ۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب آپ تبسم فرماتے تو دیواروں پر چمک پڑتی میں نے آپ ﷺ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۴، شفاء شریف ج ۱ ص ۳۹، کنز العمال)

دلیل نمبر ۱۷: حضرت ابو عبیدہ نے حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ تو مجھے

سرکار کی وصف بتا۔ اس نے کہا۔ لورایتہ لقلت الشمس طالعة اگر تو آپ ﷺ کو دیکھا لیتا تو کہتا سورج طلوع ہو گیا ہے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲)

دلیل نمبر ۱۸: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ خوشی سے آپ ﷺ کا چہرہ انور ایسا چمکتا کہ گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۰۲، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲، کنز العمال)

دلیل نمبر ۱۹: حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حسین و خوبصورت تھے۔ الحدیث۔ بخاری و مسلم (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

دلیل نمبر ۲۰: حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور شمشیر کی مانند تھا۔ فرمایا، نہیں بلکہ چاند جیسا تھا۔

بخاری۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

دلیل نمبر ۲۱: حضرت جابر بن سمرہ سے کسی نے پوچھا، کیا حضور ﷺ کا چہرہ انور طویل تھا۔ فرمایا، نہیں چاند و سورج جیسا مستدیر تھا۔ مسلم (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

دلیل نمبر ۲۲: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی راتوں میں دیکھا۔ آپ ﷺ سرخ لباس میں ملبوس تھے۔ کبھی میں آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو تو بلاشبہ آپ ﷺ میری آنکھوں کو چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔ دارمی بیہقی (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

چاند سے تشبیہ دینا کیا یہ بھی کوئی انصاف ہے

چاند کے منہ پر چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

دلیل نمبر ۲۳: خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ

ﷺ کا چہرہ انور چاند جیسا مدور (گول) تھا۔ ابو نعیم۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲)

دلیل نمبر ۲۴: ابواسحاق نے ایک ہمدانی عورت سے پوچھا کہ تو نے حضور ﷺ کے

ساتھ حج کی سعادت حاصل کی ہے یہ تو بتا کہ آپ ﷺ کی شبیہہ کیسی تھی اس نے کہا آپ

ﷺ چودھویں رات کے چاند جیسے تھے میں نے آپ ﷺ جیسا نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ بہت ہی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲)

دلیل نمبر ۲۵: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں۔
(ترجمہ) حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ امین ہیں نیکی کی طرف بلانے والے ہیں آپ ﷺ کی روشنی اندھیروں کو چودھویں رات کے چاند کی طرح زائل کرنے والی ہے۔

(الانوار المحمدیہ ص ۷۵)

دلیل نمبر ۲۶: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جب کلام فرماتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک کے درمیان سے نور مبارک نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ (الانوار المحمدیہ ص ۷۶)

دلیل نمبر ۲۷: صحابی رسول ونواسہ مصطفیٰ شہزادہ مرتضیٰ وسیدہ زہراء حضرت امام حسین مجتبیٰ علیہ علی جدہ و آباء الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک اس طرح منور و روشن تھا جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا ہو۔ (الانوار المحمدیہ ص ۷۶ و ص ۷۷)

دلیل نمبر ۲۸: عم الرسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور کم از کم تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ و ایمان جو انہوں نے غزوہ تبوک کی واپسی پر مدینہ الرسول میں نور علی نور نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ اشعار کا ترجمہ تھانوی و ہابی کی نشر الطیب ۱۲ مطبوعہ تاج کمپنی سے منقول ہے۔ اور آپ ﷺ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ ﷺ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج ۲ ص ۲۵۸ الشمامۃ العنبریۃ ص ۱۰ از غیر مقلد)

دلیل نمبر ۲۹: شیخ الحدیث فی الصحابہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ جب تنسم فرماتے تو آپ ﷺ کے نور مبارک سے دیواریں چمک اٹھتیں۔

(الانوار المحمدیہ ص ۸۰)

دلیل نمبر ۳۰: شاعر دربار رسالت مآب حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں بارگاہ نبوت سے روح القدس کی مدد مل جانے کا تمغا ملا ان کے اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ جب سخت تاریک رات میں آپ ﷺ کی نورانی پیشانی ظاہر ہوتی تو وہ اندھیری رات میں چراغ کی طرح روشنی دیتی۔ آپ ﷺ کے نور مبارک نے تمام دنیا کو روشن کر دیا جو بھی اس نور مبارک سے مستفیض ہوا وہ ہدایت پا گیا۔ آپ ﷺ کا نور ایسا ہے کہ جس نے سب کو روشن کر دیا۔ آپ ﷺ کا نور بہت پہلے سے ہے کہ چودھویں کا چاند بھی اس سے نور حاصل کرتا ہے۔
(الانوار الحمد یہ ص ۸۲ و ۸۳)

دلیل نمبر ۳۱: حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ شہروں میں آپ ﷺ کے نور کی روشنی پھیل گئی۔ مخلوق اس نور کی موجوں سے قائم ہے۔
(الانوار الحمد یہ ص ۸۵، البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۲۹۶)

دلیل نمبر ۳۲: حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ کے نور مبارک سے ساری زمین روشن ہو گئی۔
(کتاب الوفی ج ۱ ص ۹۵، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۷، الانوار الحمد یہ ص ۸۵)

دلیل نمبر ۳۳: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور سورج اور چاند جیسا نورانی تھا۔ (الانوار الحمد یہ ص ۸۵)

دلیل نمبر ۳۴: حضرت عبد اللہ بن زبیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت کی جو نشانیاں عطا فرمائی ہیں انہیں ایک نشانی آپ کی پیشانی سے چمکنے والا نور اور دوسری مہر نبوت ہے۔
(ملخصاً۔ الانوار الحمد یہ ص ۸۹)

دلیل نمبر ۳۵: غیر مقلد و ہابیوں کے قاضی سلیمان حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں جب آپ کو دیکھنے گیا تو مجھے چہرہ نظر آتے ہی عرفان ہو گیا تھا کہ جھوٹے میں یہ بات کہاں یعنی جھوٹے کے چہرے پر یہ نور اور

روشنی نہیں ہو سکتی۔ (رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۷۳) (۴)

دلیل نمبر ۳۶: وہابیوں کے پیشوا علامہ ابن کثیر نے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے اشعار جو انہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیے تھے لکھے ہیں۔ ترجمہ ملاحظہ ہو۔ بیشک رسول اللہ ﷺ ضرور نور ہیں آپ ﷺ سے نور حاصل کیا جاتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے چمکنے والی تلوار ہیں۔

(البدایۃ والنہایۃ الانوار الحمدیۃ ص ۹۰)

امام محمد بن عبد الباقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جب بارگاہ نبوی ﷺ میں یہ شعر پیش کیا تو آپ ﷺ نے آخری مصرعہ کی اصلاح فرمائی لیکن۔ ان الرسول لنور يستضاء به کو حسب سابق برقرار رکھا۔ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ نور ہیں اور جو کوئی آپ ﷺ کو نور کہے اور آپ ﷺ کے نور ہونے کا اعلان کرے آپ ﷺ اس پر خوش ہوتے ہیں۔

(زرقاتی علی الموابہب ج ۳ ص ۵۹ الانوار الحمدیۃ ص ۹۰)

دلیل نمبر ۳۷: وہابیوں کے پیش رو حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ جب مدینہ المنورہ جلوہ افروز ہوئے تو عورتوں اور بچوں کی زبان پر جاری تھا۔ طلع البدر علينا الخ۔ ترجمہ۔ چودھویں رات کا چاند وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر جلوہ فگن ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے محبوب کی دعوت کا شکر یہ ہم پر واجب ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۱۹)

دلیل نمبر ۳۸: حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں۔ میں جب حضور ﷺ کو اٹھانے کیلئے حاضر ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ محو استراحت تھے آپ ﷺ کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئی میں آپ کے قریب گئی اور آپ کے سینہ انور پر اپنا ہاتھ رکھا تو آپ نے مسکراتے ہوئے اپنی مبارک آنکھوں کو کھولا۔ فنخرج من عینہ نور حتی دخل خلال السماء۔ تو آپ ﷺ کی نورانی آنکھوں سے نور ظاہر ہوا جو آسمان میں داخل ہو گیا۔

(الانوار الحمدیۃ ص ۵۹)

دلیل نمبر ۳۹: غیر مقلد و ہابیوں کے سہارے علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں۔ حضرت سعدیہ جب حضور ﷺ کو دودھ پلاتی تو انہیں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی ایک دن ام خولہ سعدیہ نے کہا حلیمہ تو اپنے گھر میں ساری رات چراغ جلاتی ہے تو آپ نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم میں چراغ نہیں چلاتی۔ ولکنہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور لیکن یہ تو حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے جو رات بھر گھر کو روشن رکھتا ہے۔

(المیلا والنہوی الانوار الحمد یہ ص ۹۴)

دلیل نمبر ۴۰

حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے ان کی والدہ ماجدہ بی بی شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ ﷺ پیدا ہوئے..... تو تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی یہاں تک کہ میں نے روم کے بعض محل دیکھے۔

(نشر الطیب ص ۲۴)

قارئین محترم: آپ کتاب ہذا کے مندرجات بغور پڑھ چکے ہیں اور دلائل کی پختگی آپ کے سامنے ہے ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھنے والا اور اس کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سچا نبی و رسول ماننے والا آپ ﷺ کی اس خداداد شان و مقام کا انکار کیونکر کرے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو۔ آپ کا اول الخلق ہونا نور علی نور ہونا آپ ﷺ کے نور سے پوری کائنات کا تخلیق کیا جانا ارواح انبیاء و ملائکہ و جملہ نوری مخلوق کا منبع آپ ﷺ کی ذات نورانی کو بتانا اور آپ ﷺ کے نور کا حضرت آدم صغی اللہ علیہ السلام کے پاس ودیعت رکھنا پھر پاکیزہ پشتوں اور منزہ رحموں میں اس کا منتقل ہونا اور آپ ﷺ کا علی الاعلان یہ فرمان۔ نخرجت من نکاح غیر سفاح (الحدیث) کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۱ اور پھر بقدرت الہی جامہ بشریت میں ملبوس ہو کر چالیس سال تک کسی مخالف و معاند کو حرف گیری کا موقع نہ دینا پھر بحکم ربی اپنی نبوت و رسالت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچم بلند کرنا پھر وصال فرما کر امت کی بخشش کی دعا مانگنا اور یہ فرمانا کہ حیاتی

خیر لکم و مماتى خیر لکم (کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۳) یعنی میرا دنیا میں رہنا بھی تمہارے نفع کیلئے ہے اور روضہ میں چلے جانا بھی تمہارے نفع کیلئے ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد و حکم جاری فرمانا کہ۔ **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا** (النساء) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب آپ ﷺ کے در دولت پر حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کر نیوالا بے حد مہربان پائیں گے۔ اس حکم کے ذریعہ سے ساری امت کو آپ ﷺ کے دربار عالی کا محتاج کر دینا اور آپ ﷺ کی حیات برزخی من کل الوجوه کو ظاہر کر دینا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار کوئی دشمن خدا اور رسول تو کر سکتا ہے صاحب انصاف سے انکار ممکن نہیں ہے۔ صحابہ کرام آل اطہار اولیاء کبار محدثین، مفسرین ائمہ اسلام سبھی نے ان حقائق کو تسلیم کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور آنے والے تمام مسلمانوں کو آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کی حقیقتوں کو سمجھنے کی توفیق بخشے آمین۔

تمت بالخیر۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے مقام رفعت کے طفیل مجھے اور میرے قارئین کو میرے اور ان کے والدین و اولاد کو بلکہ جملہ مومنین و مومنات کو عذاب قبر فشار قبر صغٹہ قبر تار کی قبر اور دنیا و آخرت کی ہر مصیبت سے بچائے۔ آمین اس کتاب کے معرض وجود میں لانے اور اس کی اشاعت کرانے میں ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور نے بہت حوصلہ دیا اور زور کثیر صرف فرما کر اس کتاب کو آپ تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ادارہ کو دن دو گنی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

نور انیت مصطفیٰ ﷺ

حضرات محترم! اس وقت ہم سب دیار حبیب ﷺ میں حاضر ہیں۔ یہ ہماری خوش بختی ہے، نصیب یاوری ہے۔ یہ وہ سعادت عظمیٰ ہے جس کی طلب اور تڑپ جس کی حسرت و آرزو لاکھوں کروڑوں سینوں میں پل رہی ہے۔ اس مقدس زمین پر جہاں ہر ایک سوائی

بن کر جھولی پھیلائے کھڑا ہے۔ جہاں بادشاہ وقت ہو یا عالم بے بدل ہو، سبھی سائل، منگتے اور فریادی ہیں۔ مجھ جیسے کمتر و ناچیز کا کچھ کہنا یقیناً حسب حال نہیں مگر حضرت (مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کا حکم ہے اس لئے چند گزارشات برکت اور ثواب کے حصول کی خاطر پیش خدمت ہیں۔ اگر حضرت قطب مدینہ دامت برکاتہم القدسیہ کی دعائیں میرے شامل حاصل رہیں تو چند الفاظ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر پاؤں گا، وگرنہ یہ بولنے کا مقام اور کہنے کی جگہ نہیں۔

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیت تلاوت کی ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ﴿۵﴾ (المائدہ)

”بے شک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔“

قرآن مجید میں کئی مقامات پر لفظ نور آیا ہے اور ہر جگہ نور کے معنی محل استعمال کے مطابق ہیں۔ اس آیت کریمہ میں لفظ ”نور“ سے مراد کیا ہے؟ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

ای محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکابر صحابہ علماء را سخین مجتہدین اجلہ مفسرین کے ارشادات گرامی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کی روشنی میں ہمارا مسلک ہمارا عقیدہ بالکل واضح ہے کہ: قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ سے ذات پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور ہونا ثابت ہے۔

اس مقام پر مجھے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات یاد آئی ہے آپ فرماتے ہیں

النور جوہر مجرد دظاہر لذاتہ مظهر لغيرہ ”نور ایک جوہر مجرد ہے اپنی ذات میں ظاہر ہوتا ہے اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہوتا ہے۔“ نور کی یہ تعریف نبی اکرم ﷺ پر خوب صادق آتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مادیت، جسمانییت اور جوہریت سے پاک ہے۔ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض۔ تو حضور اکرم ﷺ وہ جوہر مجرد ہیں، جس کی طرف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا۔ یہ نور جوہر مجرد ہے ایک مصدر ہے۔ یہاں لفظ ”نور“

کا کوئی صلہ بھی مذکور نہیں ہے۔ صلہ مذکور نہ ہونا اس کے مطلق ہونے کی دلیل ہے

المطلق یجری علی الطلاقہ

”مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے“ یعنی حضور تاجدارِ مدنی ﷺ جو ہر مجرد ”ظاہر لذاتہ اور مظہر لغیرہ“ ہیں۔ خود ظاہر ہیں اور دوسروں کو ظاہر کرنے والے ہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک غایت ظہور کی ہے اور دوسری غایت بطون کی۔ ایک حیثیت سے سرکار ظاہر ہیں اور اتنے ظاہر کہ ان سے زیادہ کوئی ظاہر نہیں اور ایک حیثیت سے سرکار پوشیدہ ہیں اور ایسے مخفی کہ ان سے زیادہ کوئی مخفی نہیں۔ اگر ظہور کا عالم ہے تو یہ کہ پتھر اور کنکریاں تک جانتی ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس لئے تو آپ کے نام کا کلمہ پڑھتی ہیں۔ بادل بھی جانتے ہیں کہ آپ ﷺ ہیں۔ اسی لئے تو آپ کی انگشت مبارک کے ساتھ ساتھ پھٹتے جاتے ہیں۔ پانی بھی جانتا ہے کہ آپ اللہ کے فرستادہ نبی ہیں اسی لئے آپ کی مقدس انگلیوں سے جاری ہو جاتا ہے چاند اور سورج بھی جانتے ہیں کہ آپ پیغمبر خدا ہیں اسی لئے تو آپ کے اشارے کے منتظر رہتے ہیں۔ درخت بھی جانتے ہیں کہ آپ ہی سبب ایجادِ عالم ہیں اسی لئے آپ کے بلاوے پر چلے آتے ہیں۔ جانور بھی جانتے ہیں کہ آپ باعثِ تخلیق کائنات ہیں۔ اسی لئے آپ کے قدموں پر اپنے سر رکھ دیتے ہیں۔ پہاڑ بھی جانتے ہیں کہ آپ مرکزِ الفت و محبت ہیں۔ اسی لئے تو ”احد“ آپ سے محبت کرا ہے۔ گویا جب سرکار ﷺ کے ظہور کا عالم ہو تو شجر و حجر حیوان بلکہ اجرام فلکی تک آپ ﷺ ظاہر ہیں اور جب بطون کا عالم ہو پوشیدگی اور خفی کا عالم ہو تو رب کائنات کے سوا آپ ﷺ کی حقیقت سے دوسرا کوئی واقف نہیں۔ حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہمدم دیرینہ خلوت اور جلوت کے ساتھی زندگی کے ہر راستے کے ہمراہی سے ارشاد ہوتا ہے۔

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی

”اے ابو بکر میرے صبح و شام لیل و نہار تم پر آشکار ہیں“۔ میرا مزاج، میری سیرت و

کردار، میری عادات و اطوار، میری پسند ناپسند کا معیار تمہارے سامنے ہے۔ میری زندگی کا

ہر لمحہ کھلی کتاب کی طرح ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم میری حقیقت سے بھی واقف ہو گئے ہو، نہیں ”میرنی حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا“۔

بہر حال عزیزان محترم! یہ ایک علیحدہ موضوع ہے۔ میں گفتگو کی روانی میں دور نکل گیا کہنا یہ تھا کہ حضور ﷺ ”ظاہر لذاتہ“ ہیں کہ تمام عالم امکان ان کی جلوہ گاہ ہے، یہ ساری بساط ہستی آپ ﷺ ہی کے حسن کو منکشف کرنے کے لئے بچھائی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی جلوہ گری کے لئے کون و مکان تخلیق ہوئے۔

اس مقام پر اگر یہ حقیقت بھی ذہن میں رہے تو بات سمجھنے میں زیادہ آسانی ہوگی کہ ”نور، انبساط کا مبداء ہے۔ انبساط یعنی کسی چیز کے کھلنے کی ابتداء ”نور“ سے ہستی ہے۔ تمام عالم امکان ”نور“ کے بغیر نہیں کھلتا۔ مثلاً اگر کسی چیز کو دیکھنا ہو تو دیکھنے کا انبساط نور بصارت پر ہوگا۔ بصر کے نور کے بغیر دیکھی جانے والی چیزیں منکشف نہ ہوں گی۔ اگر کوئی آواز سنی جائے تو سننے کا انبساط نور سماعت پر ہوگا، سماعت کے نور کے بغیر مسموع اشیاء آشکار نہ ہوں گی۔ علی ہذا القیاس تمام محسوسات کے لئے مبداء انبساط حواس ہیں۔ حواس کے ذریعے تمام محسوسات کا علم ہوتا ہے، اسی طرح تمام معقولات کے لئے مبداء انبساط عقل ہے۔ عقل بھی نور ہے، حواس کی ہر اصل نور ہے نور ہی تمام چیزوں کا مبداء اور انبساط ہوتا ہے، نور ہی حقائق کا انکشاف اور اسرار کے پردے اٹھانے والا ہوتا ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام کائنات کا، تمام معلومات کا مبداء انبساط ہیں مبداء علم کا انبساط حضور ﷺ کی ذات والا صفات ہے، کیونکہ ہر علم کا مبداء انبساط نور ہوتا ہے۔ تو وہی ہستی تمام کائنات کا سرار و رموز اور علم معرفت کا مبداء انبساط ہو سکتی ہے جو کسی ایک طرح یا ایک قسم کا نور نہ ہو بلکہ نور مطلق ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور مطلق ہیں۔ اسی لئے عالم امکان کے لئے ”ذات وجوب“ کا انبساط ہوتا ہے۔ تو اس کا مبداء بھی سرکارِ دو عالم ﷺ یعنی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ہوتے تو مخلوق خدا پر خالق کی معرفت کا کشف نہ ہوتا۔

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ خود ظاہر ہیں اور ایسے

ظاہر ہیں کہ ان سے زیادہ کوئی چیز ظاہر نہیں اس لحاظ سے میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ”ظاہر لذاتہ“ ہیں اور چونکہ تمام مخلوق خدا اپنے وجود اور اپنی بقا کے لئے سرکار ﷺ کی مرہون منت ہے۔ مخلوق پر ذات و جوب کے انکشاف و اظہار کا ذریعہ بھی آپ ہی ہیں۔ اس اعتبار سے آپ ”مظہر لغیرہ“ ہیں اور نور کی یہ تعریف کہ وہ جوہر مجرد ہے۔ ظاہر لذاتہ اور مظہر لغیرہ (خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا) ہے تو یہ تعریف خدا پر صادق نہیں آتی کہ وہ جوہر نہیں جوہر کا خالق ہے وہ مظہر لغیرہ اور ظاہر لذاتہ کا خالق ہے۔

یہ درست ہے کہ نور کی کئی قسمیں ہیں۔ وہ نور بصر اور نور سمع بھی ہو سکتا ہے وہ نور عقل اور نور علم بھی ہو سکتا ہے وہ ہدایت اور نور ایمان بھی ہو سکتا ہے وہ ظاہری یا باطنی نور بھی ہو سکتا ہے۔ وہ جسمانی یا روحانی نور بھی ہو سکتا ہے۔ وہ معنوی یا حقیقی نور بھی، ہو سکتا ہے وہ نور حسی بھی ہو سکتا ہے اور عقلی بھی..... مگر چونکہ قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ میں کوئی قید نہیں لگائی گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور مطلق ہیں۔ آپ علم و عرفان کا نور ہیں تو عرش و کرسی کا نور بھی آپ تقویٰ و ہدایت کا نور ہیں تو لوح و قلم کا نور بھی۔ آپ اسلام اور ایمان کا نور ہیں تو شمس و قمر کا نور بھی۔ الغرض اسی عالم امکان میں ہر نور کی مبداء آپ کی ذات اقدس ہے۔

یہاں پر کئی ایک سوالات اور شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ ان کا سرسری ذکر بھی موقع محل کے خلاف نہ ہوگا..... ایک سوال تو بچکانہ سا ہے، کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں۔ اور نور حسی بھی۔ تو پھر کہیں بھی اندھیرا نہ ہونا چاہیے۔ تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ نور کا ادراک نور ہی کر سکتا ہے۔ اگر آنکھ نور سے خالی ہو تو آفتاب نصف النہار بھی دکھائی نہ دے گا۔ ملائکہ کے نور حقیقی ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے وہ ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ جو زمین و آسمان کا نور ہے ہمہ وقت ہر جگہ پر موجود ہے اس کے باوجود بے شمار جگہوں پر اندھیرا بھی ہوتا ہے جب یہ اندھیرا ملائکہ بلکہ رب تعالیٰ کے نور ہونے کے خلاف دلیل نہیں بن سکتا۔ تو محبوب رب کائنات کی نورانیت کے انکار کا ثبوت کیسے بن سکتا ہے۔ جب کہ سرکار کا نور ملائکہ کے نور سے زیادہ لطیف ہے یہ بات تو زمانہ

جاہلیت میں تھی جیسا کہ اقبال نے کہا:

خوگر پیکر محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی ان دیکھے خدا کو کیونکر

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت جب چاہا اپنے محبوب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی اور حسی نورانیت کو ظاہر فرما دیا اور جب چاہا اسے پوشیدہ کر دیا۔ یاد رکھیے عدم ظہور عدم وجود کی دلیل نہیں..... بلکہ عدم ظہور تو درحقیقت وجود کی دلیل ہے وہ اس لئے کہ اگر کوئی چیز سرے سے موجود ہی نہ ہو تو وہ اس کے ظاہر یا غائب ہونے کا تصور قائم نہیں ہو سکتا۔ بہر حال اگر کسی وقت میرے آقا کا نور حسی طور پر ظاہر نہیں ہوا تو یہ میرے رب کی حکمت کا تقاضا تھا اور جب اس نے چاہا تو یہ نور ظاہر بھی فرما دیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صبح صادق سے قبل اپنے حجرہ مبارکہ میں سوئی تلاش کر رہی تھیں کہ اتنے میں سرکار ﷺ تشریف لائے اور آپ کا نور حسی طور پر اتنا ظاہر ہوا کہ اس روشنی میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوئی تلاش کر لی“ ”خصائص کبریٰ للامام سیوطی ج ۱ ص ۶۴“ اسی طرح ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

اذا ضحك يتلا لوء في الجدر

کہ جب سرکار دو عالم ﷺ تبسم فرماتے تھے آپ کے دندان مبارک سے نور کی شعاعیں پوٹتی تھیں اسی طرح حدیث مبارکہ میں آتا ہے ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندانہائے مبارک کی کشادگی سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں“ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ”میرے آقا ﷺ کی پیشانی مبارک کی لکیروں سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں اور پھر عالم مسرت میں سرکار کا تمام رخ نور اس قدر روشن ہو جاتا تھا کہ کہ نہیں پھوٹی محسوس ہوتی تھیں“۔ (زرقانی علی المواہب ج ۳ ص ۹۱ سیرت رسول عربی ص ۷۲۳۔ شمائل ترمذی)

گویا عرض کرنے کا مدعا یہ تھا کہ کبھی اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب کے نور کو حسی طور

ظاہر فرمادیتا تھا اور کبھی پوشیدہ رکھتا تھا یہ اسی کی حکمتیں ہیں اور ان پر اعتراض یا کلام کرنا ہمیں زیب نہیں دیتا۔

ایک اور حدیث کو بطور اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض اوقات تہجد کے وقت میں سو رہی ہوتی تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تہجد ادا کرتے ہوئے مجھے چھوتے تو میں سجدہ کے لئے جگہ چھوڑ دیتی تھی یہ حدیث چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مسلم و بخاری دونوں میں ہے لیکن نفس مضمون ایک ہی ہے اس لئے حدیث کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا معترض نے کہا کہ عائشہ کا یہ زمان اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں۔ اصولی طور پر تو اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں مزید عرض یہ ہے کہ اس حدیث میں تو نماز تہجد کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کے حسی طور پر ظاہر نہ ہونے کی حکمت اور وجہ بیان کر دی گئی ہے کم از کم اس حدیث کو تو اعتراض کی بنیاد نہیں بنانا چاہیے تھا۔ وہ حکمت یہ ہے کہ حالت وضو میں بلکہ حالت نماز میں عورت کے بدن کو ہاتھ لگ جانا ناقص وضو اور ناقص نماز نہیں ہے۔ یہ مصلحت تھی اس وقت اندھیرا ہونے اور نور کے حسی طور پر ظاہر نہ ہونے کی گویا یہ عدم ظہور دین کی تکمیل کے لئے تھا مسئلہ شریعت کی تعلیم کے لئے تھا۔

آپ اس محفل میں تشریف فرما ہیں بیٹھے ہوئے ہیں خاموشی سے میری بات سن رہے ہیں آپ کو اس حال میں دیکھ کر اگر کوئی کہے کہ آپ لوگ چل نہیں سکتے اور بات بھی نہیں کر سکتے تو یہ بات مضحکہ خیز ہوگی۔ غلط، خلاف واقعہ ہوگی کہ اس وقت آپ کا نہ چلنا، نہ بولنا محفل کے آداب اور وقت کے تقاضے کے تحت ہے۔ ہاں جب ضرورت ہوگی آپ گفتگو بھی کریں گے اور چلنا پھرنا شروع کر دیں گے۔ ہمارے افعال کی طرح خدا کے افعال بھی ضرورت کے مطابق صادر ہوتے ہیں۔ یہاں سب زندہ سلامت جیتے جاگتے افراد بیٹھے ہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مارے پھر قادر نہیں؟ یقیناً اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے یا آپ کے ہاتھ میں قلم ہے، اس کی باریک نمب سے آپ نفیس باریک کاغذ پر لکھ

رہے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارے ہاتھ میں کلہاڑا ہوا ہے اور اس سے ہم لکڑی کو پھاڑ دیتے ہیں اب کاغذ پر قلم سے لکھتے ہوئے کوئی یہ گمان کرے کہ ہمارے ہاتھ میں لکڑی چیرنے کی قوت نہیں ہے اگر ہوتی تو اتنا بار یک کاغذ کیسے رہ جاتا۔ الغرض ایسی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ قوت و طاقت قدرت و اختیار شجاعت و بہادری تکلم و تہم گویائی و بینائی تمام صفات و کمالات اور جملہ صلاحیتوں کا اظہار ضرورت مصلحت اور حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے تحت کبھی ”نور محمدی“ حسی طور پر ظاہر ہوا کبھی پوشیدہ رہا۔

اور اگر یہاں یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مجسم بنایا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کا کیا مطلب ہوگا۔

اللہم اجعل لی نورا فی قلبی و نورا فی جسمی و نورا فی

قبری و نورا بصری و نورا فی شعری و نورا فی بشری

و نورا فی لحمی و نورا فی عظامی و نورا منالذخ

یعنی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود نور ہیں تو وہ اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کیوں کر رہے

ہیں کہ وہ انہیں نور بنا دے۔ اس دعا کا کیا مقصد ہے؟ دعا تو اس چیز کے لئے ہوتی ہے جو

پہلے سے حاصل نہ ہو اور جو چیز پہلے سے موجود ہے حاصل ہے تو اس کے حصول کی دعا لا

حاصل ہوگی۔

اس سوال کے جواب میں عرض ہے کہ بسا اوقات بلکہ اس مقام پر یوں کہنا پڑے گا کہ

کسی نعمت کے لئے دعا دراصل اس کے ثابت اور باقی رہنے کے لئے کی جاتی ہے یا اس

نعمت کی ترقی مقصود ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

بلند درجات کے لئے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے اپنے حبیب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجے بلند فرمائے۔ اللہ کے حبیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے پھر اس سے اگلے درجے کو طلب فرمایا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى ۝ (الضحیٰ) ”اور بے شک (ہر) پچھلی (گھڑی) آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہے۔“

کمالات محمدی کا ظہور ہو رہا ہے تمام کمالات کا تدریجاً اظہار ہوتا جا رہا ہے اور اس دعا کا مطلب ہے کہ الہی تو میرے اس درجے کو ایک اور درجہ آگے بڑھا دے۔ اور میری نورانیت کا اظہار فرما دے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ماں اپنے بچے کو لقمہ دیتی ہے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پہلے اپنے منہ میں وہ لقمہ چبا کر پھر بچے کے منہ میں دیتی ہے تاکہ بچے کو لقمہ نکلنے میں آسانی رہے۔ اسی طرح جن الفاظ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا فرمائی وہ اس لئے بابرکت ہو گئی ہے کہ امت جب ان الفاظ میں دعا کرے گی تو وہ دعا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بولے ہوئے الفاظ ہوں گے اور انہیں خالی واپس کرنا اللہ تعالیٰ کو گوارا نہ ہوگا۔ آخر ہم بھی تو اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اے مولا ہمیں ایمان عطا فرما ہمیں یقین کی دولت سے سرفراز فرما کیا اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم ایمان سے محروم ہیں یا ہمیں اللہ اور اس کے فرمان پر یقین نہیں ہے۔ یقیناً اس سے یہ مراد نہیں ہوتا بلکہ مدعا یہ ہوتا ہے کہ مولا ہمارے ایمان اور یقین میں ترقی عطا فرمائے اور اسے ہمارے لئے باقی رکھے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رب سے جو یہ دعا مانگی تو کیا رب نے یہ دعا قبول نہ فرمائی ہوگی۔ اگر نبی کی دعا بھی رد کی جاسکتی ہو تو ہمارے لئے امید کی کیا گنجائش باقی رہے گی۔ پھر ہماری دعا کی کیا وقعت اور کیا حیثیت رہ جائے گی؟ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا مانگی اور یقیناً قبول بھی ہوئی۔ تو کم از کم اب تو یہ شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں یا نہیں۔ کوئی کم فہم، کوئی کج بحث اب اگر بات کرے تو یہ بحث کرے کہ یہ دعا مانگنے سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور تھے یا نہیں؟ اس دعا کے بعد تو بحث کے دروازے بند ہو جانے چاہئیں۔

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1	اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مجید	
2	احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	اسماء مولفین
3	امام اعظم کی مسند	امام اعظم ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ
4	امام مالک کی موطا	امام مالک متوفی ۱۷۹ھ
5	امام محمد کی موطا	امام محمد شبانی متوفی ۱۸۹ھ
6	الجامع المسند صحیح بخاری	امام محمد بخاری متوفی ۲۵۲ھ
7	صحیح مسلم شریف	امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ
8	ابوداؤد شریف	امام ابوداؤد متوفی ۲۷۵ھ
9	جامع و سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۵، ۲۸۹ھ
10	سنن النسائی	امام احمد نسائی متوفی ۳۰۳ھ
11	سنن ابن ماجہ	امام احمد بن ماجہ متوفی ۲۴۳، ۲۷۵ھ
12	جزء مفقود من المصنف	امام عبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ
13	دلائل النبوة	امام ابو نعیم متوفی ۳۳۰ھ
14	دلائل النبوة امام بیہقی	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۲۵۸ھ
15	شمائل امام ترمذی	امام ابو عیسیٰ ترمذی م ۲۷۵ھ
16	مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین بغدادی متوفی ۷۴۰ھ
17	الجامع الصغیر	امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
18	کنز العمال	امام علی متقی متوفی ۹۷۵ھ
19	حجۃ اللہ علی العالمین	امام یوسف بن اسماعیل بیہانی متوفی ۱۳۵۰ھ
20	کتاب الشفاء	امام قاضی عیاض متوفی ۴۹۶ھ

امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ	21	الخصائص الکبریٰ
علامہ ابن جوزی متوفی	22	الوفی
امام ابو حاتم ابن حبان ۳۰۴ھ	23	صحیح ابن حبان
امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	24	الادب المفرد
امام احمد بن محمد حنفی ۳۲۱ھ	25	شرح معانی الآثار
امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ	26	کشف الغمہ
امام محمد بن یعقوب متوفی ۸۱۶ھ	27	تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما
علامہ حسین بن محمد راغب متوفی ۵۰۲ھ	28	مفردات الصغریٰ
امام محمد فخر الدین درازی ۶۰۶ھ	29	مفتاح الغیب، تفسیر کبیر
امام عبداللہ بن احمد نسفی ۷۰۱ھ	30	مدارک التزیل تفسیر مدارک
امام علاء الدین علی متوفی ۷۴۱ھ	31	لباب التاویل تفسیر خازن
علامہ اسماعیل بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ	32	تفسیر ابن کثیر
علامہ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ	33	تفسیر کبیر
امام جلال الدین محلی ۸۶۴ھ	34	تفسیر جلالین
امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ	35	تفسیر درمنثور
امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ	36	تفسیر قرطبی
امام احمد بن احمد متوفی ۶۷۱ھ	37	تفسیر الصاوی علی الجلالین
امام احمد الصاوی متوفی ۱۲۴۱ھ	38	حواش تفسیر جلالین
امام اسماعیل حقی متوفی ۱۱۱۷ھ	39	تفسیر روح البیان
امام سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۰۷ھ	40	تفسیر روح المعانی
امام ابو بکر احمد بن علی متوفی ۳۷۰ھ	41	تفسیر احکام القرآن

علامہ سید نعیم الدین متونی ۱۳۶۷ھ	تفسیر خزائن العرفان	42
مفتی احمد یار خان نعیمی	تفسیر نور العرفان	43
علامہ حسین اکاشفی متونی ۹۱۰ھ	تفسیر حسینی	44
علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متونی ۱۲۲۵ھ	تفسیر مظہری	45
امام شاہ عبدالعزیز دہلوی متونی ۱۲۳۹ھ	تفسیر عزیزی	46
امام عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ متونی ۲۷۶ھ	تفسیر غریب القرآن	47
مولوی عبدالحق حقانی متونی ۱۳۳۵ھ	تفسیر حقانی	48
مولوی شبیر احمد عثمانی متونی ۱۳۶۹ھ	تفسیر عثمانی	49
ضیاء الامت علامہ پیر محمد کرم شاہ علیہ الرحمہ	تفسیر ضیاء القرآن	50
مودودی صاحب	تفسیر تفہیم القرآن	51
علامہ محمود بن عمر متونی ۵۲۸ھ	تفسیر کشاف	52
امام محمد بن مصلح الدین متونی ۹۰۱ھ	حاشیہ شیخ زادہ علی البیضاوی	53
امام شاہ ولی اللہ دہلوی متونی ۱۱۷۶ھ	الفوز الکبیر	54
نواب صدیق حسن بھوپالی متونی ۱۳۷۵ھ	نیل المرام	55
امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ	لباب النقول	56
علامہ محمد بن حزم	معرفة النسخ والمنسوخ	57
امام احمد بن حسین البیہقی ۴۵۸ھ	الاسماء والصفات	58
امام یحییٰ بن شرف الدین نحوی ۶۷۶ھ	ریاض الصالحین	59
غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی متونی ۱۴۰۲ھ	التبیین	60
مولوی اشرف علی تھانوی متونی ۱۳۶۲ھ	مختصر بیان القرآن	61
امام اہلسنت سید احمد سعید کاظمی ۱۴۰۲ھ	البيان ترجمہ قرآن	62
شیخ الاسلام امام احمد رضا خان ۱۳۳۰ھ	کنز الایمان ترجمہ قرآن	63

مولوی ثناء اللہ غیر مقلد ۱۳۶۷ھ	64 ترجمہ قرآن ثناء اللہ
مولوی محمد داؤد گورگانوی غیر مقلد	65 تفسیر گورگانوی
علامہ وحید الزمان غیر مقلد ۱۳۳۸ھ	66 ترجمہ قرآن وحید الزمان
شیخ محمد اشرف غیر مقلد	67 حاشیہ ترجمہ وحید الزمان
مولوی محمود حسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ	68 ترجمہ قرآن شیخ الہند
مولوی عبد الماجد دیوبندی	69 تفسیر ماجدی
امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ	70 الاقان
شیخ احمد بن مبارک / عاشق الہی میرتھی	71 الابریز ترجمتہ تبریز
الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ	72 اخبار الاخیار
الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ	73 اشعة اللمعات
مولوی محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ	74 آب حیات
مولوی اشرف علی تھانوی ۱۳۶۳ھ	75 اشرف المواعظ
امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	76 الامن والعلی شریف
مولوی رشید احمد گنگوہی ۱۳۳۲ھ	77 امداد السلوک
مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ	78 امداد المشتاق
قاری محمد طیب دیوبندی	79 آفتاب نبوت
ڈاکٹر عبدالحی	80 اسوۂ رسول اکرم
علامہ محمد اقبال	81 اسرار و رموز
شفیق بریلوی	82 ارمغان نعت
امام محمد بن بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ	83 احیاء العلوم
حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۲ھ	84 البدایۃ والنہایۃ

ب

امام شاہ عبدالعزیز دہلوی	85	بستان المحدثین
امام شرف الدین شیخ سعدی متوفی ۶۹۱ھ	86	بوستان
مولوی اشرف علی تھانوی ۱۳۶۲ھ	87	بہشتی زیور
مولوی عنایت علی لدھیانوی	88	باغ جنت
نواب صدیق حسن ۱۳۷۵ھ	89	بغیۃ الراشد
علامہ سید غلام جیلانی	90	بشیر القاری
ت، ث		
حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ	91	تعلیق التعلیق
انام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ	92	التعقیبات علی الموضوعات
امام علی قاری مکی ۱۰۴۲ھ	93	تذکرہ الموضوعات
علامہ محمد طاہر بن علی خفندی متوفی ۹۸۶ھ	94	تذکرۃ الموضوعات
امام حافظ احمد بن عبداللہ العلی متوفی ۲۶۱ھ	95	تاریخ الثقات
علامہ غلام رسول سعیدی	95	توضیح البیان
مولانا نجم الغنی متوفی ۱۳۵۱ھ	97	تہذیب العقائد
علامہ مفتی عنایت احمد متوفی ۱۲۷۶ھ	98	تاریخ حبیب الہ
محمد حسین للہی	99	تذکرہ شاہ سلیمان تونسوی
مولوی محمد زکریا سہارنپوری	100	تبلیغی نصاب
مولوی عاشق الہی میرٹھی	101	تذکرۃ الرشید
مولوی اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	102	تقویۃ الایمان
مولوی محمد قاسم ناتوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ	103	تحذیر الناس
حافظ احمد بن محمد بن علی شوکانی م ۱۲۵۰ھ	104	توبہ نامہ شوکانی
شیخ المحدثین محمد شاہ عبدالحق دہلوی م ۱۰۵۲ھ	105	تکمیل الایمان

106 تحفہ ابراہیمی، مکتوبات خواجہ دوست محمد قندھاری، متوفی ۱۲۸۵ھ

ج، چ

107 جمع الوسائل شرح شمائل امام علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ

108 جواہر البحار امام محمد یوسف بن اسماعیل مہمانی ۱۳۵۰ھ

109 جمال الاولیاء مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ

110 چمنستان مولوی ظفر علی خان

111 الجمال والکمال مولوی سلیمان منصور پوری غیر مقلد

112 جاوید نامہ حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ

ح، خ

113 حجۃ اللہ البالغہ امام الہند اے ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۲ھ

114 حدائق بخشش امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ

115 حیاء الحیوان امام کمال الدین دمیری ۷۰۷ھ

116 الحاوی للفتاویٰ امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

117 حضرات القدس مولانا عرفان احمد انصاری

118 خزینہ معارف ترجمہ ابریز ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب پی ایچ ڈی

119 ختم نبوت شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ

120 خزائنہ جلالہ قلمی ملفوظات سرکار مولانا شیخ احمد بہا بن یعقوب

121 خلاصۃ الکلام علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی م ۱۳۴۰ھ

د، ذ

122 الدولۃ المکیۃ شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ

123 الدرر السنۃ فی الرد علی الوہابیہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی م ۱۳۴۰ھ

124 درۃ الناصحین علامہ عثمان بن حسن بن احمد خویری

- 125 درالشمین امام الہندئے شاہ علی اللہ محدث دہلوی ۱۱۷۲ھ
- 126 در مختار وورد المختار امام محمد بن علی متوفی ۱۰۷۷ھ
- 127 الذکر الحسین مولانا محمد شفیع اوکاڑوی
- 128 ذیل اللہ فی العصور امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

د، ذ

- 129 روض الانف امام عبدالرحمن سہیلی متوفی ۸۸۱ھ
- 130 رسالہ فی تائید مظہر صوفیا علامہ مصطفیٰ بن احمد بن حسن الشطی
- 131 رحمۃ للعالمین مولوی سلیمان منصور پور غیر مقلد
- 132 الرسالة المصتطفیہ علامہ محمد جعفر کتانی متوفی ۱۳۴۵ھ
- 133 الرسائل والمکاتیب محمد شاہ عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ
- 134 زبدۃ الاثار شاہ محمد عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ
- 135 زرقانی شرح مواہب امام محمد بن عبدالباقی متوفی ۱۱۲۲ھ
- 136 الزبدۃ الزکیہ شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ

س، ش

- 137 سیرت حلبیہ مترجمہ امام نور الدین حلبی ۱۰۴۴ھ
- 138 سیرت رسول عزبی مولانا نور بخش توکل ۱۳۶۷ھ
- 139 سیف چشتیانی قطب عالم سید مہر علی گولڑوی
- 140 سراجا منیرا مولوی محمد ابراہیم غیر مقلد متوفی ۱۳۷۷ھ
- 141 شواہد النبوة امام عبدالرحمن جامی متوفی ۸۹۸ھ
- 142 شرح دیوان فرید مولوی عزیز الرحمن
- 143 شائیم اورادیہ مولوی اشرف علی وغیرہ

مولوی نقیب احمد اویچی دیوبندی	144 شرح بوستان
امام تقی الدین سبکی ۷۴۶ھ	145 شفاء السقام
ابو محمد عبد الملک متوفی ۲۱۳ھ	146 سیرۃ النبویہ
شیخ محی الدین محمد بن مصطفیٰ	147 شیخ زاہد و شرح قصیدہ بردہ
مولانا محمد اعظم صاحب علیہ الرحمۃ	148 شرح قصیدہ امام اعظم
مولوی حسین احمد دیوبندی	149 الشہاب الثاقب
نواب صدیق حسن بھوپالی	150 الشمامۃ العنبریہ
علامہ علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۲ھ	151 شرح فقہ اکبر
امام سعد الدین مسعود متوفی ۷۹۲ھ	152 شرح عقائد نسفی
شاہ محمد عبد الحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	153 شرح فتوح الغیب
عارف پیر سید عبد الواحد متوفی ۱۰۱۷ھ	154 سبع سنابل شریف

ص، ض

علامہ ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ	155 الصارم المسلمول
مولوی اسماعیل دہلوی	156 صراط مستقیم
شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۲۰ھ	157 صلاة الصفاء
حضرت خواجہ نصیر الدین محمود متوفی ۷۵۸ھ	158 صحائف السلوک

ط، ظ، ع، غ، ف

علامہ عمر بن احمد خرپوٹی متوفی ۱۲۴۱ھ	159 عسیدۃ الشہدۃ
امام شاہ عبد العزیز دہلوی متوفی ۱۳۳۰ھ	160 عجالہ نامہ
مولوی سرفراز صفدر گھنڈوی	161 عبارات اکابر
مولانا غیاث الدین بن جلال الدین	162 غیاث اللغات
مؤلف کتاب ہذا	163 غوث اعظم غیروں کی نظر میں

مولوی احتشام الحسن کاندھلوی	164 غوث اعظم
امام حافظ احمد بن علی متوفی ۸۵۲ھ	165 فتح الباری
مولوی محمد انور کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ	166 فیض الباری
شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۲۰ھ	167 فتاویٰ رضویہ
مولوی عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ	168 فتاویٰ عبدالحی
مولوی رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۳۲ھ	169 فتاویٰ رشیدیہ
مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ	170 فتاویٰ عزیزی
امام احمد بن محمد کی متوفی ۹۷۴ھ	171 فتاویٰ حدیثیہ
مفتی عبدالحکیم مری متوفی ۱۹۸۳ء / مرتب	172 فتاویٰ حکمیہ
مولانا عمر حیات بوسن	
مولانا محمد اجمل صاحب متوفی ۱۳۸۳ھ	173 فتاویٰ اجملیہ
مفتی عزیز الرحمن متوفی ۱۳۴۷ھ	174 فتاویٰ مدرسہ دیوبند

ق، ک، گ

امام محمد بن سعید بوسیری ۶۹۴ھ	175 القول البلیغ فی التحذیرین جماعۃ از مفتی نجد
از مؤلف ہذا السفر	التبلیغ تبلیغی جماعت کارو
امام المناظرین علامہ منظور احمد فیضی ۱۳۲۷ھ	176 قصیدۃ بردۃ شریف
مولوی محمد قاسم نانوتوی	177 القول الشدید فی حکم یزید
مولانا محمد طاہر سورتی	178 القول السدید فی دنام یزید
امام شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ	179 قصائد قاسمیہ
عارف امام شرف الدین سعدی ۶۹۱ھ	180 قصص الانبیاء
	181 القول البدیع
	182 گلستان سعدی

- 183 کلیات امدادیہ
 184 کوثر النبی ﷺ
 185 کمالات عزیزیز (مجموعہ)
 186 کتاب الاسماء والصفات
 187 کنوز الحقائق
 188 الکلام السبین
 189 قصیدہ امام اعظم
- جائی امداد اللہ کی متوفی ۱۳۱۷ھ
 مولانا شاہ عبدالعزیز ہاروی متوفی ۱۳۳۹ھ
 مولوی ظہیر الدین نسیرہ شاہ رفیع الدین
 امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۸۵ھ
 امام عبدالروف مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ
 علامہ عنایت احمد کاکوروی متوفی ۱۲۷۶ھ
 شرح مولانا محمد اعظم علیہ الرحمۃ
- ل، م، ن
- حاجی امیر بخش عاربی
 شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ
 امام علامہ ابداہیم بیجوری متوفی ۱۲۷۶ھ
 حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۲ھ
 نواب صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ
 عارف رومی محمد بن حسینی جلال الدین م ۶۷۲ھ
 مولوی محمد علی
- امام اہلسنت سید احمد سعید کاظمی ۱۳۰۲ھ
 شیخ محمد رضا مصری مترجم محمد عادل قدوسی
 امام شہاب الدین احمد متوفی ۹۲۳ھ
 مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ
 مولانا معین کاشفی، متوفی ۹۰۷ھ
 قاضی سجاد حسین دہلوی
 مولانا محمد عثمان تابش قصوری مدظلہ
- 190 لباب النقول مترجمہ
 191 مدارج النبوة
 192 المواہب اللدنیہ
 193 مولد رسول
 194 سک الختام
 195 مثنوی شریف
 196 مخزن احمدی
 197 میلاد النبی
 198 محمد رسول اللہ ﷺ
 199 مواہب لدنیہ
 200 میلاد النبی
 201 معارج النبوة فارسی، اردو
 202 مقدمہ مثنوی شریف دفتر
 203 محمد نور ﷺ

- 204 میزان الاعتدال
 205 مقالات کاظمی
 206 مقام رسول
 207 معراج النبی
 208 مطالع اعسرات
 209 المیلاد النبوی
 210 المنجد
 211 المصباح
 212 نہایت الاعتباط
 213 نزہۃ القاری
 214 نجات الانس
 215 نشر الطیب
 216 نبراس
 217 وجیز الصراط
 218 ہدی السادی
 219 ہدیۃ المیدی
 220 ایواقیت والجواہر
 221 یک روزہ
- امام محمد بن احمد بن عثمان الذہبی م ۵۷۸ھ
 امام اہلسنت سید احمد سعید کاظمی ۱۲۰۲ھ
 امام المناظرین علامہ منظور احمد فیضی ۱۲۲۷ھ
 امام اہلسنت سید احمد سعید کاظمی ۱۲۰۲ھ
 الامام محمد المہدی فاسی گیارہویں صدی
 علامہ عبدالرحمن ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ
 لولس معلوف متوفی ۱۹۲۲ء
 عبدالحفیظ بلیاوی
 مولانا مفتی شرف الحق علیہ الرحمہ
 عارف باللہ امام عبدالرحمن جامی ۸۹۸ھ
 مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ
 علامہ عبدالعزیز باروی متوفی ۱۲۳۹ھ
- و، ۵، ی
 محمد فیض عالم بن محمد ملا جیون
 امام حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی
 ۸۵۲ھ
 نواب وحید الزمان غیر مقلد متوفی ۱۳۲۸ھ
 امام عارف عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ
 مولوی اسماعیل دہلوی متوفی

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
کی شہرہ آفاق تفسیر کا جدید، سلیس، دلکش، دلاویز اردو ترجمہ

ادارہ ضیاء
لمصنفین

بھیرہ شریف کی زیر نگرانی
مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے علماء کی ایک نئی کاوش

تفسیر درمنثور جلد 6

زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

خوشخبری

معروف محدث و مفسر حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم شاہکار

تفسیر مظہری

جلد 10

جس کا جدید، عام فہم، سلیس اور مکمل اردو ترجمہ ”ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف“

نے اپنے نامور فضلاء جناب الاستاذ مولانا ملک محمد بوستان صاحب

جناب الاستاذ سید محمد اقبال شاہ صاحب اور جناب الاستاذ محمد انور مگھا لوی صاحب

سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔ چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں

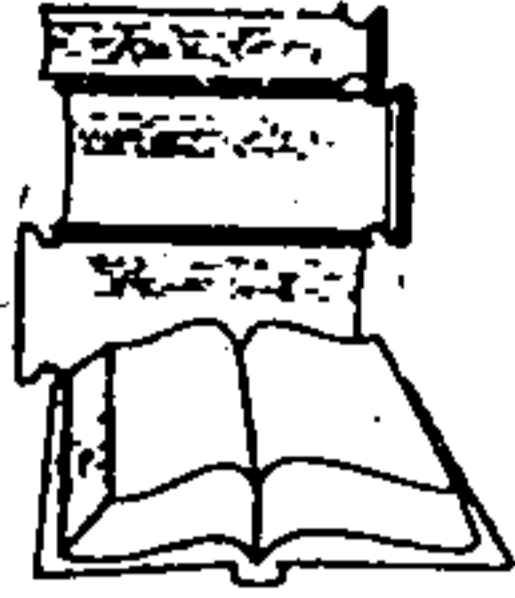
ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون: 7220479- 042-7221953 فیکس: 042-7238010

042-7247350-7225085

021-2212011-2630411

اہل علم کیلئے عظیم علمی پیشکش



آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین

حضرت علامہ سید سعادت علی قادری کے

قلم سے نکلا ہوا عظیم علمی شاہکار

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

۲ جلدیں

خصوصیات

یہ زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل

یہ متلاشیان علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ

یہ مقربین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ

یہ ہر گھر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ہی طلب
فرمانیے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

وہور۔ کراچی ۰ پاکستان

مجلد القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیر کی کتابیں

تفسیر قرآن بحال الف مشران

قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے ہر لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے

تفسیر ضیاء القرآن

جلد ۵

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
ال دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

تفسیر خزان عرفان
مدد الفاضل سید محمد نعیم الدین از آبادی رتوانہ پور

تفسیر ابن کثیر ۳ جلد
عبد الرحمن بن کثیر دمشقی

تفسیر احمدیہ
علامہ ابو حامد محمد بن علی

تفسیر الحنات ۱ جلد
ابوالحسن محمد احمد قادری رتوانہ پور

تفسیر احکام القرآن
مولانا جمال الدین قادی

تفسیر سورۃ النساء
پروفیسر سید محمد رفیع

تفسیر منظر ساری جلد ۱

عارف باللہ حضرت قاضی شمس اللہ
پانی پتی رحمت اللہ علیہ

تفسیر درمنثور

علامہ جمال الدین سیوطی قرآن علیہ

تفسیر
بیت القرآن
مفسر: حافظ القاری
محمد طیب نقشبندی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ملفوظ سعادت علی قادری

تفسیر نور العرفان
محقق مفتی احمد رضا خان رحمانی

گنج بخش روٹ لاپور
7221953-7220479
7238010
7225085-7247350
2210212-2212011
2630411

ضیاء القرآن پبلی کیشنز